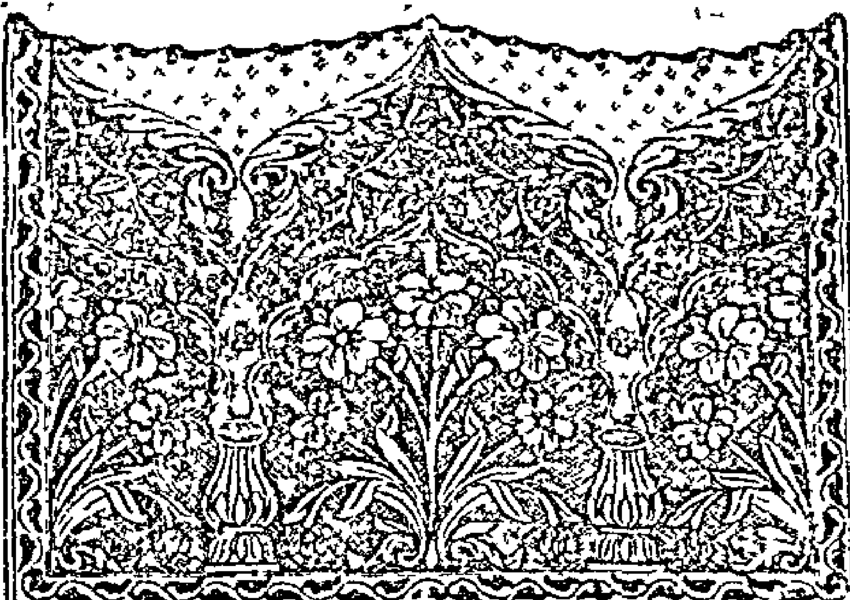
بذل المنفعة لإيضاح

الأركان الأربعة

طبع في مطبع مفيد عام الكائن
في بلدة آكره في سنة ١٣٠١
الهجرية



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی دعی عبادہ الی افضل العبادات واکمل الطاعات لینالوا جنّات النعیم
ولیفوزوا بالنعیم المقیم والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ ورسولہ الرؤف الرحیم وعلی آلہ
وصحبہ وکل من تبعہم بالاحسان علی الصراط المستقیم **اما بعد** ہر چند پہلے اس سے دو
رسالے بیان مین شہادت کلمۂ طیبہ ونماز وروزہ وزکوٰۃ وحج کے لکھے ہین ایک کا نام وسیلۃ النجاۃ
دوسرے کا نام ضوء الشمس لیکن اس رسالہ مین بحکم حولہا ندندن مکرر سہ بارہ بیان انہین
ارکان اربعہ اسلام کا کیا جاتا ہے ہر رسالے کی شان اپنے بیان مین جداگانہ ہے اگرچہ بعض معانی
ہمسایہ یکدیگر کیون نہون لیکن تفاوت الفاظ کا ضرور ہے اور فرق معانی کا بہی کسیقدر لازم
اس رسالہ مین بیان ان ابنیۂ اسلام کا دوسرے طور پر کیا گیا ہے جو کوئی مطابق اس بیان کے ان
چارون عبادت کو بعد اقرار شہادتین کے ادا کریگا محرر سطور اوسکے لئے بحسب شہادت احادیث
صحیحہ مغفرت وجنت کا ضامن ہوتا ہے لیکن اس شرط سے کہ شرک خفی وجلی وانواع بدعت
ضلالت سے محفوظ اور مہلکات خصال سے دور اور سیئات فعال سے محفوظ ہو مین التدسا

وداعی ہون کہ سب سے اوّل خود مجکو توفیق عمل کی بخشی پھر میری اولاد کو پھر سارے مسلمانونکو بہت سے
نام کے مسلمان نماز روزہ زکوۃ حج بجالاتے ہین اور محنت اوٹھاتے ہین لکن موافق رسم و عادت
کے نہ مطابق طریقۂ عبادت کے اس صورت مین اونکی مشقت برباد جاتی ہے بلکہ نفع کے عوض
نقصان پہنچاتی ہے پس جس تقدیر پر کہ وہ ان کامون کو ظاہر مین ادا کرتے ہین اگر باطن بہی
ان کامون کا موافق مرضی شرع کے کر لین تو کچھ اونکو بڑی تکلیف نہوگی اور عمل بہی صحیح
ہوکر نتیجۂ نیک بخشیگا اور اوتنا ہی وقت اس کام مین بہی صرف ہوگا جتنا کہ بے موافقت شرع
بجالانے مین ان امور کے پہلے صرف ہوتا تہا اور یہ ظاہر ہے کیونکہ جو پانچ وقت واسطے
نماز کے مقرر ہین نماز اوسی وقت مین پڑہیگا اور تمام سال مین روزہ بہی خاص ماہ رمضان
ہی مین رکہیگا زکوۃ بہی بعد سال تمام کے دیگا حج بہی تمام عمر مین ایک ہی بار کریگا کچھ اخلاص
نیت و تصویب عمل سے مقدار عبادت فرض کی بڑہتا نہین ہے یعنی ہر دن مین دس نمازین ہو
ہین اور نہ ہر سال مین دو رمضان آتے ہین اور نہ دو زکوتین اور نہ تمام عمر مین دو حج ہان شوقمند
کو اختیار ہے کہ وہ نوافل عبادات سے اپنی طاعات کو بڑہائے تطوعات سے حسنات کو زیادہ کرے
ومن زاد زاد اللہ فی درجاتہ شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے جسطرح ترغیب اصلاح پر صورت
ظاہر عبادت کی فرمائی ہے اسیطرح اصلاح پر صورت باطن طاعت کی بہی رغبت دلائی ہے
پہر کوئی وجہ اسکی نہین ہے کہ مسلمان نرے پوست پر قناعت کرے مغز کو نہ لے یہ ترجیح بلا شک
بے مرجح ہے اور یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ اصل مقصود ہر شئے سے نتیجہ اوس شئے کا ہوتا ہے نہ
نری صورت اوس شئے کی یہی وجہ ہے کہ قرآن و سنت مین جس عمل صالح کا ذکر کیا ہے وہان
عامل سے ظاہر و باطن عمل دونون کو طلب فرمایا ہے مثلاً باب طہارت و نماز مین ارشاد کیا ہے
ما من امرء مسلم تحضرہ صلوۃ مکتوبۃ فیحسن وضوءها وخشوعها وركوعها الا كانت
كفارة لما قبلها من الذنوب ما لم يؤت كبيرة وذلك الدهر كله رواه مسلم عن
عثمان رضی اللہ عنہ مرفوعا یعنی جو مسلمان وقت نماز فرض کے اچھی طرح پر وضو کرکے

نماز کو خشوع وخضوع سے پڑہتا ہے تو یہ نماز اوسکے اگلے گناہون کا کفارہ ہوجاتی ہے جبتک کہ اوسنے کوئی گناہ کبیرہ نہین کیا ہے سو اسجگہ مراد احسان وضو و خشوع صلوٰۃ سے شروع طہارت و نماز سے درستی ظاہر و باطن دونون کا اعتبار کیا ہے نیست ظاہر پر اکتفا نہین فرمایا اسیطرح حدیث عقبہ بن عامر مین فرمایا ہے ما من مسلم یتوضأ فیحسن وضوءہ ثم یقوم فیصلی رکعتین مقبلا علیھما بقلبہ ووجھہ الا وجبت لہ الجنۃ رواہ مسلم یعنی جو مسلمان خوب طرح وضو کرکے ظاہر و باطن سے متوجہ ہوکر دو رکعت نماز پڑہتا ہے اوسکے لیے جنت واجب ہوجاتی ہے لفظ قلب و وجہ سے مراد یہی صلاح ظاہر و باطن ہے پہر اس طلب کے مقابلہ مین ترک کرنے پر اس مطلوب کے وعید شدید فرمائی ہے وہ بہی شامل ہے حالت ظاہر و باطن دونون کو مثلا دربارہ ظاہر نماز حدیث ابو قتادہ مین ذکر کیا ہے اسوء الناس سرقۃ الذی یسرق من صلوتہ قالوا یا رسول اللہ کیف یسرق من صلوتہ قال لا یتم رکوعھا ولا سجودھا او قال لا یقیم صلبہ فی الرکوع والسجود رواہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ ورواہ مالک و احمد والدارمی عن النعمان بن مرۃ بطولہ واخرجہ احمد ایضا والطبرانی والحاکم عن ابی قتادۃ مثلہ یعنی برا چور وہ ہے جو نماز کو چراتا ہے پوچھا کیونکر فرمایا تمام نہین کرتا ہے رکوع و سجدہ کو یا سیدہی نہین کرتا ہے پیٹہ اپنی انمین دوسرا لفظ علی ابن شیبان کا رفعاً نزدیک ابن حبان کے یہ ہے لا صلوۃ لمن لا یقیم صلبہ فی الرکوع والسجود یعنی اوسکی نماز ہی نہوئی جسنے رکوع و سجود مین پیٹہ اپنی سیدہی نرکہی طلق بن علی حنفی رفعاً کہتے ہین لا ینظر اللہ الی صلوۃ عبد لا یقیم صلبہ بین رکوعھا وسجودھا رواہ الطبرانی فی الکبیر یعنے اللہ بندہ کی ایسی نماز کو آنکہہ اوٹھاکر نہین دیکہتا کہ رکوع و سجدہ اوسکا سیدہا نہو بلکہ حدیث ابو عبد اللہ اشعری مین یون فرمایا ہے لو مات ھذا علی حالتہ ھذہ مات علی غیر ملۃ محمد صلعم رواہ ابن خزیمۃ یعنی ایسا نمازی اگر اسطرح کی نماز پڑہ پڑہکر مرجائیگا تو وہ ملت اسلام پر نہ مریگا یہ وعید نہایت سخت ہے بخاری کا لفظ زید بن وہب سے یون ہے کہ حذیفہ نے ایکمرد کو دیکہا کہ

پورا رکوع و سجدہ نہین کرتا ہی کہا ما صلیت ولومت مت علی غیر الفطرۃ التی فطر اللہ علیہا محمدا صلعم امام ابو یوسف و شافعی کے نزدیک اطمینان فرض ہے اور یہی حق بہی ہے یہ حدیثین دلیل ہین اسبات پر کہ اعتدال و اقامت نماز مین فرض ہے بے اسکے نماز نہین ہوتی ہے سلف صالح اسی عقیدہ پر گزرے ہین ایک شخص نے اسی طرحکی نماز بے ربط و ضبط پڑہی تہی حضرت نے دوبار اوسکو فرمایا ارجع فصل فانک لم تصل رواہ الشیخان یعنی جا پہر نماز پڑہ تو نے نماز نہین پڑہی یہ دلیل ہے اس بات پر کہ اول ہر نمازی اپنی نماز کی صورت ظاہری درست کرے تب کہین وہ نماز اوسکی معتبر ٹہیرے گی پہر اگر بعض صورت درست کی اور بعض ناقص ہی تو بقدر درستی کے وہ نماز ہوئی باقی نہوئی اوسکا وبال قائم رہا کیونکہ حدیث عمار بن یاسر مین فرمایا ہے ان الرجل لینصرف وما کتب لہ الا عشر صلوتہ تسعہا ثمنہا سبعہا سدسہا خمسہا ربعہا ثلثہا رواہ ابو داؤد یعنی آدمی نماز پڑہکر پہرتا ہے اور اوسکے لئے فقط دسوان نوان آٹہوان ساتوان چہٹا پانچوان چوتہا تہائی حصہ نماز کا لکہا جاتا ہے سو اگر یہ حصے لکہے بہی گئے تو کچہہ زیادہ نفع دینے والی نہین ہین ولہذا حدیث ابو الیسر مین رفعاً آیا ہے منکم من یصلی الصلوۃ کاملۃ ومنکم من یصلی النصف والثلث والربع والخمس حتے بلغ العشر رواہ النسائی اسکا مطلب بہی یہی ہوا کہ کوئی تم مین پوری نماز پڑہتا ہے اور کوئی آدہی تہائی چوتہائی الخ سو ایسی نماز بے فائدہ ہوتی ہے اسیلئے حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہی کہ اول ما یحاسب بہ العبد یوم القیامۃ من عملہ صلوتہ فان صلحت فقد افلح وانجح وان فسدت فقد خاب وخسر وان انتقص من فریضتہ قال اللہ تعالی انظروا ھل لعبدی من تطوع فیکمل بہا ما انتقص من الفریضۃ ثم یکون سائر عملہ علی ذلک رواہ الترمذی یعنی قیامت کے دن سب سے پہلے حساب اسی نماز کا ہوگا اگر درست نکلی تو اچہا رہا رستا چہوٹا اور اگر خراب نکلی تو نکما نزیان کار رہا اور اگر کسی فرض مین کچہہ نقصان رہگیا ہوگا تو اللہ فرمایگا کہ اوسکی نفل نماز دیکہو اوس سے فرض کو پورا کرو پہر باقی عمل

اوسکے اسی طرح پر دیکھے جاینگے رہا باطن عمل سو در بار ثواب باطن حدیث مین عثمان بن ابی
دہرش کے رفعًا یون آیا ہے لا یقبل اللہ من عبد عملا حتی یشہد قلبہ مع بدنہ
رواہ محمد بن نصر المروزی فی کتاب الصلوٰۃ ھکذا مرسلا یعنی اللہ کوئی سا عمل
بہی نماز ہو یا روزہ یا زکوٰۃ یا حج یا اور کچہ قبول نہین کرتا ہے جب تک کہ دل بندہ کا ہمراہ
بدن کے حاضر نہو معلوم ہوا کہ اگر صورت ظاہری ان اعمال کی موجود بہی ہوئی اور سارے
ارکان و آداب بہی پورے ہوگئے اور کوئی نقصان شکل ظاہر مین باقی بہی نہین ہے
تب بہی وہ ظاہر کا عمل مقبول نہین ہوتا ہے مگر اوسی وقت کہ بدن اور دل دونون متفق
یکدیگر ہون ولہذا اہل معرفت و بصیرت نے حضور دل کا ہر عبادت مین بر وجہ اخلاص واسطے
صحت عبادت کے شرط ٹہیرایا ہے ابو الدرداء سے مرفوعًا کہا ہے اول شیء یرفع من
ھذہ الامۃ الخشوع حتی لا یری فیہا خاشعا رواہ الطبرانی یعنی سب سے پہلے
جو چیز اس امت سے اوٹہالیجائیگی وہ گڑگڑانا عاجزی کرنا ہے یہانتک کہ ایک شخص بہی
نماز مین عاجزی فروتنی کرنے والا نظر نہ آئیگا یہ خبر مخبر صادق نے دی تہی اب مصداق
اس خبر کا اکثر نمازیون مین موجود ہے عاملنا ناصبۃ محنت برباد گناہ لازم اب ہر نمازی
روزہ دار زکوٰۃ دینے والا حج کرنیوالا اپنے جی مین سوچے سمجھے کہ میری عبادت کیسی ہے
نرا ظاہر اوسکا درست ہے یا باطن بہی صاف و پاک و حاضر ہے اگر وہ نرے پوست پر جما
ہوا ہے تو پہر امید قبول کی ہرگز نرکہے اور جو پوست بہی درست نہین ہے تو پہر خدا ہی حافظ
ہے کیونکہ ایسا شخص حکم مین تارک نماز کے ہے اور تارک ایک نماز کا عمدًا کافر واجب
القتل ہو جاتا ہے لائق اسکے نہین ہے کہ مقابر مسلمین مین دفن ہو بلکہ اوسکا حشر ہمراہ
قارون و فرعون و ہامان و ابی بن خلف کے ہوگا مگر یہ کہ فی الفور توبہ کرلے غرضکہ اسجگہ
تین چیزین درکار ہوتی ہین تب نفع اوس عمل کا دنیا و آخرت مین مترتب ہوتا ہے ورنہ
وہی کہاوت ہوتی ہے کہ آہن سرد کو کوٹا ہوا گوشت سے ناپاک ایک ثواب یعنی عمل کا

موافق سنت صحیحہ کے ظاہر و باطن مین صادر ہونا دوسرے اخلاص یعنی شرکت غیر اللہ سے پاک صاف ہونا تیسرے نیت کا درست ہونا کیونکہ بے نیت کوئی عمل مقبول نہین ہوتا ہے گو کیسا ہی اچھا کام کیون نہو جیسے اگر کسینے سارا مال اپنا صدقہ کر دیا مگر نیت زکوٰۃ کی نہ تھی تو زکوٰۃ ادا نہوئی حدیث عمر بن خطاب مین فرمایا ہے انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرء ما نوی رواہ الشیخان یعنی اعتبار ہر عمل کا نیت سے ہے ہر کسیکو وہی ملیگا جو اسکی نیت ہے یعنی خیر و شر دونون مین اور در باب اخلاص ارشاد کیا ہے یا ایہا الناس اخلصوا اعمالکم فان اللہ تبارک وتعالی لا یقبل من الاعمال الا ما خلص الحدیث رواہ البزار عن الضحاک بن قیس یعنی اے لوگو تم اپنے اعمال خالص کرو کیونکہ اللہ سوا عمل خالص کے قبول نہین کرتا ہے حضرت نے معاذ بن جبل کو طرف یمن کے بھیجا تھا معاذ نے کہا مجھے کچھ وصیت کرو فرمایا اخلص دینک یکفیک العمل القلیل رواہ الحاکم یعنی تو اپنے دین کو خالص کر تجھے تھوڑا سا عمل کفایت کریگا بیان اخلاص دین کا کتاب دین خالص مین خوب مشرح کیا گیا ہے مراد تھوڑے عمل سے زیرے فرائض بجا لانا ہے یہ فرائض پانچ ہین پس ایک اقرار شہادتین دوسرے نماز پڑھنا تیسرے روزہ رکھنا چوتھے زکوٰۃ دینا پانچوین حج کرنا سو جس مسلمان نے فقط اتنی ہی عبادت پر کفایت کی مگر ہمراہ اخلاص و صواب کے تو وہ بے شبہ جنتی ہوگا حدیث ابو ہریرہ مین آیا ہے کہ ایک گنوار نے آکر حضرت سے کہا تھا مجھے ایسا کام بتاؤ کہ جب مین وہ کام کرون تو جنت مین جاؤن فرمایا تعبد اللہ ولا تشرک بہ شیئا وتقیم الصلوٰۃ المکتوبۃ وتؤدی الزکوٰۃ المفروضۃ وتصوم رمضان یعنی اللہ کی عبادت بلا شرک کر نماز زکوٰۃ روزہ بجا لا اوسنے کہا والذی نفسی بیدہ لا ازید علی ھذا شیئا ولا انقص منہ یعنی واللہ مین نہ اس مقدار پر زیادہ کرون نہ اس سے کم فرمایا من سرہ ان ینظر الی رجل من اھل الجنۃ فلینظر الی ھذا متفق علیہ یعنی جو کوئی کسی مرد بہشتی کو دیکھنا چاہے تو وہ اس شخص کو دیکھے

یہ حدیث دلیل ہے اسبات پر کہ مجرد عمل فرائض پر بہی جنت ملسکتی ہے گو نوافل عبادت نہوں
اسمین ذکر حج کا نہین آیا مگر دوسری حدیثون سے ثابت ہے اور جو شخص فرائض کے علاوہ
نوافل نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج بہی ادا کرتا ہے تو اوسکا پہر کیا پوچہنا ہے وہ فائزین مقربین مین
ہو گا اللہ اوسکو دوست رکہتا ہے اور اوسکی ساری حرکات و سکنات اللہ کی مرضی کے
کے موافق ہوتے ہین اور ہر عمل حسنہ اوسکا دس گنا بلکہ سات سو گنے تک بلکہ اس سے زیادہ
ہوتا ہے یہانتک کہ اللہ سے جا ملے حدیث معاذ بن جبل مین ایسے شخص کے لئے جو شرک
نہین کرتا ہے اور نماز پنجگانہ پڑہتا ہے اور رمضان کا روزہ رکہتا ہے وعدہ مغفرت کا آیا ہے
رواہ احمد الحاصل جب یہ چارون بنا دین اسلام کی موجب مغفرت اور جنت کی ٹہرین تو اب
انکو اوسطرح ادا کرنا چاہیے کہ نتیجہ اونکے بجا لانیکا حاصل ہو سو اس رسالہ مین ترکیب ان ارکان
اربعہ کے بجا لانے کی لکہی جاتی ہے اسیلئے نام اس رسالہ کا **بذل المنفعه بایضاح**
الارکان الاربعه رکہا ہے یہ رسالہ مشتمل ہے ایک مقدمہ چار باب ایک خاتمہ پر و باللہ التوفیق و ہو المستعان

مقدمہ بیان مین طہارت کے

اسمین کئی فصلین ہین

فصل بیان مین فضیلت طہارت کے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان اللّٰہ یحب التوابین ویحب المتطہرین یہ طہارت شامل ہے طہارت
ظاہر و باطن دونون کو اور حدیث ابی مالک اشعری مین فرمایا ہے الطہور شطر الایمان
رواہ مسلم دوسرا لفظ ایک صحابی بنی سُلیم کا رفعاً یہ ہے الطہور نصف الایمان رواہ
الترمذی وحسنہ یہ طہارت بہی شامل ہے ظاہر بدن و باطن دل کو معلوم ہوا کہ واسطے
عبادت کے بدن اور جامہ و دل کا پاک ہونا ضرور ہے اور اللہ نے فرمایا ہے فیہ رجال

یحبون ان یتطہروا اور کہا ہے ما یرید اللہ لیجعل علیکم فی الدین من حرج ولکن یرید
ان یطہرکم اور حدیث مرفوع جابر مین آیا ہے مفتاح الجنۃ الصلوۃ ومفتاح الصلوۃ الطہور
رواہ احمد یعنی جنت کی کنجی نماز ہے نماز کی کنجی طہارت ہے بصیرت والون نے ان ظواہر
نصوص سے یہ بات سمجھی ہے کہ امر اہم یہی پاک کرنا باطن اور ستر کا ہے کیونکہ یہ بات دور ہے کہ
نرا پانی بہاکر بدن کا پاک کرنا نصف ایمان ہو سو طہارت کے چار مرتبے ہین ایک یہ کہ باطن
دلکو پاک صاف کرے سوا حق کے دلمین کچھ نہو قل اللہ ثم ذرھم فی خوضہم یلعبون
جب دل غیر حق سے خالی ہوتا ہے تو پھر حق ہی مین مستغرق و مشغول رہتا ہے کلمہ لا الہ
الا اللہ کا مضمون ثابت ہوجاتا ہے یہ طہارت صدیقین کی ہے یہ پاکی آدہا ایمان ہوئی
دوسرے یہ کہ دل کو پلید عادتون سے پاک کرے جیسے حسد کبر ریا حرص عداوت رعونت
وغیرہا اور اچہی عادتون سے آراستہ کرے جیسے خاکساری قناعت توبہ صبر خوف ورجا
ومحبت وغیرہا یہ طہارت متقین کی ہے اخلاق مذموم سے پاک ہونا آدہا ایمان ہوتا ہے تیسرے
یہ کہ اعضا کو گناہون سے پاک رکہے جیسے غیبت کرنا جہوٹ بولنا حرام کہانا خیانت کرنا محرم
کو دیکہنا وغیرہا یہ طہارت پارسا لوگون کی ہے یہ پاکی بدن کی ان سب حرام چیزون سے نصف
ایمان ہے چوتہے یہ کہ بدن اور جامہ کو پلیدیون سے پاک رکہے تاکہ سارا تن بدن ارکان نماز
در رکوع و سجود سے آراستہ ہو یہ طہارت درجہ ہے ہر مسلمان کا کیونکہ مسلمان و کافر مین یہی
فرق نماز کا ہوتا ہے یہ پاکی بہی نصف ایمان ہے اِس سے معلوم ہوا کہ سب طبقات طہارت
مین پاکی نیمہ ایمان ہوتی ہے دین کی بنیاد نظافت پر ہے احیاء الاحیاء مین کہا ہے الطہارۃ
فی کل رتبۃ نصف العمل اما فی عمل السر فلان نہایتہ ان ینکشف لجلال اللہ ولا
یحل معرفۃ اللہ فی سر لم یرتحل عنہ ما سوی اللہ قال تعالی ما جعل اللہ لرجل
من قلبین فی جوفہ واما عمل القلب فغایتہ عمارتہ بالاخلاق المحمودۃ ولن یتحلی بہا مالم
یتخل عن نقائصہا وکذا تطہیر الجوارح احد الشطرین وتزیینہ بالطاعات شطر آخر

وهذه مقامات الايمان ولا يصل العبد الى مقام ما لم يجاوز ما دونه ومن عميت
بصيرته لم يفهم من مراتب الطهارة الا الدرجة الاخيرة فيمعن فيها لحظا منه بحكم
الوسوسة والحق ان الطهارة المطلوبة هي هذه وجهلا منه بسيرة الاولين انتهى
غرضکہ یہ طہارت جامہ و تن کی جسپر سب لوگ جھک پڑے ہیں پچھلا درجہ طہارت کا ہے لیکن نرے
اس پاکی سے دل حسد و ریا و محبت دنیا سے اور تن گناہ و معصیت سے پاک نہیں ہوتا ہے
ظاہر کو خلق دیکھتی ہے باطن کو خالق دیکھتا ہے تو جو جگہ کہ نظارہ گاہ خالق کی ہو اوسکا پاک کرنا نظارہ گاہ
خلق سے مقدم تر ہے اگرچہ یہ پچھلی پاکی بھی فضیلت رکھتی ہے لیکن جبکہ اوسکے آداب کو لگا رکھے
اور وسوسہ و اسراف سے دور ہو صحابہ و تابعین کا اہتمام طہارت باطن میں بہ نسبت طہارت ظاہر
کے زیادہ تھا ولہذا برہنہ پا چلتے مٹی پر نماز پڑھ لیتے خاک پر بیٹھ جاتے کھانا کھا کر ہاتھ
تلووں سے پونچھ لیتے چوپایوں کے پسینے سے زیادہ پرہیز نہ کرتے حضرت نے ایک مشرک
کی لوٹے سے اور عمر نے ایک نصرانیہ کے گھڑے سے وضو کر لیا تھا اور بعض خاک پر بے حجاب سوتے

فصل بیان میں انواع طہارت کے

جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ طہارت ظاہر کی علحدہ ہے اور طہارت باطن کی علحدہ اور طہارت
باطن کی تین طرح پر ہے جوارح کی گناہوں سے دل کی اخلاق بد سے سر کی غیر حق سے تو اب
طہارت ظاہر بھی تین قسم پر ہے ایک طہارت نجاست سے نجاست وہ چیز ہے جس سے اہل طبع
سلیم گھن کرتے اور بچتے ہیں اور کپڑے کو لگ جاوے تو اوسکو دھو ڈالتے ہیں جیسے پاخانہ پیشاب
مگر پیشاب طفل شیر خوارہ کا اگر لڑکا ہے تو چھڑکنا پانی کا کافی ہے اور اگر لڑکی ہے تو اوسکا دھونا
چاہیے یہی مذہب ہے سلف کا احادیث بھی اسیکے موافق آئی ہیں تیسری نجاست لعاب
سگ ہے جس برتن میں وہ منہہ ڈالدے اوسکو سات بار دھو لے چوتھی نجاست خون حیض
ہے جس کپڑے میں لگ گیا ہو اوسکو دھو کر اوسمیں نماز پڑھے یہی حکم خون نفاس کا ہے

رہے اور خون اونمین اختلاف ہے برارت اصلیہ ہمراہ اونکے ہے جب تک کہ کوئی دلیل خالص معارضہ سے راجح یا برابر کی آلے پانچوین نجاست گوشت خوک ہے اللہ نے قرآن مین اوسکو رجس فرمایا ہے ہنی نجس ہے اور جسکے نزدیک پاک ہے اوسکے نزدیک بھی خشک کا چھیلنا ناخن یا لکڑی سے اور تر کا دہونا پانی سے ثابت ہے الحاصل اصل اشیاء مین طہارت ہے نجاست کسی شئے کی جب ثابت ہوسکتی ہے کہ کوئی دلیل مساوی یا مقدم دلیل طہارت پر آلے واذ لیس فلیس یہ بات کلیات وجزئیات شریعت سے ثابت ہے سو مجرد رای سے کوئی چیز نجس نہین ٹہیر سکتی ہے بلکہ جس شئے سے اللہ نے سکوت کیا ہے وہ معاف ہے وما کان ربک نسیا اسی طرح حرام ہونا کسی شئے کا استلزام اوسکی نجاست کا نہین ہوتا ہے خمر و مردار و خون حرام ہین مگر نجس نہین ہین قائلین نجاست سے اسجگہ استدلال مین غلطی ہوئی ہے ہان جس حرام کو شرع نے نجس کہدیا ہے وہ بیشبہ نجس ہے پہر نجس کے پاک کرنیکا طریقہ یہ ہے کہ جو چیز لائق دہونیکے ہو اوسکو پانی سے دہوڈالے یہانتک کہ نہ وہ چیز خود باقی رہے اور نہ اوسکی رنگت اور نہ بو اور نہ مزہ پاپوش اور موزہ کو پونچھ ڈالے زمین سے رگڑ دے استحالہ یعنے بدل جانا کسی شئے کا ایک حالت سے دوسری حالت پر مطہر ہوتا ہے اور جو نجس چیز ایسی ہو کہ دہولنے مین نہ آسکے جیسے زمین تو اوسپر پانی بہادے اور کنوئین سے پانی نکال ڈالے یہانتک کہ اثر نجاست کا باقی نہ رہے اصل تطہیر مین یہی پانی ہے اسکی جگہہ دوسری چیز قائم نہین ہوسکتی ہے مگر اذن شارع سے اور کیفیت تطہیر وہی ہے جو حق مین جس شئے کے شارع سے آچکی ہو پانی خود ہی پاک ہے اور پاک کرنیوالا بھی ہے جب تک کہ کوئی نجاست اوسکی بو یا رنگ، و مزے کو بدل نہ دے تب تک یہ دونون وصف اوسمین موجود رہینگے اور اگر کوئی پاک چیز پانی مین گر کر اوسکو بدل دیگی تو وہ طاہر ہوگا نہ مطہر کچھ فرق تہوڑے اور بہت پانی کا اور دو قلون سے کم و زیادہ ہونیکا اور متحرک و ساکن

دستعمل وغیر مستعمل ہونے کا اسجگہ بموجب اداۂ صحیحہ ثابت نہین ہے اگرچہ پہلا پانی کا ایسا مشکل ہے کہ ایک جہان اوسکے حق مین غوطے کہا رہا ہے مگر جو اسجگہ لکہا گیا ہے اتوی مذاہب وہی ہے واللہ اعلم دوسری قسم نجاست کی حدث وجنابت ہے حدث سے وضو یا تیمم کیا جاتا اور جنابت سے غسل لازم آتا ہے سو جو کوئی بیت الخلا مین جائے اوسپر واجب ہے کہ نظر مردم سے چہپ جاوے اور جب تک زمین سے قریب نہو تب تک برہنہ نہو میدان مین دور تک جائے اور آبادی مین اندر پاخانہ کے فراغت حاصل کرے حالت قضاء حاجت مین بات نکرے کوئی چیز حرمت والی پاس نرکہے جیسے انگوشہی کہ اوسپر اللہ یا رسول کا نام ہو یا کوئی کلمہ یا آیت یا حدیث نقش ہو اور ان جگہون سے بچے جہان پاخانہ پہرنے سے شرع نے منع فرمایا ہے جیسے زیر درخت سایہ دار یا برسر راہ یا آب دائم یا جو جگہ بات چیت کرنیکی ہو یا جہان سرف مین قضاء حاجت نہین کرتے ہین پہر اُس حال مین طرف قبلہ کے نشست کرے نہ پشت اس مسئلہ مین آٹہہ قول ہین جو قول یہی ہے کہ صحرا مین یہ استقبال استدبار ناجائز ہے اور آبادی وگہر مین جائز معہذا اگر پرہیز کرے تو بہتر ہے اور تین ڈہیلے لے اور گوبر و ہڈی سے بچے جو احادیث بمقدمۂ استجمار آئی ہین وہ شامل بول بہی ہین اور جمع کرنا درمیان کلوخ وآب کے مستحب ہے اور تنہا آب بہی کفایت کرتا ہے شروع سے پہلے اعوذ پڑہنا اور بعد فراغ کے استغفار وحمد کرنا مندوب ہے حدیث انس مین آیا ہے حضرت جب خلا مین جاتے کہتے اللهم انى اعوذ بك من الخبث والخبائث اخرجه الجماعة جب باہر آتے کہتے الحمد لله الذى اذهب عنى الاذى اخرجه ابن ماجة باسناد صالح عائشہ نے کہا غفرانك کہتے رواه ابن حبان وغيره اسکے سوا اور الفاظ بہی آئے ہین لیکن اس قدر ذکر مختصر توضرور ہی کرے اور سوراخ مین حدث وبول نکرے اور نہ کہڑے ہو کر مگر عذر سے اور بائین چپ پر معتمد ہو اور جس جگہہ وضو کرے یا نہائے وہان پیشاب نکرے داہنے ہاتہہ سے پانی ڈالے بائین ہاتہہ سے بدن ملے اور وقت استنجا کے بدن کو سست چہوڑ دے باطن مین پانی پہونچانا ضرور نہین ہے *

ترکیب وضوئی یہ ہے

جو شخص مکلف ارادہ نماز کا کرے تو بعد طہارت کے حدث سے پہلے بسم اللہ کہے کیونکہ حدیث ابو ہریرہ
مین آیا ہے لا وضوء لمن لم یذکر اسم اللہ علیہ اخرجہ احمد وابو داؤد وابن ماجۃ
والترمذی فی العلل وغیرھم یعنی بے بسم اللہ کہنے کے وضو نہین ہوتا ہے اس حدیث
کی سند مین کوئی شئے ایسی نہین ہے جو اوسکو درجۂ اعتبار سے گرادے اور جس حدیث ابن عمر
مین یہ آیا ہے من توضأ ولم یذکر اللہ کان طہورًا لاعضاء وضوءہ اوسکی سند مین
متروک ہے اسلئے محققین نے کہا ہے کہ وجوب تسمیہ کا ذاکر پر ہے نہ ساہی وناسی پر پہر
کلی کرے ناک مین پانی ڈالے کیونکہ قرآن مین ذکر وجہ کا کیا ہے وجہ مین دہن وبینی داخل
ہین اور احادیث صحیحہ مین ثبوت مضمضہ و استنشاق کا آیا ہے یہ دونون امر وضو مین
واجب ہین سنت کہنا انکا ضعیف ہے اسلئے کہ انکا امر کیا ہے اور امر واسطے وجوب کے آتا ہے
پہر سارا منہہ دہوے اسکا ثبوت کتاب وسنت دونون سے ہے اسکے وجوب مین کسیکا
اختلاف نہین ہے پہر دونون ہاتہون کو مع کہنیون کے دہوئے بنص قرآن وسنت
اسمین بہی کچہہ خلاف نہین ہے خلاف کہنیون مین ہے حق یہی ہے کہ کہنیون کا دہونا
واجب ہے اسلئے کہ حدیث جابر مین آیا ہے ادار الماء علی مرفقیہ رواہ الدار
قطنی والبیہقی پہر فرمایا ھذا وضوء لا یقبل اللہ الصلوٰۃ الا بہ اسکی سند مین ایک
راوی ضعیف ہے مگر مسلم مین حدیث ابو ہریرہ سے آیا ہے انہ توضأ حتی شرع
فی العضد ثم قال ھکذا رأیت رسول اللہ صلعم پہر سر پر ہاتہہ پہیرے مسح کرنے مین
کچہہ خلاف نہین خلاف تعیین مین ہے کہ سارے سر پر مسح کرے یا البعض پر سو دونون طرح
پر ثابت ہے پیشانی وعمامہ پر بہی مسح کرنا آیا ہے اور عمامہ کو اوٹہا کر مقدم راس پر بہی
مسح کیا ہے سر کے ہمراہ دونون کانون کا بہی مسح کرے بہر حال مسح کرنا تنہا سر پر

اور سر و عمامہ پر اور بعض سر پر بسبب طرح صحیح و ثابت ہے پہر دونون پاؤن دہوے
غسل ہر دو پا کا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے مسح انکا ثابت نہین اور جمع کرنا مسح و
غسل کا رائی بحر دسہے پاؤن مین دونون ایڑیان بہی داخل ہین ہان موزون پر مسح
کرنا آیا ہے اور حضرت کے قول و فعل سے بتواتر ثابت ہوا ہے مقیم ایک رات دن مسافر
تین دن تک مسح موزے پر کرے وضو شرعی جب ہی ہوگا کہ بہ نیت استباحت نماز کے
کریگا وضو مین دہونا ہر ایک عضو کا تین تین بار سوای سر کے اور بڑہانا غرہ و تحجیل کا
اور وضو سے پہلے مسواک کرنا اور دہونا دونون ہاتہون کا پہنچے تک قبل شروع کے
غسل دیگر اعضا مین مستحب ہے احادیث مین فضائل وضو کے بہت آئے ہین ہر عضو کے
آخر قطرہ پر گناہ اس ایک عضو کے نکلجاتے ہین ستو منی پاک صاف ہوجاتا ہے پورا وضو
کرکے نماز پڑہنے سے ایسا ہوتا ہے جیسے کہ آج اوسکو اوسکی مان نے جنا ہو مکارہ مین
وضو کرنا حکم رباط مین ہے وضو پر وہی شخص محافظت کرتا ہے جو ایماندار ہوتا ہے بلال رضی
عنہ جب وضو کرتے دو رکعت نماز پڑہ لیتے حضرت نے آواز اونکی جوتیون کی بہشت مین
آگے آگے اپنے سنی تہی رواہ ابن خزیمۃ مسواک کو مطہرۃ للفم مرضاۃ للرب فرمایا ہے
ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنیکا اشارہ کیا ہے مسواک کرنا سنت مرسلین ہے جب وضو کر چکے
تب یہ ذکر کرے اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا
عبدہ و رسولہ اسکو مسلم و ابوداود نے عمر رضی اللہ عنہ سے رفعاً روایت کیا ہے اور فرمایا ہے
کہ جو کوئی بعد وضو یہ کہتا ہے تو اوسکے لئے آٹہون دروازے جنت کے کہل جاتے ہین
جس در سے چاہے دو اوسمین جاوے ترمذی نے اتنا اور زیادہ کیا ہے اللہم اجعلنی من التوابین
واجعلنی من المتطہرین طبرانی مین حدیث ابو سعید خدری سے اتنا اور آیا ہے سبحانک
اللہم وبحمدک اشہد ان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک پہر فرمایا ہے کہ
اسکو ایک کاغذ مین لکہ کر مہر لگا کر چہوڑتے ہین وہ مہر قیامت تک توڑی نہین جاتی

واللہ الحمد زید بن خالد جہنی نے رفعاً کہا ہے من توضأ فاحسن وضوءہ ثم صلی رکعتین لا یسہو فیہما غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ رواہ ابوداؤد اس نماز کو تحیۃ الوضو کہتے ہیں

ترتیب تیمم کی

تیمم کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے جو کام وضو سے ہوتا ہے وہی کام تیمم سے بھی درست ہے یہ عوض ہے وضو اور غسل دونوں کا اسکے اعضا یہی چہرہ اور دونوں کف دست ہیں زمین پر ایکبار ہاتھ مار کر وجہ و کفین پر مسح کرے یہ بات احادیث صحیحہ سے قولاً و فعلاً ثابت ہے جمہور بھی اسی طرف گئے ہیں اگرچہ بعض فقہاء قائل دو ضربہ کے ہیں ایک واسطے وجہ کے دوسرا واسطے ہر دو دست کے کہنی تک اسمیں بھی نیت و بسم اللہ کہنا چاہیئے نواقض اسکے وہی نواقض وضو کے ہیں یعنی جو چیز فرجین سے نکلے خود یا ریح یا جو چیز موجب غسل ہو جیسے جماع یا انزال اور خواب دراز اور اکل لحم شتر اور قی اور رعاف و مس ذکر ❊

ترتیب غسل کی

غسل منی کے نکلنے سے واجب ہوتا ہے اگرچہ تفکر سے نکلے احادیث صحیحہ اسی پر دلیل ہیں اور التقاء ختانین اور حیض و نفاس و احتلام سے ہمراہ پائے جانے تری کے اور مرنے سے اور اسلام لانے سے کیفیت اس غسل واجب کی یہ ہے کہ پہلے نجاست کو دور کرے پھر وضو کرے پھر سر پر تین بار پانی ڈالے اور بالوں کی جڑ میں پانی پہنچائے پھر سارے بدن پر پانی بہائے یا پانی میں غوطہ لگائے اور جس جگہہ کا ملنا ممکن ہو اوسکو ملے یہ غسل جب ہی شرعی ہوگا کہ نیت رفع جنابت کی کریگا اسمیں بھی مضمضہ و استنشاق کرنا واجب ہے اور ستر کو ہاتھ نہ لگائے پھر سب کے بعد پاؤں دھوئے صحیحین میں حدیث عائشہ آیا ہے کہ حضرت جب جنابت سے نہاتے تو پہلے دونوں ہاتھ دھوتے پھر دست راست

سے دست چپ پر پانی ڈالکر شرمگاہ کو دھوتے پھر نماز کا سا وضو کرتے پھر سارے بدن پر
پانی بہاتے پھر دونون پاؤن دھوتے غسل مین شروع کرنا جانب راست سے مسنون ہے
یہ بات حضرت سے قولاً و فعلاً و عموماً و خصوصاً صحیحین مین ثابت ہے اور غسل کرنا واسطے نماز
جمعہ و عیدین کے اور اوسکو جسنے کسی میت کو نہلایا ہے اور واسطے احرام حج یا عمرہ کے
اور واسطے داخل ہونیکے مکہ مین مشروع ہے سلف غسل جمعہ کو واجب جانتے تھے حدیث
سے بہی اسکی ترجیح نکلتی ہے تیسری قسم طہارت کی پاکی ہے فضلات بدن سے یہ فضلات
دو طرحپر ہوتے ہین ایک وہ میل کچیل ہے جو سر اور داڑہی کے بالون مین ہوتا ہے اوسکو
کنگہی کر کے اور سر مین مٹی ڈالکر اور حمام مین نہاکر پاک کرے حضرت ہمیشہ سفر و حضر مین
کنگہی رکہتے تھے میل کچیل سے صاف ستہرا رہنا سنت ہے آنکہہ کان کی میل کو اونگلی وغیرہ
سے صاف کرے دانتون کی میل کو مسواک سے پاک کرے باقی اعضاء بدن کا میل آلات
سے دور ہو سکتا ہے اگرچہ میل کے ہونیسے طہارت باطل نہین ہوتی ہے دوسرے وہ فضلات
ہین جنکی گنتی سات عدد ہے ایک سر کے بال انکا منڈانا پاکی سے نزدیک تر ہے مگر اہل
شرف کو اور بعض کا رکہنا اور بعض کا موندنا مثل اہل لشکر کے منع ہے دوسرے سبلت اسکا
پست رکہنا سنت ہے تیسرے بغل کے بال اگر اوکہیڑ سکے بہتر ورنہ حلق کرے چالیس دن سے
زیادہ تاخیر نکرے چوتہے موی شرمگاہ انکا دور کرنا آہک سے یا حلق سے سنت ہے
ایک چلہ سے زیادہ دیر نکرے پانچوین ناخن انکو کترے تاکہ میل جمع نہو انگشت مسبحہ سے
شروع کر کے ابہام پر ختم کرے ہاتہہ پاؤن سے اور جانب راست جانب چپ سے افضل ہے
چہتے ناف یہ وقت ولادت کے کاٹی جاتی ہے ساتوین ختنہ یہ مرد و عورت دونون کے لئے
ہوتا ہے داڑہی یک مشت رکہنے زیادہ کو تراش دے تاکہ حد سے تجاوز نکرے ابن عمر اور
ایک جماعت تابعین اسی طرح کرتے تہے اور بعض نے کہا ہے کہ چہوڑ دے لکن اول
اولی تر ہے +

باب اول بیان مین اذان و نماز کے

اس باب مین کئی فصلین ہین

فصل بیان مین اذان کے

ابو سعید نے مسموعًا مرفوعًا کہا ہے لایسمع مدٰی صوت المؤذن جن ولا انس ولا شیٔ الا شہد لہ یوم القیامۃ رواہ البخاری یعنی جہانتک موذن کی آواز جاتی ہے جن وانس اور جو چیز اوسکو سنتی ہے وہ دن قیامت کے موذن کے لئے گواہی دیگی یعنی ایمان کے اس طرح جیسے کہ یہ وہ شخص ہے جسنے تیرا نام پکارا تہا اس گواہی کا ثمرہ مغفرت ہے نار سے کیونکہ حدیث ابن عمر مین فرمایا ہے یغفر للموذن منتہٰی اذانہ ویستغفر لہ کل رطب ویابس رواہ احمد وروی النسائی نحوہ عن ابی ھریرۃ وزاد ولہ مثل اجر من صلے معہ یعنی موذن کو اوتنا اجر ملتا ہے جتنا کہ اوسکے ساتھ کے نمازیون کو ملتا ہے بلکہ دوسری روایت ابو ہریرہ مین نزدیک ابو داؤد کے حضرت نے اذان کہنے والون کو دعا دی ہے اور فرمایا ہے اللھم اغفر للمؤذنین یہ دعا رسول صلعم کی انشاء اللہ تعالی خالی نہ جاویگی حدیث جابر مسلم مین فرمایا ہے کہ شیطان جب اذان نماز سنتا ہے چہتیس ۳۶ میل تک بہاگ جاتا ہے رواہ مسلم معاویہ کی حدیث مین رفعًا آیا ہے کہ المؤذنون اطول اعناقا یوم القیامۃ رواہ ابن عمر نے رفعًا کہا ہے جسنے اذان دی بارہ برس اوسکے لئے جنت واجب ہوگئی ہر دن ساٹہہ نیکیان اذان پر اور تیس نیکیان اقامت پر اوسکے لئے لکہی جاتی ہین رواہ الحاکم اور فرمایا ہے من بنی مسجدًا للہ بنی اللہ لہ قصرا فی الجنۃ اور فرمایا اذا رایتم الرجل یتعاد المسجد فاشھدوا لہ بالایمان حدیث عمر مین ارشاد کیا ہے کہ جو کوئی اذان کا جواب دیتا ہے دل سے وہ جنت مین جائیگا رواہ مسلم یعنی جو موذن کہے وہی سننے والا

بھی کہے مگر بجای حی علی کے لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہے یہ اجر ہے جواب لفظی پر ملتا ہے
پھر پوری اجابت کا کیا ذکر ہے اجابت کامل یہ ہے کہ اذان سنکر حاضر مسجد ہوکر نماز جماعت سے
ادا کرے غرضکہ سننے والے کو لازم ہے کہ الفاظ اذان کے کان دیکر سنے اور جواب ہر لفظ کا جو
موذن کہتا جاوے کہتا رہے کہ ثواب اسکا بہت پائیگا الفاظ اذان کے یہ ہین کہ اول
کہے اللہ اکبر مطلب چار بار کہنے کا اسطرح سمجھے کہ اللہ علم وقدرت ورحمت وشرف
کی راہ سے بہت بڑا اور سب سے زیادہ ہے اور کمال ان اوصاف کا سوا اوسکی ذات کے
کسی مین نہین ہوسکتا ہے جواب اللہ اکبر کا اللہ اکبر ہے اور جب وہ اشھد ان
لاالہ الا اللہ کہے تو یہ گواہی ہے توحید کی باآواز بلند اور حاصل دوبار کہنے کا یہ ہے کہ
اول بار گواہی دینا ہے زبان سے دوسری بار دل سے اور سننے والا بھی یہی کہے جب وہ
اشھد ان محمدا رسول اللہ کہے اور یہ گواہی ہے باآواز بلند حضرت کی نبوت ورسالت
پر زبان ودل دونون سے سننے والا بھی یہی کہے جب وہ کہے حی علے الصلوٰۃ یعنی نماز کو
آؤ اول بار اشارہ ہے کہ تن سے آؤ دوسری بار اشارہ ہے کہ دل وجان سے آؤ اسکا جواب
اسطرح کہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ یعنی مجکو طاقت گناہ سے پھرنے کی اور قوت نیک
کام کرنے کی نہین ہے مگر اللہ کی توفیق سے کہ وہی صاحب طاقت وقوت ہے حی علے الفلاح
کہے تب بھی یہی جواب دے اور فجر کی اذان مین دو بول اور ہین الصلوٰۃ خیر من النوم یعنی نماز
بہتر ہے سونے سے اسکا جواب یہ ہے صدقت وبررت اور اللہ اکبر کا جواب وہی اللہ اکبر
ہے اول آخر اللہ کی بڑائی اور سب الفاظ کے آخر مین اللہ کی توحید ہے کہ یون کہے لا الہ الا
اللہ اسکے بعد دعا ہے حدیث جابر مین فرمایا ہے جسنے اذان سنکر یہ کہا اللھم رب ھذہ الدعوۃ
التامۃ والصلوٰۃ القائمۃ آت محمد الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما محمود الذی
وعدتہ حلت لہ شفاعتی یوم القیامۃ رواہ البخاری یعنی ایسی دعا پڑھنے والے
کی حضرت شفاعت کرینگے زہے نصیب سعد بن ابی وقاص نے رفعا کہا ہے جسنے اذان

سنکر یہ کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمدا عبدہ و
رسولہ رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم رسولا
اوسکے اگلے گناہ بخشے گئے رواہ مسلم و الترمذی حدیث انس بن مالک مین رفعاً
یہ بھی آیا ہے کہ دعا درمیان اذان و اقامت کے مردود نہین ہوتی ہے پوچھا کیا دعا مانگین
فرمایا اللہ سے سوال عافیت کا دنیا و آخرت مین کرو رواہ الترمذی اقامت نماز مین بعد
اذان کے یہ الفاظ زیادہ ہین قد قامت الصلوٰۃ یعنی قائم ہوئی نماز اسکا جواب ایک
تو یہ ہے اقامہا اللہ و ادامہا دوسرا جواب یہ ہے کہ جو کوئی اس لفظ کو سُنے وہ کھڑا ہو اور
نماز پڑہے اور بے عذر بیٹھا نہ رہے **مسئلہ** اذان دینا واجب ہے اسلئے کہ حضرت نے
اوسکا حکم دیا ہے ہر شہر مین ایک موذن کا ہونا چاہیے جو کہ بالفاظ مشروعہ بلا اجرت اذان
دے اور نماز کے وقت پر لوگونکو آگاہ کرے یہ اذان ایک عمدہ شعائر اسلام سے ہے روز گار
نبوت مین جب غازی لوگ کسی اہل قریہ کا حال نہ جانتے تو نماز کے وقت تک حرب نکرتے
اگر اذان سُنتے لڑنیسے باز رہتے اگر نہ سُنتے تو لڑتے جسطرح کہ مشرکون سے لڑتے تھے اور
جو شخص شہر مین نہو جیسے مسافر یا بیابان مین رہتا ہو تو وہ اپنے لئے آپ اذان و اقامت
کہے اگر جماعت ہو تو امامت سے نماز پڑہے اذان مین تربیع اور ترجیع شہادتین کی ثابت ہے
اور دلیلین افراد اقامت کی قوی تر ہین تشفیع کی دلیلون سے لیکن تشفیع مشتمل ہے
زیادت پر جو بطریق معتبر ثابت ہے اسلئے عمل کرنا اوسکے تشفیع پر متعین ہے یہ اذان وقت
دخول وقت نماز کے کہی جاتی ہے مگر اذان فجر کہ قبل دخول وقت کے بھی جائز ہے بدلیل
حدیث مرفوع سالم بن عبداللہ ان بلالا یوذن بلیل فکلوا واشربوا حتی تسمعوا اذان
ابن ام مکتوم رواہ الشیخان اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ رمضان مین دو اذان واسطے
صبح کے درست ہین

فصل

نماز گذار پر واجب ہے کہ اپنا کپڑا اور بدن اور مکان پاک رکھے ستر چھپالے جمہور اسیکے قائل ہین اور ایک جماعت نے کہا کہ یہ امور شرط صحت صلوٰۃ ہین دوسرے بعض نے کہا سنت ہین لیکن حق یہی ہے کہ واجب ہے اگر بحالت ملابست نجاست نماز پڑہ لی ہے تو ہوگئی مگر واجب مین خلل آیا نفس نماز مین اسکی ادا مختلف ہین محل بسط اور ہے اور ریشمی کپڑے مین نماز نہ پڑہے اور مخلوط مین اختلاف ہے اور نہ شہرت کے کپڑے مین اور نہ غصب کے کپڑے مین صحیحین مین بروایت ابوہریرہ منع آئی ہے اشتمال صماء سے کہ ایک چادر یا ازار بدن سر سے پاؤن تک ڈالے اور کوئی طرف اوسکے نہ اوٹہالے اسی طرح کپڑا لٹکانے اور ازار نیچا کرنے سے منع آئی ہے کپڑے کو کمر مین نہ کہولنے اور بالون کو تاگے سے نہ باندہے نمازی پر یہ بہی واجب ہے کہ اگر کعبہ کو دیکہتا ہو یا حکم مشاہد مین ہو تو اوسکی طرف منہ کرے اور جو مشاہد نہو تو وہ بعد تحری کے رو بقبلہ ہو کر نماز پڑہے ٭

فصل

نماز دین مسلمانی کا ایک ستون ہے اور بنیاد اسلام اور بیش بہا عبادات ہے جو کوئی نماز پنجگانہ کو وقت پر موافق اوسکے شرط کے بجا لاتا ہے اللہ کے ساتہہ اوسکا عہد ہو جاتا ہے کہ وہ امن وحمایت مین رہیگا اور جب وہ کبائر سے بچا تو اب ہر گناہ جو اوسکے اوپر تہا یہ نماز اوسکو کفایت کریگی حدیث ابوہریرہ مین فرمایا ہے لوان نھرا بباب احدکم یغتسل فیہ کل یوم خمس مرات ھل یبقی من درنہ شئ قالو لا یبقی من درنہ شئ قال ذلک مثل الصلوات الخمس یمحو بھن الخطایا رواہ الشیخان یعنی جو شخص ہر دن پانچ بار کسی نہر مین نہائیگا اوسکا میل کچہہ باقی نہ رہیگا یہی مثال نماز پنجگانہ کی ہے کہ ساری خطا

اوس سے دور ہو جاتی ہیں ابو الدرداء کا لفظ مرفوع یہ ہے خمس من جاء بهن مع ایمان
دخل الجنة الحدیث رواه الطبرانی ابو ہریرہ کہتے ہیں قبیلۂ قضاعہ میں دو بہائی تھے
وہ مسلمان ہو گئے ایک شہید ہو گیا دوسرا ایک سال تک زندہ رہا طلحہ نے اوس دوسرے
کو خواب میں دیکہا کہ وہ شہید سے پہلے بہشت میں گیا تعجب کیا اور حضرت سے یہ حال کہا فرمایا
کیا اوسنے بعد شہید کے روزہ رمضان کا نہیں رکہا اور چھہ ہزار رکعتیں نہیں پڑہیں ایک
سال کی نماز کا شمار بتایا دونوں میں آسمان و زمین کا بُعد ہے رواه احمد وابن حبان
ابن عمر کہتے ہیں ایک مرد نے حضرت سے پوچھا افضل اعمال کون عمل ہے تین بار سوال کیا
ہر بار یہی فرمایا نماز پہر فرمایا جہاد در راہ خدا الحدیث رواه ابن حبان ثوبان کا لفظ مرفوعاً
یہ ہے اعلموا ان خیر اعمالکم الصلوٰة رواه الحاکم دوسرا لفظ یہ ہے کہ میں نے حضرت
سے کہا وہ عمل بتاؤ جس سے میں جنت میں جاؤں فرمایا علیك بكثرة السجود لله
تعالى فانك لن تسجد لله سجدة الا رفعك الله بها درجة وحط بها
عنك خطيئة رواه مسلم یعنی ہر سجدہ پر درجہ بڑہتا ہے گناہ مٹتا ہے ابو ہریرہ کا لفظ یہ ہے
اقرب ما يكون العبد من ربه عز وجل وهو ساجد فاكثروا الدعاء رواه مسلم
یعنی بڑا قرب اللہ کا بندہ کو سجدہ میں حاصل ہوتا ہے سو بہت سی دعا سجدہ میں کیا کرو
حذیفہ کا لفظ یہ ہے ما من حالة يكون العبد عليها احب الى الله من ان يراه
ساجدا يعفر وجهه فى التراب رواه الطبرانی مراد اس سجدہ سے نزدیک محققین
کے تنہا سجدہ ہے کہ یہ ایک عبادت مستقل ہے اسی لئے اسمیں دعا کرنیکا حکم دیا ہے
اور بعض کے نزدیک مراد نماز ہے کہ اوسمیں سجدہ ہوتا ہے لیکن اول اقوی و اولی ہے
سو جب تنہا سجدہ موجب قرب وحب خدا کا ٹہیرا تو پہر نماز جو بہت سے سجدوں پر مشتمل
ہے جبکہ موافق شروط و ارکان کے بحضور دل پڑہی جائیگی تو پہر اوسکی فضیلت کا کیا
شمار ہو سکتا ہے یہ محض احسان عظیم ہے رب کریم کا اپنے بندۂ ظلوم و جہول پر کہ اوسکو

رستہ نجات کا بتلایا وسیلہ مغفرت کا بخشا ذریعہ حصول جنت کا عطا کیا ابن مسعود نے حضرت سے
پوچھا تھا کہ ای العمل احب الی اللہ فرمایا الصلوۃ علی وقتہا رواہ الشیخان ام فروہ
کا لفظ اول وقتہا ہے رواہ ابو داؤد نماز کو آخر وقت پر کسل سے پڑھنا کام منافقین کا
ہوتا ہے حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے صلوۃ الرجل فی جماعۃ تضعف علی صلوتہ فی بیتہ
وسوقہ خمسا وعشرین ضعفا الحدیث رواہ الشیخان یعنے نماز جماعت نماز منفرد سے
پچیس گنی ہوتی ہے انس نے رفعاً کہا ہے من صلی للہ اربعین یوما فی جماعۃ یدرک
التکبیرۃ الاولی کتب لہ براءۃ من النار وبراءۃ من النفاق رواہ الترمذی
یعنی چالیس دن تک جماعت سے نماز پڑھنا کہ تکبیر اولی فوت نہو موجب بچاؤ کا دوزخ
سے اور علحدگی کا نفاق سے ہے ولفظ احمد عمر کا لفظ مرفوع مسموع یہ ہے کہ ان اللہ
تعالی لیعجب من الصلوۃ فی الجمیع رواہ احمد یعنی اللہ کو نماز کا جماعت مین پڑھنا
بہت پسند آتا ہے پھر جتنی جماعت زیادہ ہوتی ہے اوتنا ہی ثواب بہی زیادہ ہوتا ہے
اور جو شخص جنگل و میدان مین اچھی طرح نماز باتمام رکوع وسجود پڑہتا ہے اوسکی نماز
پچاس گنی ہوتی ہے رواہ ابو داؤد عن ابی سعید الخدری یعنی اسکا درجہ نماز
جماعت سے بھی بڑہ کر ہے یہ حکم نماز فرض کا ہے رہی نماز نفل اوسکا گھر مین پڑہنا افضل ہے
اس امر کا حکم حدیث ابن عمر مین آیا ہے فرمایا ہے اجعلوا من صلوتکم فی بیوتکم
ولا تتخذوہا قبورا رواہ الشیخان ابن مسعود نے حضرت سے پوچھا تھا کہ کیا افضل ہے
نماز پڑہنا میرا گھر مین یا مسجد مین فرمایا تو نہین دیکھتا کہ میرا گھر کس قدر مسجد سے نزدیک
تر ہے سو اگر مین اپنے گھر مین نماز پڑہون تو یہ دوست تر ہے مجھکو اس بات سے
کہ مسجد مین پڑہون مگر نماز فرض رواہ ابن خزیمۃ زید بن ثابت کا لفظ یہ ہے کہ
حضرت نے فرمایا صلوا ایہا الناس فی بیوتکم فان افضل صلوۃ المرء فی بیتہ الا الصلوۃ
المکتوبۃ رواہ ابن خزیمۃ یعنی ای لوگو تم اپنے گھرونمین نماز پڑہا کرو بہتر نماز وہ ہے

جوگھر مین ہو مگر نماز فرض اسی جگہہ سے علما نے کہا ہے کہ اگر مدینہ منورہ مین بھی ہو تو بھی بہ نسبت مسجد نبوی کے گھر مین نماز نفل و سنت کی پڑہنا افضل ہے انتظار کرنا نماز کا بعد نماز کے حکم رباط مین ہوتا ہے منتظر کو ویسا ہی ثواب ملتا ہے جیسے کہ نماز گزار کو ہر نماز کے لیے نماز ہای پنجگانہ سے فضیلت جدا گانہ احادیث صحیحہ مین آئی ہے اور تاکید محافظت کی نماز صبح و عصر وغیرہا پر فرمائی ہے اسی طرح اختیار صف اول و تسویہ صفوف و وصل صف و سد شگاف پر رغبت دلائی ہے اور ترک نماز سے عمدًا اور اخراج وقت سے تہاونًا ڈرایا ہے حدیث جابر بن عبد اللہ مین فرمایا ہے بین الرجل وبین الشرک والکفر ترک الصلوٰۃ رواہ مسلم واھل السنن بالفاظ یعنی درمیان شرک و کفر و ایمان کے یہی نماز کا فرق ہے اگر نماز ہے تو مومن ہے اور اگر نہین ہے تو کافر و مشرک ہے زیاد بن نعیم حضرمی نے کہا ہے کہ حضرت نے فرمایا اربع فرضھن اللہ فی الاسلام فمن اتی منھن بثلاث لم یغنین عنہ شیئاً حتی یاتی بھن جمیعا الصلوٰۃ والزکوٰۃ وصیام رمضان وحج البیت رواہ احمد وھو مرسل یعنی ان چارون چیز کا ایک حکم ہے اگر تین کام کئے اور ایک کام انمین کا نہ کیا تو گویا کوئی کام بھی نہ کیا یہ حدیث نہایت خوفناک ہے لکن اکثر خلق اس سے غافل ہے بہت لوگ نماز پڑہتے ہین لکن زکوٰۃ نہین دیتے کوئی نماز و روزہ بجالاتا ہے مگر حج سے باوجود استطاعت کے محروم ہے اسحٰق بن راہویہ نے کہا ہے حضرت سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ تارک نماز کا کافر ہے ولذلک کان رأی اھل العلم من لدن النبی صلعم ان تارکھا عمدًا من غیر عذر حتی یذھب وقتھا کافر ایوب نے کہا ہے ترک الصلوٰۃ کفر لا یختلف فیہ یہ دلیل ہے اس بات پر کہ ایک وقت کی نماز کا ترک کرنا موجب کفر ہے اگر اسی حالت پر اوسدم مر جائیگا تو کافر مریگا اوس شخص کا ذکر نہین ہے جو بالکل نماز نہین پڑہتا ہے یا فقط رمضان و عیدین و جمعہ مین پڑہ لیتا ہے باقی ایام مین ناغہ کرتا ہے یہ حکم

ترک نماز کا ہے رہا تاخیر کرنا نماز کا وقت مقرر سے سو اللہ نے فرمایا ہے الذین ھم عن صلوتہم ساھون سعد نے کہا مراد اس سہو سے حدیث نفس وغیرہ نہین ہے بلکہ اضاعت وقت ہے کہ لہو مین یہانتک رہے کہ وقت جاتا رہے ایک نوع تاخیر کی یہ ہے کہ دو نمازون کو بغیر عذر کے ایک وقت مین پڑہے حدیث ابن عباس مین رفعاً اسکو منجملہ کبائر کے گناہے رواہ الحاکم ہان سفر اس حکم سے مستثنی ہے سفر مین تقدیماً و تاخیراً جمع کرنا دو نماز کا حالت سیر مین احادیث صحیحہ سے ثابت ہے +

فصل

نماز شرعی نہین ہوتی ہے مگر نیت کے ساتھہ سارے ارکان نماز کے فرض ہین جیسے قیام رکوع اعتدال سجود پہر اعتدال پہر سجود پہر اعتدال پہر قعود واسطے تشہد کے مگر قعود تشہد اوسط اسلئے کہ کوئی دلیل بالخصوص اسکے وجوب پر مثل تشہد اخیر کے نہین آئی ہے اسی طرح جلسۂ استراحت کہ وہ بہی بسبب نہ آنے دلیل وجوب کے مستحب ہے رہے اذکار نماز سو منجملہ اونکے ایک تو تکبیر تحریمہ واجب ہے دوسرے فاتحہ پڑہنا ہر رکعت مین اگرچہ مقتدی ہو بدلیل حدیث لا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب تیسرے تشہد اخیر کیونکہ اسکا حکم آیا ہے اور تشہد کے لئے کئی الفاظ وارد ہین سو نماز گزار جونسا تشہد پڑہے گا وہ اسکو کافی ہوگا اصح تشہدات تشہد ابن مسعود ہے جو صحیحین مین آیا ہے اس لفظ سے التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ بعض الفاظ مین اس حدیث کے یون آیا ہے کہ اذا قعد احدکم فلیقل اسی تشہد کو حنفیہ نے بہی اختیار کیا ہے دوسرا تشہد ابن عباس کا ہے وہ مختار شافعیہ ہے تیسرا تشہد عمر کا ہے وہ مختار مالک ہے سو اختلاف اختیار مین ہے نہ جواز

مین تشہد اول سب سے افضل تر ہے پھر ثانی پھر ثالث حجۃ اللہ البالغہ مین کہا ہے ھی کاحرف القرآن کالکھا کافِ شافِ انتہیٰ اور درود شریف کے الفاظ مین اصح تر یہ صیغہ ہے جو صحیح بخاری مین آیا ہے اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید اسکے سوا اور بہت صیغے آئے ہین سب کافی شافی وافی صافی ہین لکن یہ صیغہ اصح ہے اسی کا رواج بہی ہے محل اسکا تشہد اخیر ہے شافعی تنہا قائل اسکے وجوب کے ہین اور تشہد اوسط مین مستحب بتاتے ہین میرے نزدیک تشہد اول مین پڑہنا درود کا نہ پڑہنے سے بہتر ہے حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے اذا فرغ احدکم من التشھد فلیتعوذ باللہ من اربع من عذاب جھنم ومن عذاب القبر ومن فتنۃ المحیا والممات ومن شر المسیح الدجال اخرجہ مسلم وغیرہ یہ صیغہ امر کا مفید ہے وجوب تعوذ کو اسکے سوا اور بہی ادعیہ آئے ہین جیسے اللھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفر لی مغفرۃ من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم یہ دعا حضرت نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خاص نماز مین پڑہنے کے لئے سکہائی تہی رواہ الشیخان اور حدیث مرتضیٰ علی مین آیا ہے کہ حضرت درمیان تشہد وتسلیم کے یہ دعا پڑہتے اللھم اغفر لی ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت وما اسرفت وما انت اعلم بہ منی انت المقدم وانت المؤخر لا الہ الا انت اخرجہ مسلم وابو داؤد والترمذی والنسائی چوتہے سلام پہیرنا یہ بہی واجب ہے اسلیے کہ حضرت نے اسکو تحلیل نماز ٹہیرایا ہے پس اسکے نماز سے باہر نکلنا نہین ہو سکتا ہے تو تسلیم واجب ٹہیری گو ذکر اسکا حدیث مسیئی مین نہین آیا ہے حجۃ بالغہ مین بہی اشارہ طرف اسکے وجوب کے کیا ہے اسکو بقول ابن القیم پندرہ صحابی نے روایت کیا ہے کہ مین لیساں

دونون طرف سلام کرتے تھے اِن واجبات چہارگانہ کے سوا جو اور آداب وغیرہا نماز میں
ہین وہ سب سنن ہین اسلیئے کہ اونمین کوئی دلیل ایجاب کی اسطرح ہرگز نہین آئی ہے وہ
سنن یہ ہین ایک یہ کہ چار جگہہ مین ہاتھہ اوٹھائے نزدیک تکبیر احرام کے اور وقت
رکوع کے اور نزدیک اعتدال کے رکوع سے اور وقت کہڑے ہونیکے تیسری رکعت
کے لئے احادیث صحیحہ اسپر دلیل ہین چار سوا اخبار و آثار سے اوٹھانا ہاتہون کا اِن جگہون
مین ثابت ہے گو نماز بے اسکے جائز کیون نہو دوسرے یہ کہ دونون ہاتہہ وقت قیام کے
سینہ پر یا ناف پر یا درمیان اِن دونون کے ضم کرے اِس انضمام کو اٹھارہ صحابی نے
روایت کیا ہے خلاف اسکے حضرت سے نہین آیا خود امام مالک سے موطا مین روایت وضع
یدین علی الاخری کی آئی ہے اگرچہ مالکیہ ارسال کرتے ہین اور انکو اِس مسئلہ مین مغالطہ ہوگیا
امام صاحب کا ہاتھہ زدوکوب خلیفہ کے وقت سے ٹوٹ گیا تہا اسلیئے وہ ارسال مین معذور
تھے غیر اونکا ہرگز معذور نہین ہوسکتا ہے تیسرے یہ کہ بعد تکبیر تحریمہ کے دعای توجہ
پڑہے یہ دعا احادیث مین بالفاظ مختلفہ آئی ہے اور ہر صیغہ کافی ہے لیکن روایت ابو ہریرہ
کی صحیحین مین جسکو متواتر کہا ہے یہ ہے اللھم باعد بینی وبین خطایای کما باعدت
بین المشرق والمغرب اللھم نقنی من الخطایا کما ینقی الثوب الابیض من الدنس
اللھم اغسلنی من خطایای بالماء والثلج والبرد واخرجہ ابوداؤد والنسائی
وابن ماجۃ ایضا تحفۃ الذاکرین مین کہا ہے ھذا الحدیث اصح الاحادیث الواردۃ فی التوجہ
وینبغی العدول الی الاصح وان کان غیرہ من الصحیح مجزیا انتہی دوسرا صیغہ یہ ہے
وجھت وجھی للذی الخ اسکو مسلم نے علی مرتضی سے رفعاً روایت کیا ہے تیسرا صیغہ
یہ ہے سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالی جدک ولا الہ
غیرک یہ حدیث عائشہ مین آیا ہے حنفیہ نے اسیکو اختیار کیا ہے مگر یہ موقوف ہے
نہ مرفوع اور شافعیہ نے وجھت وجھی کو اور اہل حدیث نے اللھم باعد کو ہی اولی و

افضل تر ہے بغوی نے کہا ہے کہ یہ اختلاف جو دعاء افتتاح واذکار رکوع وسجود وما بعد تشہد مین درمیان ائمہ کے ہے یہ اختلاف مباح ہے ہر کسیینے وہ ذکر جو نزدیک اوسکے ثابت ہوا ذکر کیا مگر ایک دوسرے پر انکار نہین کرتا ہے انتہٰے یہ توجہ بلاخلاف بعد تکبیر کے ہوتی ہے چوتھی سنت یہ ہے کہ بعد توجہ کے تعوذ کرے کیونکہ احادیث صحیحہ سے بعد استفتاح اور قبل قراءت کے پڑہنا اوسکا ثابت ہوا ہے حدیث ابو سعید خدری مین آیا ہے کہ حضرت اسطرح پر کہتے تہے اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم من ھمزہ ونفخہ ونفثہ اخرجہ احمد واھل السنن قرآن مین آیا ہے فاذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ من الشیطان الرجیم صیغے اعوذ کے بہی کئی طرح پر آئے ہین اور سب کافی شافی ہین لکن یہ اصح ہے اسکے بعد بسم اللہ پڑہے اسلئے کہ یہ ایک آیت ہے سورۂ فاتحہ سے بلکہ ہر سورت قرآن سے موافق قول قوی راجح کے اور جہر واسرار بسملہ کا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے لکن بہتر ہے کہ نماز جہری مین جہر اور نماز سری مین سر کرے گو ترک بسملہ جہر سے بہی نماز ہوجاتی ہے لکن فعل افضل کو جسمین کچہہ زیادہ مشقت بہی نہین ہے ترک کرنا دلیل ہوتا ہے تہاون وعدم رغبت کی پر اور بعض نے یون کہا ہے کہ ترک جہر بتسمیہ اولی تر ہے جہر سے اسلئے کہ روایات ترک جہر کی اکثر واوضح تر ہین روایات جہر سے واللہ اعلم پانچوین یہ کہ بعد فاتحہ کے آمین کہے اس باب مین قریب سترہ حدیثون کے آئی ہین بلکہ مفید ہین وجوب آمین کو مقتدی پر جبکہ امام آمین کہے جمہور اہل علم نے اوسکو مشروع کہا ہے حدیث عائشہ مین آیا ہے ہڈا حسد یہود کو تمہاری آمین کہنے کا ہے ابن القیم نے جہر بآمین کو راجح کہا ہے اور تنویر العینین مین فرمایا ہے کہ تحقیق یہ ہے کہ جہر بآمین اولی تر ہے خفض سے اسلئے کہ روایت جہر اکثر واوضح تر ہے خفض سے انتہٰے حدیث وائل بن حجر مین تین بار کہنا آمین کا اور رب اغفر لی آمین کہنا اور مد صوت ورفع صوت کرنا باسناد صحیح وحسن آیا ہے رواہ احمد واھل السنن والطبرانی

والبیہقی وسندہ صحیح چھٹے یہ کہ سوا فاتحہ کے کچھ اور قرآن بھی ہمراہ پڑھے یہ بات احادیث صحیحہ سے بخوبی ثابت ہے بلکہ نام سورتون کے آئے ہین کہ حضرت نے نماز صبح مین فلان سورہ اور ظہر مین فلان اور عصر مین فلان اور مغرب مین فلان اور عشا مین فلان فلان پڑھے تھے لہذا افضل یہی ہے کہ اوسی طریقہ پر سالک ہو گو ہر سورت اور ہر سہ آیت کتاب اللہ کی واسطے قرارت کے کفایت کرتی ہے حدیث قتادہ مین آیا ہے کہ حضرت دو رکعت اول ظہر مین دو سورت پڑھتے اور دو رکعت اخیر مین فقط فاتحہ پڑھتے سو قرارت سورت کی کچھ واجب نہین ہے بلکہ واجب قرارت قرآن بغیر تقیید کے ہمراہ فاتحہ کے ہے لکہ مجرد ایک آیت بھی کفایت کر سکتی ہے ظہر و عصر مین چپکے پڑھے اور فجر و مغرب و عشا مین جہر کرے فجر مین ساٹھ آیت سے سو آیت تک اور عشا مین سبح اسم ربک الاعلیٰ اور واللیل اذا یغشیٰ اور مثل انکے قرارت کرے اور ظہر فجر پر اور عصر عشا پر محمول ہے اور بعض روایات مین حمل ظہر کا عشا پر اور عصر کا مغرب پر آیا ہے اور بعض مین ذکر قصار مفصل کا مغرب مین مروی ہے ساتوین یہ کہ تشہد اوسط کرے سوا اسکے لیے کوئی الفاظ خاصہ نہین آئے ہین وہی تشہد اخیر اسجگہ بھی پڑھے اتنی بات ہے کہ اس تشہد مین جلدی وشتابی کرے حدیث ابن مسعود مین آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا اذا قعدتم فی کل رکعتین فقولوا التحیات الخ رواہ احمد والنسائی سو یہ کچھ نافی زیادت درود کو نہین ہے حدیث کعب بن عجرہ مین شرعیت درود کی تشہد مین مقترن لسلام آئی ہے رواہ الشیخان یہ تشہد اوسط اور اسمین بیٹھنا اسلئے واجب نہین ہے کہ حضرت نے اسکو سہواً ترک کر دیا تھا جب صحابہ نے تسبیح کی تو آپنے اعادہ نہ کیا بلکہ سیدھے کھڑے ہو گئے اور سہو کے لئے سجدہ کیا اگر واجب ہوتا تو وقت آگاہ کرنیکے عود کرتے آٹھوین یہ کہ ہر رکن کے ذکر کو جو جس جگہہ کے لئے آیا ہے بجالاوے جیسے تکبیرات رفع و خفض و قیام

د تعود پھر رکوع مین سبحان ربی العظیم کہے تین بار اور سجدے مین سبحان
ربی الاعلی تین بار یہ ادنی درجہ ہے رواہ ابوداؤد والترمذی
عن ابن مسعود مرفوعًا عائشہ کا لفظ یہ ہے کہ حضرت رکوع وسجدہ مین سبحانک
اللھم ربنا ولک الحمد اللھم اغفرلی بہت کہا کرتے تھے رواہ الشیخان
واھل السنن دوسری روایت عائشہ کی یہ ہے سبحانک ربی وبحمدک اللھم
اغفرلی رواہ مسلم عقبہ بن عامر کا لفظ رفعًا یون ہے کہ حضرت رکوع وسجدہ مین
سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح بہت کہا کرتے تھے رواہ احمد و
ابوداؤد والنسائی اسکے سوا ایک ذکر رکوع کا یہ ہے اللھم لک رکعت وبک
آمنت ولک اسلمت خشع لک سمعی وبصری ومخی وعظامی وعصبی رواہ
مسلم من حدیث علی بن ابی طالب اور سجدہ مین یون کہتے تھے اللھم
لک سجدت وبک آمنت ولک اسلمت سجد وجھی للذی خلقہ وصورہ
وشق سمعہ وبصرہ تبارک اللہ احسن الخالقین اخرجہ ابوداؤد والنسائی
اور کہنا سمع اللہ لمن حمدہ اللھم ربنا ولک الحمد کا وقت سر اوٹھانے
کے رکوع سے یہ ذکر امام ومقتدی ومنفرد سب کو چاہیے یہی قول اولی واقوی ہے
بدلالت احادیث ابن عباس نے کہا ہے حضرت جب اپنا سر رکوع سے اوٹھاتے کہتے
اللھم لک الحمد ملاء السموات وملاء الارض وملاء ما بینھما وملاء ما شئت
من شیء بعد اھل الثناء والمجد احق ما قال العبد وکلنا لک عبد لا مانع
لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد رواہ مسلم
دوسری روایت مسلم مین حدیث ابوہریرہ سے آیا ہے کہ حضرت سجدہ مین یون کہتے
اللھم اغفرلی ذنبی کلہ دقہ وجلہ واولہ وآخرہ وعلانیتہ وسرہ ورواہ ابو داؤد
ایضًا رہا ذکر درمیان دو سجدون کے سو حدیث ابن عباس مین آیا ہے کہ حضرت درمیان

دونون سجدون کے یون کہتے تھے اللھم اغفرلی وارحمنی واجبرنی واھدنی وارزقنی رواہ اہل السنن وصححہ الحاکم تو بین یہ کہ نماز مین بہت سی دعا کرے حدیث ابن مسعود مین فرمایا ہے ثم لیتخیر من الدعاء اعجبہ فیدعو رواہ البخاری اسمین نمازی کو اختیار دیا ہے کہ جونسی دعا چاہے خواہ کلام نبوت اور خواہ اپنے کلام سے وہ دعا کرے اور مطالب دنیا و آخرت کے مانگے پہر طول کرے یا قصر کچہہ حرج نہین بہتر یہ ہے کہ ادعیہ قبل سنن رواتب کے بجالاوے کیونکہ بعض اذکار مین اسپر دلالت ہے جیسے من قال قبل ان ینصرف ویثنی رجلہ یا جیسے قول راوی کا کان اذا سلم من صلوتہ یقول الخ اور بعض مین صریح اسپر دلیل موجود ہے جیسے دبر کل صلوۃ بالجملہ سارے ادعیہ بمنزلہ اخرت قرآن شریف کے ہین جونسی دعا کوئی پڑہیگا انشاءاللہ تعالی ثواب موعود پا لے گا

فصل

جن چیزون سے نماز باطل ہو جاتی ہے ایک اونمین سے بات کرنا ہے اندر نماز کے دوسرے مشغول ہونا ہے ایسے کام مین جو جنس نماز سے نہین ہے جیسے کپڑا سینا یا تجارت کرنا یا بہت سا چلنا یا دیر تک التفات کرنا تیسرے ترک کرنا شرط کا جیسے وضو چوتھے ترک کرنا کسی رکن کا عمداً اور جو چیز شرط یا رکن نماز نہین ہے اوسکے ترک کرنیسے نماز باطل نہین ہوتی ہے شرط کسی شے کی وہ ہے جو کہ دلیل سے ثابت ہوئی ہو اور دلالت کرے انتفاء مشروط پر وقت انتفاء شرط کے مثلاً شارع یون کہے من لم یفعل کذا فلا صلوۃ لہ یا شارع نے تصریح کی ہو کہ ایسی نماز صحیح نہین ہے یا مقبول نہین ہے یا اوسپر اجر نہ ملیگا یا کسی مشروط کے بجالانیسے بدون اوسکے شرط کے منع کیا ہو کیونکہ نہی دلیل ہوتی ہے فساد پر اور فساد مرادف ہے بطلان کا اور یہی حق ہے رہا وجوب

کسی شئے کا سو وہ نری طلب شارع سے ثابت ہوتا ہے مجرد طلب سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ شئے کسی واجب ہو نیسے زیادہ کچھ اور بھی ہو اس قاعدہ کو سمجھ لینا چاہئے تاکہ خبط وخلط سے سلامتی حاصل رہے جب یہ بات جان لی تواب معلوم کرنا چاہیے کہ نماز پنجگانہ اوس شخص پر واجب ہوتی ہے جو کہ مکلف ہے اور جو شخص اشارہ بھی نہیں کر سکتا رہے اوسکے ذمہ سے نماز ساقط ہے اسی طرح بیہوش سے یہانتک کہ وقت نماز کا جاتا رہے اور بیمار کو درست ہے کہ کھڑے ہوکر پھر بیٹھ کر پھر لیٹ کر نماز پڑہے یہ بات قرآن وحدیث دونوں سے ثابت ہوتی ہے

فصل

سنن رواتب کا جو ہمراہ نماز پنجگانہ کے پڑہے جاتے ہین یہہ بیان ہے کہ قبل وبعد ظہر کے چار چار رکعت اور قبل عصر کے چار رکعت پڑہے خواہ دو دو خواہ ایک ہی سلام سے حدیث ابن عمر مین فرمایا ہے رحم اللہ امرءً صلی قبل العصر اربعا رواہ ابوداؤد واحمد وحسنہ الترمذی وصححہ ابن حبان وابن خزیمۃ اس دعاء نبوی کا مصداق بننا بڑی بخت آوری ہے اور بعد مغرب کے دو رکعت اور بعد عشا کے دو رکعت اور قبل فجر کے دو رکعت ہین یہ مقدار احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور راجح وقوی ہے حدیث ام حبیبہ مین فرمایا ہے من صلی فی یوم ثنتی عشرۃ رکعۃ تطوعا بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ رواہ مسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ وفی روایۃ اخری من ثابر علی اثنتی عشرۃ رکعۃ من السنۃ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ اہل علم نے کہا ہے لا ینبغی ان یترک النوافل فانہا جوابر للفرائض والفرض راس المال والنوافل بمنزلۃ الارباح احادیث بیانین ان سنن کے آیندہ مذکور ہونگے انکے سوا نماز ضحی اور نماز تہجد ہے اکثر تہجد تیرہ رکعت ہے اسمین ایک رکعت وتر بھی داخل ہے وتر پانچ اور سات رکعت متصل بھی آیا ہے

تہجد کو دو دو رکعت اور چار چار رکعت کرکے پڑھنا درست ہے اور نو رکعت وتر
بھی آیا ہے وتر اوکد سنن ہے اور روایت تین رکعت وتر کی ضعیف ہے ہمیشہ تین
رکعات متصلاً آئی ہین پہلی رکعت مین سبح اسم اور دوسری رکعت مین کافرون
اور تیسری رکعت مین سورۂ اخلاص و معوذتین پڑھنا آیا ہے پھر نماز تحیۃ المسجد
ہے کہ پہلے اوسکو مسجد مین جاکر پڑھ لے تب بیٹھے یہ نماز دو رکعت ہے جماعت کرامت
نماز کے ہین اوسمین اندر مسجد کے جانے کے اس نماز کو اہل ظاہر واجب بتاتے ہین یہی قول
قوی ہے پھر نماز استخارہ ہے اسکی تعلیم کا حضرت کو ایسا اہتمام تھا کہ جسطرح کسیکو کوئی
سورت قرآن پاک کی سکھاتے تھے اوسیطرح اس نماز کی تعلیم بھی فرماتے تھے یہ دو رکعت
نماز ہے بخاری مین یہ نماز مع دعاء استخارہ مروی ہے لفظ حدیث کا یہ ہے اذا ھم
احدکم بالامر فلیرکع رکعتین من غیر الفریضۃ ثم لیقل یعنی جب تم مین کوئی شخص
کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت نماز سوای فرض کے پڑھے پھر یون کہے اللھم
انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک واسالک من فضلک
العظیم فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللھم
ان کنت تعلم ان ھذا الامر خیر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری او
قال عاجل امری وآجلہ فاقدرہ لی ویسرہ لی ثم بارک لی فیہ وان کنت
تعلم ان ھذا الامر شر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری او قال عاجل
امری وآجلہ فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ واقدر لی الخیر حیث کان ثم
ارضنی بہ پھر اپنے کام کا نام لے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ نے حجۃ البالغہ مین
لکھا ہے وعندی ان اکثار الاستخارۃ فی الامور تریاق مجرب لتحصیل
شبہ الملائکۃ انتہی احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایکبار اس عمل کا کرنا کفایت
کرتا ہے لیکن اکثر اہل علم تین دن تک برابر ایک وقت مقرر پر واسطے ایک کام کے

کیا کرتے ہین یہ شاید اسلئے ہوگا کہ آداب دعا مین سے ایک یہ ہے کہ ہر دعا کو تین بار کہے لکن ایک ہی بار ہمراہ دو رکعت نماز کے تین بار پڑھتا ہی اس دعا کا پتہ سکتا ہے فوائد اس دعا کے اور ترکیب اوسکی ہمنے کتاب الدعوات الداعی اور کتاب فصل الخطاب فی فضل الکتاب مین لکھی ہے واللہ اعلم پہر دو رکعت نماز درمیان ہر اذان و اقامت کے آئی ہے یہ نماز حدیث صحیح مین وارد ہے لکن بعد تین بار کے یہ فرمایا تہا لمن شاء ۔

فصل

نماز جماعت موکدترین سنن ہے جماعت بلاخلاف دو آدمیون سے منعقد ہو جاتی ہے اسلئے کہ اقل جمع دو ہوتے ہین پہر جسقدر جمعیت زیادہ ہوگی اوتنا ہی ثواب بہی زیادہ ہوگا اور نماز پیچہے مفضول کے درست ہے آنحضرت نے پیچہے ابوبکر صدیق وغیرہ صحابہ کے نماز پڑہی ہے بلکہ پیچہے ہر مصلی کے جو اچہی طرح ہر ارکان واذکار کو ادا کرے گو مجتنب ہواصی سے اور متورع نہو کیونکہ شارع نے اعتبار حسن قرات وعلم وسن کا کیا ہے نہ ورع وعدالت کا ہان امام کا منجملہ خیار کے ہونا اولیٰ تر ہے مرد امامت عورت کی کر سکتا ہے نہ عورت امامت مرد کی اور فرض گزار پیچہے نفل گزار کے و بالعکس نماز پڑہ سکتا ہے مقتدی کو متابعت امام کی اوس کام مین واجب ہے جو کہ مبطل نماز نہو اور جس امام سے قوم ناخوش ہو یہ اون کا امام نہ بنے اور امامت کے وقت بہت ہلکی نماز پڑہے سلطان اور رب المنزل کو مقدم کرے پہر اقرء پہر اعلم پہر اسن کو امام کی نماز مین اگر کچہہ خلل پڑیگا تو اوسکا وبال امام پر ہوگا موتمین کی نماز ہو جائیگی بدلیل حدیث ابوہریرہ جو بخاری وغیرہ مین آئی ہے یصلون بکم فان اصابوا فلکم ولهم وان اخطاؤا فلکم وعلیهم سارے مقتدی پیچہے امام کے کہڑے ہون اور اگر ایک ہی شخص ہو تو داہنی طرف کہڑا ہو عورت اگر عورتونکی امامت کرے تو وسط صف مین کہڑی ہو عائشہ نے اسیطرح کیا تہا پہر پہلی صف مردون کی ہو پہر بچون کی پہر عورتون کی

مستحق صف اول کے عقلمند ہوشیار لوگ ہوتے ہین جو عمت پیدا جب ہے کہ صفوف کو پورا کرے دیا اسکو بند کرے صف اول کو پہلے پورا کر لے پھر دوسری تیسری صف کو پھر اسیطرح آخر تک

قف سہو کے دو سجدے ہوتے ہین پہلے سلام کے یا پیچھے اوسکے مگر بہتر یہ ہے کہ جس جگہ حضرت نے پہلے سلام کے سجدۂ سہو کیا ہے وہان پہلے اور جس جگہ پیچھے کیا ہے وہان پیچھے کرے اور ما عدا مین مختار ہے یہ سب ملت نے داؤد ظاہری نے کہا ہے حضرت سے پانچ بار سہو ہوا ہے وہین جگہ ہین سجدۂ سہو کیے اور جگہ ضرور نہین ہے حضرت کو اگرچہ نماز مین کبھی شک منین ہوا لیکن یہ فرمایا ہے کہ جسکو شک ساتھ ہو یقین پر بنا کرے اور شک کا اعتبار نہ کرے اور سلام سے پہلے سجدۂ سہو کرے اس سجدہ کے لیے تکبیر و تشہد و تحلیل درکار ہے یہ سب امر احادیث صحیحہ سے ثابت ہین سجدۂ سہو ترک سنت پر مشروع ہے اور زیادت پر اگرچہ ایک ہی رکعت ہو اور شک پر جو دو سجدے یقین امر ہین جنمین سجدۂ سہو کیا جاتا ہے سو جب امام یہ سجدہ کرے تو تم بھی اوسکے ساتھ سجدہ کرو

قف قضاء فوائت کی یہ صورت ہے کہ اگر عمدا نماز کو ترک کیا ہے نہ کسی عذر سے تو اللہ کا قرض لائق تر ہے ساتھ ادا کرنے کے جمہور اسکو واجب کہتے ہین اور ظاہریہ کا مذہب یہ ہے کہ وہ عاصی ہوا اوسپر قضا واجب نہین ہے یہی مذہب ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا بھی جمہور کے پاس کوئی دلیل اس دعوی پر نہین ہے مگر حدیث خثعمیہ جسمین یون فرمایا ہے فدین اللہ احق ان یقضی یہ حدیث دربارۂ صوم آئی ہے نہ دربارۂ صلوۃ ہان بنظر عموم شامل نماز بھی ہو سکتی ہے اور جنکے نزدیک دلیل جدید چاہیے وہ قائل وجوب قضا کے نہین ہین اور اگر کوئی نماز بسبب کسی عذر کے ترک ہو گئی ہے تو اوسکو وقت زوال عذر کے پڑھ لے وہ ادا ٹھیریگی نہ قضا کیونکہ حدیث مین آیا ہے من نام عن صلوۃ او نسی عنہا فوقتہا حین یذکرہا لکن اسمین علماء کا خلاف ہے حق یہی ہے کہ وہ وقت ادا ہے نہ وقت قضا ہان اوس وقت مین پھر دیر نہ کرے ورنہ تارک عمد ٹھیریگا مگر نماز عید کہ اوسکو دوسرے دن

پڑہے نہ اوسی مین اسکی صراحت حدیث مین آچکی ہے **فصل** نماز جمعہ مثل نماز
پنجگانہ کے ہر مکلف پر فرض عین ہے اور کتاب وسنت دونون سے ثابت ہے
مگر زن وبندہ ومسافر وبیمار پر واجب نہین ہے معہذا اگر پڑہین تو اونکی خوشی ہے کوئی
مانع نہین ہے یہ نماز مثل سائر صلوات کے ہے سوا مشروعیت دو خطبون کے جو پہلے
اوس سے پڑہے جاتے ہین کسی بات مین مخالف اونکی نہین ہے دونون خطبون کے
بیچ مین بیٹھنا سنت ہے خطبہ میں حمد وثنا اور دین کے ہے اور جب سے مشروع ہوا ہے تب سے
اب تک ہر ملک عرب و عجم مین زبان عربی مین پڑہا گیا ہے نہ کسی اور زبان مین اسلیے عربی
ہی پر اقتصار کرنا مستحب ہے جماعت جمعہ دو آدمیون سے بھی ہوسکتی ہے اور چند مساجد
مین اندر شہر کے منعقد ہو جاتی ہے جو شروط کہ علما نے واسطے اس نماز کے لکھے ہین
وہ سب خالی از دلیل ہین جیسے وجود مصر یا مسجد جامع یا سلطان یا نائب بادشاہ
یا حاکم ان اقوال پر کوئی نشان علم کا نہین ہے نہ اسکا کچھ نشان سنت وقران مین ملتا
ہے اقوال محض رای پر مبنی ہین وقت اس نماز کا وہی وقت نماز ظہر کا ہے اسلیے کہ یہ اوسکے بدل
مین ہے ہان امام احمد نے قبل زوال شمس کے بھی جائز رکہی ہے یہی حق ہے اور قول
اول مذہب جمہور کا ہے جو شخص حاضر نماز جمعہ ہو اوسپر ضرور ہے کہ لوگونکی گردنون کو پامال
نکرے وقت خطبتین کے خاموش رہے اور صبح سے نہا دہوکر مسجد جامع مین جائے
یہ تبکیر مشروع ہے اسی طرح تجمل کرنا خوشبو لگانا امام کے قریب جاکر بیٹھنا مستحب ہے جسنے
ایک رکعت نماز پائی اوسنے جمعہ پالیا اور دن عید کے یہ نماز رخصت ہے چاہے پڑہے یا
نہ پڑہے **فصل** نماز عیدین واجب ہے اگرچہ اسمین اختلاف کیا ہے یہ نماز دو رکعت
ہوتی ہے پہلی رکعت مین سات تکبیرات قبل قرات کے اور دوسری رکعت مین پانچ پہلے
قرات کے ہین اس تعداد مین جو حدیث ابی داود باسناد صالح آئی ہے بخاری نے
اوسکی تصحیح فرمائی ہے نووی نے کہا ہے یہ حدیث معتضد بشواہد ہے اس مسئلہ مین

دس مذہب ہین یہی سب مین ارجح ہے حجۃ البالغہ مین کہا ہے عمل حرمین راجح تر ہے ا
خطبہ اس نماز کے بعد ہوتا ہے تجمل کرنا عید مین اور شہر سے باہر نکلکر پڑہنا اور آنے
جانے کا راستہ بدلنا اور فطر مین پہلے اور اضحی مین پیچھے کچھ کہانا مستحب ہے جب
آفتاب ایک نیزہ پر آ لے اوسوقت سے زوال تک وقت اس نماز کا رہتا ہے عید فطر مین تاخیر
عید قربان مین تعجیل کرنا مستحب ہے اس نماز مین نہ اذان ہے نہ اقامت یہی بات
حدیث سے ثابت ہوئی ہے **وقف** نماز خوف کو حضرت نے صفات مختلفہ پر پڑہا ہے
سولہ یا سترہ یا اٹھارہ طرح پر وہ ساری صفات کافی شافی ہین اور جب ڈر زیادہ ہو
اور جنگ ہو رہی ہو تو پیادہ سوار طرف غیر قبلہ کے نماز پڑہ سکتا ہے گو اشارہ ہی سے ہو
وقف نماز سفر مین قصر واجب ہے جب اپنے شہر سے بقصد سفر باہر نکلے گو ایک کوس سے
کم فاصلہ پر جائے تو دو رکعت بجای چار رکعت کے پڑہے مقدار مسافت سفر کی
تعیین سنت صحیحہ مین نہین آئی ہے لغت و شرع مین جسکو سفر کہین وہی اوسکی مسافت
ہے اور جس شہر مین بطور تردد مقیم رہے تو وہان بیس دن تک قصر کرے اور اگر
چار دن ٹہیرنے کا ارادہ کر لیا ہے تو پہر پوری نماز پڑہے قصر نکرے سفر مین جمع کرنا نماز کا
بالتقدیم و تاخیر کے ساتھ اذان و اقامت کے احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اگرچہ بعض فقہاء کا
مذہب نہین ہے کما سیاتی **وقف** نماز آیات سے مراد نماز کسوفین ہے اصح صفت یہ ہے
کہ یہ نماز دو رکعت ہوتی ہے ہر رکعت مین دو رکوع ہین اور تین اور چار اور پانچ بہی
آئے ہین یہ نماز سنت ہے اسلئے کہ دلیل وجوب پر نہین آئی ہے مجرد فعل سنت سے زیادہ
افادہ نہین کرتا ہر دو رکوع کے بیچ مین قرارت کرے اور ہر رکعت مین ایک رکوع بہی
آیا ہے اسمین دعا و تکبیر و تصدیق و استغفار کرنا مستحب ہے نماز اتنی لمبی پڑہے کہ
مہر و ماہ گہن سے نکل جائین **وقف** نماز استسقاء وقت خشک سالی کے مسنون ہے
یہ نماز دو رکعت ہوتی ہے اسکے بعد خطبہ ہے جسمین ذکر اور ترغیب طاعت کی اور زجر معصیت

سے ہونا چاہیے امام مع اپنے ہمراہیوں کے بہت سی دعا و استغفار کرے اور سب لوگ
مع امام اپنی چادرون کو پہیرین

فصل پانچین نماز جنازہ و احکام میت وغیرہ مین

بیمار کی عیادت کرنا محتضر کو تلقین شہادت کی کرنا اوسکا منہہ طرف قبلہ کے پہیرنا بعد موت
کے آنکہین بند کرنا اوسپر سورہ یٰس پڑہنا تجہیز مین شتابی کرنا مگر بسبب تجویز حیات کے پہر
اوسکا ایک کپڑے مین لپیٹنا اوسکا قرض ادا کرنا سنت ہے اور بوسہ لینا مردہ کا جائز ہے
حضرت نے عثمان بن مظعون کا اور ابو بکر صدیق نے حضرت کا بوسہ بعد انتقال کے لیا تہا
مریض کو اپنے رب کے ساتہہ گمان نیک رکہنا اور ہر قرض و امانت و غصب وغیرہ سے
متخلص ہونا واجب ہے زندون پر نہلانا مردون کا واجب ہے قریب اولیٰ تر ہے ساتہہ
قریب کے جبکہ اوسکی جنس کا ہو ورنہ شخص امین متورع غاسل بنے شوہر زوجہ کو اور زوجہ
شوہر کو غسل دے جمہور اسیکے قائل ہین یہ غسل تین یا پانچ بار یا زیادہ آب و کنار سے
چاہیے پہر آخر مین کافور ہو غسل مین میامن کو مقدم کرے شہید کو بلا غسل اوسی کے
کپڑون مین دفن کردے حضرت نے شہداء احد وغیرہم کو بلا غسل دفن کرادیا تہا بقیہ شہداء
کو غسل دینا چاہیے اوس قدر کفن جو مردہ کا ساتر ہو گو اور کچہہ نہ رکہتا ہو واجب ہے
اور صورت مقدرت مین زیادہ کرنا کفن کا بدون گرانی قیمت کے لاباس بہ ہے
شہید اپنے ہی کپڑونمین دفن کیا جاتا ہے جنمین مارا گیا ہے بدن و کفن میت کا تطییب
کرنا مندوب ہے اور نماز جنازہ پڑہنا اوسپر واجب امام برابر سر مرد اور وسط زن کے
کہڑا ہوکر چار یا پانچ تکبیرین کہے حدیث صحیح سے دونون عدد ثابت ہین بعد تکبیر اول
کے فاتحہ و سورہ پڑہے اسکا ذکر بخاری و سنن مین آیا ہے باقی تکبیرات کے بیچ
مین ادعیہ ماثورہ قرارت کرے اور خائن اور قاتل نفس اور کافر و شہید پر نماز نہ پڑہے

قبر پر اور غائب پر نماز پڑھنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے جنازہ کو جلد لیجانا ہمراہ جنازہ کے چلنا اور اوسکا اوٹھانا سنت ہے آگے اور پیچھے چلنے والا جنازہ کے برابر ہے سوار ہو کر جانا مکروہ ہے اور نعی و نیاحت و شق گریبان و دعا و ویل و ثبور کرنا اور لیجانا آگ کا ہمراہ مردہ کے حرام ہے جو ساتھ جاوے وہ نہ بیٹھے جب تک کہ جنازہ زمین پر نہ رکھا جاوے اور جنازہ کو دیکھہ کر کھڑا ہو جانا منسوخ ہے **قف** مردہ کو ایک گڑھے مین دفن کرے جو کہ اوسکو درندون سے روکے ضرح لا باس بہ ہے اور لحد افضل ہے مردہ کو پائین قبر سے داخل گور کرین سنت اسی طرح پر ہے اور داہنی کروٹ پر رو بقبلہ لٹا دین حاضرین کے لیئے مستحب ہے کہ تین تین لپ خاک کے اوسپر ڈالین اور ایک بالشت سے زیادہ قبر کو اونچا نکرین بلکہ برابر زمین کے رکھین تو اور بہی موافق سنت صحیحہ کے ہے زیارت مردون کی کرنا مشروع ہے زائر رو بقبلہ کھڑا ہو سلام کرے اور قبر کو مسجد ٹہیرانا اور اوسکی آرایش کرنا اور اوسپر چراغ جلانا اور اوسپر بیٹھنا اور مردون کو برا کہنا حرام ہے ہان تعزیت مشروع ہے اور اہل میت کو طعام بہیجنا درست ہے

ترکیب نماز جنازہ کی

نووی رحہ نے ریاض الصالحین مین لکھا ہے کہ نماز جنازہ مین چار تکبیرین ہین بعد تکبیر اولی کے اعوذ پڑہے پہر فاتحہ یعنی مع سورہ پہر دوسری تکبیر کہے او درود شریف پڑہے پہر تیسری تکبیر کہے اور دعا کرے واسطے میت کے وہ دعا یہ ہے اللهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه واكرم نزله ووسع مدخله واغسله بالماء والثلج والبرد ونقه من الخطايا كما نقيت الثوب الابيض من الدنس وابدله دارا خيرا من داره واهلا خيرا من اهله وزوجا خيرا من زوجه

وادخله الجنة واعذه من عذاب القبر ومن عذاب النار رواه مسلم
عن عوف بن مالک پھر یہ دعا پڑھے اللھم اغفر لحینا ومیتنا وصغیرنا
وکبیرنا وذکرنا وانثانا وشاهدنا وغائبنا اللھم من احییته منا فاحیه
علی الاسلام ومن توفیته منا فتوفه علی الایمان پھر چوتھی تکبیر کہے اور دعا
کریے اور سلام پھیرے اللھم لا تحرمنا اجره ولا تفتنا بعده واغفر لنا وله رواه
الترمذی عن ابی هریرة ورواه ابوداؤد من حدیثه ومن ابی قتادة
والحاکم من حدیث ابی هریرة کی تصحیح ہے شرط شیخین پر ترمذی نے کہا بخاری نے
کہا اصح الروایات فی هذا الحدیث روایة ابی ابراهیم الاشهلی واصح
شئ فی الباب حدیث عوف بن مالک انتہی مختار یہ ہے کہ بعد تکبیر چہارم کے تطویل دعا کرے انتہی

فصل بیان میں فضائل سنت کے نوافل نماز سے

ام حبیبہ رملہ دختر ابی سفیان نے کہا ہے مینے حضرت کو سنا فرماتے تھے ما من عبد مسلم
یصلی للہ تعالی کل یوم ثنتی عشرة رکعة تطوعا غیر فریضة الا بنی اللہ له بیتا
فی الجنة رواه مسلم والترمذی یعنی جو مسلمان ہر دن بارہ رکعت نماز نفل علاوہ نماز
فرض کے پڑھیگا اللہ اوسکے لئے ایک گھر جنت مین بنائیگا مراد ان بارہ رکعت سے چار رکعت
قبل ظہر کے اور دو بعد ظہر کے اور دو بعد مغرب کے اور دو بعد عشا کے اور دو قبل نماز صبح
کے ہین ترمذی مین یون ہی آیا ہے اور ابن خزیمہ نے اپنے صحیح مین عوض دو رکعت
بعد العشا کے دو رکعت قبل عصر کے زیادہ کی ہین یہ سنن رواتب ہین نماز پنجگانہ کے انمین
ہر ایک سنت کے لئے فضیلت علحدہ بھی آئی ہے درباره دو رکعت قبل صبح کے حدیث
عائشہ مین فرمایا ہے رکعتا الفجر خیر من الدنیا وما فیها رواه مسلم دوسری روایت
مین آیا ہے احب الی من الدنیا جمیعا یعنی یہ دو رکعتین سنت صبح کی ساری دنیا سے

ستر اور محبوب تر ہین عائشہ کہتی ہین حضرت بہ نسبت ان دو رکعت فجر کے کسی نماز نفل کی زیادہ تر خبرگیری نکرتے تھے رواہ الشیخان ابوہریرہ کا لفظ مرفوعًا یہ ہے تم ترک نکرو دو رکعت فجر کو اگرچہ تمکو سوار ہٹا دین رواہ ابوداؤد حدیث ابن عمر مین فرمایا ہے قل ھو اللہ احد برابر ثلث قرآن کے ہے اور قل یا ایہا الکافرون برابر ربع قرآن کے حضرت ان دونوں سورتون کو دو رکعت سنت فجر مین پڑہتے تھے اور فرماتے تھے ان دونون رکعتون مین رغب دہر ہے رواہ الطبرانی **فـ** حق مین سنت ظہر کے حدیث ام حبیبہ مین ارشاد کیا ہے من یحافظ علی اربع رکعات قبل الظہر واربع بعدھا حرمہ اللہ علی النار رواہ ابوداؤد والنسائی وفی روایۃ لم تمس وجھہ النار ابدا یعنی جو کوئی ہمیشہ قبل و بعد ظہر کے چار چار رکعت پڑہیگا دوزخ اوسپر حرام ہوگی آگ اوسکو نہ چہوئیگی ابوایوب نے رفعًا کہا کہ ان چار مین جو قبل ظہر ہین سلام نہین ہے اسکے لئے دروازے آسمان کے کہولدئے جاتے ہین رواہ ابوداؤد حدیث عبدالرحمن بن حمید عن ابیہ عن جدہ مین فرمایا ہے صلوۃ الہجیر مثل صلوۃ اللیل رواہ الطبرانی یعنی نماز ظہر کی برابر نماز شب یعنی تہجد کے ہے **فـ** حق مین سنت عصر کے حدیث ابن عمر مین رفعًا آیا ہے رحم اللہ امرء صلی قبل العصر اربعا رواہ ابوداؤد والترمذی ام حبیبہ کا لفظ مرفوع یہ ہے من حافظ علی اربع رکعات قبل العصر بنی اللہ عزوجل لہ بیتا فی الجنۃ رواہ ابویعلی یعنی جو کوئی چار رکعت قبل عصر کے ہمیشہ پڑہتا ہے اللہ اوسکے لئے ایک گھر جنت مین بناتا ہے **فـ** دربارۂ نماز ما بین مغرب و عشا حدیث ابوہریرہ مین یون فرمایا ہے من صلی بعد المغرب ست رکعات لم یتکلم فیما بینھن بسوء عدلن بعبادۃ ثنتی عشرۃ سنۃ رواہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ یعنی چہہ رکعت بعد مغرب کے پڑہنا برابر بارہ سال کی عبادت کے ہے عائشہ کا لفظ رفعًا یہ ہے من صلی بعد المغرب عشرین رکعۃ بنا اللہ لہ بیتا فی الجنۃ رواہ ابن ماجۃ والطبرانی

یعنی بعد مغرب کے بیس رکعت پڑہنے پر ایک گہر جنت مین طیار کیا جاتا ہے **ق** نماز بعد العشا کے باب مین حدیث عائشہ مین آیا ہے ما صلی العشاء قط فدخل بیتی الا صلی اربع رکعات او ست رکعات رواہ ابوداؤد یعنی ہمیشہ بعد عشا کے گہر مین آکر چار یا چہ رکعت نفل پڑہتے **ق** وتر کے حق مین حدیث خارجہ بن حذافہ مین فرمایا ہے قد امدکم اللہ بصلوۃ ہی خیر لکم من حمر النعم وہی الوتر فجعلہا لکم فی ما بین العشاء الآخرۃ الی طلوع الفجر رواہ ابوداؤد یعنی وتر کا وقت عشا سے لیکر تا صبح باقی رہتا ہے **ف** نوافل نماز کی کئی قسم ہے ایک وہ جن پر مواظبت کیجاتی ہے جیسے رواتب یہ سنن ہین دوسرے وہ جنکی فضیلت مین کوئی حدیث آئی ہے بلا مواظبت کے یہ مستحب ہین ہر قسم کے درجات کا تفاوت مطابق ورود اخبار اور بحسب طول و قصر مواظبت ہوتا ہے ولہذا کہا ہے کہ سنن الجماعۃ افضل وافضلہا صلوۃ العید ثم الکسوف ثم الخسوف ثم الاستسقاء وافضل سنن الانفراد الوتر ثم رکعتا الفجر پہر نوافل دو طرح پر ہین ایک وہ جنکا تعلق سبب سے ہے جیسے نماز خوف دوسرے وہ جنکا تعلق وقت سے ہے پہر یہ تین طرح پر ہین یا تو ہر رات دن مین مکرر ہوتے ہین یا ہر ہفتہ مین یا ہر سال مین تو یہ سب چار قسم ٹہیرے پس جو ہر دن رات مین بار بار آتے ہین وہ آٹھ ہین ایک رواتب خمسا کہ یہ پانچ ہوئے چہٹے نماز ضحی ساتوین احیاء ما بین العشائین آٹھوین تہجد اول دو رکعت فجر کا وقت طلوع فجر صادق مستطیر سے ہوتا ہے نہ صبح کاذب مستطیل سے انکا ادا کرنا قبل فرض فجر کے مسنون ہے لکن اگر اقامت فرض ہوگئی تو پہر فرض ہی پڑہے بعد فرض کے انکو ادا کر لے اور مستحب یہ ہے کہ سنت صبح کو گہر مین پڑہے پہر مسجد مین آکر تحیۃ المسجد ادا کرے اور کچہہ نہ پڑہے مگر فرض پہر ما بین طلوع و صبح فکر و ذکر مین مشغول رہنا محبوب تر ہے ۲ دو رکعت بعد ظہر کے پڑہنا سنت موکدہ ہے اور چار پہلے ظہر کے پڑہے یہ تاکید مین دو رکعت مذکور سے کمتر ہین انکا وقت زوال شمس سے شروع ہو جاتا ہے ۳ چار رکعات

قبل عصر کے ہین اونکا وقت وہ ہے کہ سایہ ہر شئے کا برابر اوس شئے کے ہو ۴ دو رکعت
بعد مغرب کے ہین انکا وقت اوس وقت سے ہے کہ زمین ہموار پر سورج آنکھون سے غائب ہو جائے
اگر پہاڑ مین چھپ گیا ہے تو پہر وقت اوسکا آمد سیاہی سے ہے طرف مشرق کے ۵ چار رکعت ہین بعد عشا
کے ۶ وتر ہے یا ایک رکعت سے گیارہ رکعت تک ہے ۷ وتر وہ ہین تعدد سے ہے اور ایک حدیث مین
سترہ رکعتین آئی ہین یہ رکعات جنکا نام ہمنے وتر رکہا ہے یہ نماز شب ہے جسکو تہجد کہتے
ہین ۸ صلوۃ الضحی یہ آٹھہ رکعتین ہین یا چار یا چہہ یا دو یا بارہ بہی صحیح ہے اسکا وقت
مابین ارتفاع آفتاب واستوا شمس کے ہوتا ہے ۸ احیاء ما بین العشائین یہ بیس رکعات
ہین **دوسری قسم** جو ہر ہفتہ مین مکرر ہوتی ہے - اسکو غزالی نے احیا مین
ذکر کیا ہے جیسے چار رکعت دن شنبہ کے یا چار رکعت بعد سنت ظہر کے یا بیس رکعت
شب جمعہ مین یا دو رکعت دن دوشنبہ کے یا بارہ رکعت یا چار رکعت شب دوشنبہ مین
اسکو نماز حاجت کہتے ہین یا دس رکعت دن سہ شنبہ کے پہر پہر دن چلے ہے یا بارہ رکعت
دن چہارشنبہ کے یا چہہ رکعت یا دو رکعت بین الظہرین دن پنجشنبہ کے یا دو رکعت
تسبیحۃ الضحی یا چار یا آٹھہ یا بارہ رکعت قبل نماز جمعہ کے یا دس رکعت بعد سنت
عشا کے یا چار رکعت دن شنبہ کے یا بارہ رکعت شب شنبہ مین پہر ان سب نماز وغیرہ
جو سورتین پڑہی جاتی ہین غزالی نے اونکو نام بنام ذکر کیا ہے لیکن یہ نمازین کسی حدیث
سے ثابت نہین ہین ولہذا زیادہ تفصیل اسجگہ نہین کی گئی احیاء الاحیاء مین کہا ہے
هو مالم یرد فی عینه خبر لکن یرغب فیه من حیث انه مناجاة الله تعالی
انتہی مین کہتا ہون حدیث صحیح مین کثرت نوافل کو موجب اللہ کے تقرب کا فرمایا ہے
اسلئے یہ سب صلوات داخل ہین نیچے اوس کثرت کے بلکہ اگر اس سے بہی زیادہ پڑہے تو
اور بہی زیادہ مرتبہ بڑہے ومن زاد زاد الله فی حسناته لکن بلا خصوصیات مذکورہ کے
تیسری قسم وہ ہے جو ہر سال مین آتی ہے — وہ چار نمازین ہین ایک نماز عیدین

دوسرے نماز تراویح یہ بیس رکعتین ہین بلکہ تیس چالیس پڑہنا بھی جائز ہے پہر بعض نے
کہا کہ جماعت سے پڑہنا راجح ہے اور بعض نے کہا تنہا پڑہنا بہتر ہے حضرت اس
نماز کے لئے دو یا تین ہی شب باہر آئے تھے پس بس پہر مسجد سے گہر مین پڑہنا انکا
افضل ہے تیسری نماز جیسا یہ بارہ رکعتین ہین درمیان عشائین کے اول جمعۂ ماہ رجب
مین اسکو صلوٰۃ الرغائب کہتے ہین یہ کسی حدیث صحیح یا حسن یا ضعیف سے ثابت نہین ہے
بلکہ محققین نے اسکو بدعت کہا ہے مشتبہ سے بچنا دلیل قوت ایمان ہے چوتھی نماز
شعبان یہ سو رکعتین ہین شب نصف ماہ مین اسکی بھی کچہہ اصل سنت مطہرہ سے ثابت
نہین ہے چوتھی قسم جو متعلق اسباب عارضہ ہے وہ ایک نماز خوف ہے دوسری نماز
کسوف تیسری استسقاء چوتھی نماز جنازہ یہ سب مشہور ہین پانچوین تحیۃ المسجد یہ دو رکعتین
ثابت ہین سنت موکدہ یہ ساقط نہین ہوتین اگرچہ امام خطبہ جمعہ کا پڑہتا ہو اور ہرچند وقت کراہت
مین ہون احیاء الاحیاء مین کہا ہے ولو اشتغل لفرض او قضاء تادی بہ التحیۃ
وحصل الفضل اذ المقصود ان لا یخلو ابتداء دخولہ عن العبادۃ الخاصۃ
بالمسجد قیاما بحق المسجد ولھذا کرہ دخول المسجد بغیر وضوء فان دخل لعبور
او جلوس فلیقل سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر اربع
مرات انتہی چہٹے دو رکعت بعد وضو کے ساتوین دو رکعت وقت آنے کے گہر مین اور
نکلنے کے گہر سے خصوصاً وقت ارادہ و مراجعت سفر کے آٹہوین نماز استخارہ نوین
نماز حاجت دسوین صلوٰۃ التسبیح یہ چار رکعتین ہین اسمین علماء کا اختلاف ہے یہ نماز
کسی طریق صحیح سے ثابت نہین ہے اگرچہ ایک جماعت فقہاء وغیرہم نے اسکو ذکر
کیا ہے اسکی حدیث کو محققین ضعیف بلکہ موضوع کہتے ہین احیاء الاحیاء مین کہا ہے
اعلم ان تحیۃ المسجد وما اوردناھا قبلھا لا تکرہ فی الاوقات المکروھۃ
وما اوردت بعدھا تکرہ انتہی مین کہتا ہون بہتر یہ ہے کہ اوقات مکروہ مین ذکر

مسجد ہوتا کہ جمع بین الادلہ حاصل آسکے اور جو نمازیں سنت صحیحہ سے ثابت نہیں ہیں انکا اپنی
طرف سے پڑھنا اور انکے لئے تعداد رکعات کی اور تخصیص سور کی اور خصوصیت اذکار کی اور شمار
تکرار اذکار کا مقرر کرنا کچھ ضرور نہیں ہے سوا نماز پنجگانہ اور ان نمازوں کے جو حضرت
نے خود پڑھی ہیں جیسے تہجد وغیرہ یا جسکے پڑہنے کا حکم دیا ہے جیسے کسوف و استسقاء وغیرہا
اور جس کیفیت سے انکو پڑھا ہے اگر اور نماز پڑہنا منظور ہو تو پھر مطلق نیت تطوع سے رات دن
یا ہفتہ و یا ماہ و یا سال و یا جسقدر رکعات پڑہنا ہو پڑھے کوئی مانع شرعی نہیں ہے یہ نوافل مستقل
صلوات جو مذکور ہوئے اور اونپر کوئی نشان علم کا نہیں ہے یہ نمازیں اہل عبادت وسلوک نے واسطے
عمارت اوقات کے نکالی تہیں لیکن پہر اونہیں وہ تخصیصات اور آداب مقرر کئے جس سے محققین
علماء کو یہ موقع ملا کہ وہ قائل اونکی ابتداع کے ہوئے بناء علی ہذا اقتصار کرنا صلوات ثابتہ صحیحہ
پر احوط و اولی ہے فتمسک بسنۃ خیر من احداث بدعۃ بلکہ بعض سلف نے فرمایا ہے
کہ جس عمل حسن کو حضرت نے نہیں کیا ہے وہ داخل غلو فی الدین ہے اللہ تعالی ایسے عمل
پر ہرگز اجر نہیں دیتا ہے جسکو اوسکے پیغمبر نے نہیں کیا ہے یا اوسکا حکم نہیں فرمایا ہے حلاوت
ایمان و طلاوت احسان و کرامت اسلام اسی میں ہے کہ لا یزید علیہ ولا ینقص منہ
جسطرح کہ ایک اعرابی نے حضرت سے انہیں ارکان خمسہ اسلام کو سنکر یہی مضمون عدم زیادت
و نقصان کا عرض کیا تہا اور اوسپر حضرت نے فرمایا تہا کہ یہ شخص بہشتی ہے واللہ اعلم

ف مسافر کو جمع کرنا دو نماز کا سفر میں مسنون ہے حدیث انس میں آیا ہے کان
رسول اللہ صلعم یجمع بین الظہر والعصر وبین المغرب والعشاء فی السفر اخرجہ
احمد والبخاری وزاد عن ابن عمر عن ابیہ اذا جد بہ السیر و رواہ مسلم ایضا
یہ جمع احادیث صحیحہ کثیرہ سے ثابت ہے لیکن مذاہب اہل علم اسمیں مختلف ہیں شافعی و احمد و
اسحق موافق ظاہر حدیث کے ہیں جمہور کا قول بہی یہی ہے ایک جماعت کثیر صحابہ و تابعین
و ائمہ کی اسی طرف گئی ہے دوسرا قول یہ ہے کہ وقت جد سیر کے جائز ہے اسامہ بن زید

اور ابن عمر اور قول مشہور امام مالک کا یہی ہے تیسرا قول یہ ہے کہ وقت ارادہ قطع طریق کے جائز ہے مگر ابن العربی نے کہا کہ نفس سفر قطع طریق ہے چوتھا قول یہ ہے کہ جمع مکروہ ہے پانچواں قول یہ ہے کہ جمع تاخیر جائز ہے نہ جمع تقدیم ابن حزم نے اسی کو اختیار کیا ہے چھٹا قول یہ ہے کہ مطلقاً جائز نہیں ہے بسبب سفر کے بلکہ عرفہ و مزدلفہ میں جائز ہے یہی مذہب ہے حنفیہ کا ابن مسعود و سعد ابن ابی وقاص بھی اسی طرف گئے ہیں ذکرہ ابن شداد فی کتاب دلائل الاحکام لکن قول راجح و قوی وہی قول اوّل ہے جسکی طرف جمہور گئے ہیں

فصل بیان میں حقیقت و روح نماز کے

یہانتک جو کچھہ کہا گیا ہے وہ بیان تھا کالبد و صورت نماز کا اس صورت کیلئے ایک حقیقت ہے جو نماز کی روح ہے ہر عمل و ہر ذکر جو اندر نماز کے ہوتا ہے اوسکی ایک روح جداگانہ ہوتی ہے کہ اگر وہ روح نہو تو نماز مثل آدمی مردہ اور قالب بے جان کے ٹھیرتی ہے اور اگر اصل ہوئی لکن اعمال و آداب پورے نہوئے تو وہ مثل اوس آدمی کے ہوتی ہے جسکی آنکھہ نکال لی ہے ناک کان کاٹ ڈالے ہیں اور اگر اعمال ہوئے اور حقیقت و روح نہوئی تو وہ مثل اوس آدمی کے ہے کہ وہ آنکھہ تو رکھتا ہے لکن بینائی نہیں رکھتا ہے کان رکھتا ہے لکن شنوائی نہیں رکھتا ہے سو اصل روح نماز کی حاضر رکھنا دل کا ہے ساری نماز میں اول سے آخر تک کیونکہ مقصود نماز سے یہی ہے کہ دل ساتھہ اللہ کے راست و درست رہے اور اللہ کی یاد کو بر سبیل ہیبت و تعظیم کے تازہ و تر کرے جسطرح فرمایا ہے واقم الصلوۃ لذکری یعنی میری یاد کرنیکے لئے نماز قائم رکھہ ظاہر امر واسطے وجوب کے ہے اور غفلت ضد ذکر ہوتی ہے ولہذا فرمایا ہے ولا تکن من الغافلین یہ نہی ہے اور ظاہر نہی تحریم ہوتی ہے اور فرمایا حتی تعلموا ما تقولو

یہ شان غافل بہی ہے احیاء الاحیاء مین کہا ہے والتحقیق فیہ ان المصلی یناجی ربہ والکلام مع الغفلۃ لیس بمناجاۃ انتہی حضرت نے فرمایا ہے بہت سے لوگ ایسے ہین کہ نصیب اونکا نماز سے سوائے رنج و تہکنے کے اور کچھہ نہین ہے یہ اسلئے کہ وہ لوگ کالبدت تو نماز پڑہتے ہین مگر دل سے غافل ہین اور یہہ بہی فرمایا ہے کہ کسی کی نماز مین ایک حصہ سے دس تک لکھتے ہین یعنی اوسقدر کہ جتنا دل نماز مین حاضر تہا اور فرمایا ہے کہ تو نماز اس طرح پڑہ کہ گویا کسی کو تو وداع کرتا ہے یعنی اس نماز سے آپکو اور اپنے ہوای نفس کو رخصت کر دے بلکہ جو کچھہ سوا حق کے ہے اوس سب کو رستہ بتائے اسی جگہہ سے عائشہ نے کہا ہے کہ حضرت سے باتین کرتے ہم اونسے باتین کرتے جب وقت نماز کا آتا تو گویا ہرگز نہ وہ ہمکو پہچانتے اور نہ ہم اونکو پہچانتے یعنی بسبب مشغولی کے عظمت خدا تعالی مین حضرت نے فرمایا ہے جس نماز مین دل حاضر نہین ہوتا ہے اللہ اوس نماز کی طرف نہین دیکہتا حضرت جب نماز مین کہڑے ہوتے آپکا دل مثل ہانڈی کے جوش مارتا علی مرتضی جب نماز کا ارادہ کرتے کانپنے لگتے رنگ چہرہ کا بدل جاتا اور کہتے اوس امانت کے ادا کرنیکا وقت آیا جسکو ساتون آسمان و زمین پر عرض کیا تہا اور اونکو طاقت اوسکے برداشت کی نہوئی سفیان ثوری نے کہا ہے جو شخص نماز مین خاشع نہوا اوسکی نماز نہ ہوئی حسن بصری نے کہا ہے جس نماز مین دل حاضر نہین ہے وہ نماز عقوبت سے نزدیک تر ہے معاذ بن جبل نے کہا جو کوئی نماز مین عمداً نگاہ کرے کہ داہنے بائین کون کہڑا ہے اوسکی نماز نہین ہوتی ہے **فـــــ** ابو حنیفہ و شافعی اور بہت سے علماء نے اگرچہ یہ بات کہی ہے کہ نماز درست ہے جبکہ وقت تکبیر اول کے دل حاضر و فارغ ہو لکن یہ فتوی اس ضرورت کی وجہ سے دیا ہے کہ خلق پر غفلت غالب ہے اور اس درستی کے یہ معنی ہین کہ تلوار اوسکی گردن پر سے اوٹہا لیگی مگر زاد آخرت کے لئے

اوسقدر چاہیے کہ دل حاضر ہو بالجملہ وقت نماز پڑہنے کے دل اگر وقت تکبیر کے حاضر ہے تو
امید ہے کہ ایسے شخص کا حال بہ نسبت اوس شخص کے جو بالکل نماز نہین پڑہتا ہے بہتر
ہوگا لکن اس بات کا ڈر لگا ہوا ہے کہ کہین اوسکا حال بدتر نہ ہو اسلیئے کہ جو کوئی تہاون
کے ساتہہ واسطے خدمت بجالانے کے حاضر ہوتا ہے شاید کہ تشدید اوسپر زیادہ کیجاتی
ہے بہ نسبت اوس شخص کے جو کہ اصلاً حاضر نہین ہوتا ہے اسی وجہ سے حسن بصری نے
یہ بات کہی ہے کہ ایسی نماز عقوبت سے نزدیک تر ہے بلکہ جسکی نماز فحشاء و منکر سے نہ روکے
اور باز نرکہے اوسکو نماز سے کچہہ فائدہ نہین ہوتا مگر اسی قدر کہ وہ اللہ سے دور ہوتا جاتا ہے
فحشاء سے مراد ہر بیحیائی کا کام ہے اور منکر سے مراد ہر امر خلاف شرع ہے یہ دونون لفظ
شامل ہین جملہ مہلکات ظاہر و باطن کو اللہ نے فرمایا ہے ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء
والمنکر سو جسکی نماز اس صفت پر نہین ہے اوسکی نماز دراصل نماز ہی نہین ہے وہ
بمنزلہ بے نماز کے ہے اس سے معلوم ہوا کہ پوری نماز مع جان و تن کے وہ نماز ہوتی
ہے کہ جسمین دل حاضر اور خاطر فارغ ہو اور جو نماز ایسی ہے کہ اوسمین سوائے وقت تکبیر کے دل حاضر نہین
ہوتا ہے کہ اوسمین سوائے ایک رمق کے اور کچہہ حصہ روح کا نہین ہے جیسے وہ شخص زندہ کہ اوسمین فقط
ایک سانس باقی ہو وکہ ہیچ قال فی احیاء الاحیاء والحاصل ان حضور القلب روح الصلوٰۃ وان
اقل رمق الروح الحضور عند التکبیر انتہی **فصل** دل کے حاضر کرنے کی علاج یہ ہے
کہ غفلت دل کی نماز مین دو سبب سے ہوتی ہے ایک ظاہر ایک باطن سبب ظاہر یہ ہے کہ
ایسی جگہہ نماز پڑہے کہ وہان کچہہ نظر آتا ہے یا سنائی دیتا ہے جسمین دل مشغول ہو جاتا ہے
کیونکہ دل تابع چشم و گوش ہوتا ہے اسکی علاج یہ ہے کہ نماز ایسی جگہہ مین پڑہے کہ خالی
ہو غل غپاڑا نہو تاکہ کوئی آواز سنائی نہ دے اور تاریک جگہہ مین ادا کرے تاکہ آنکہہ کو
کچہہ سجہائی نہ دے یا آنکہہ بند کرلے اکثر عبادت کرنیوالے ایک ذرا سا گہر تنگ و تاریک
واسطے نماز کے بناتے تہے کیونکہ جای فراخ مین دل پراگندہ ہو جاتا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ

وقت نماز کے مصحف اور تلوار اور ہر قماش جو اونکے پاس ہوتا اوسکو جدا کر دیتے تاکہ دل اوسمین مشغول نہو سبب باطن یہ ہے کہ اندیشہ و خطرات پراگندہ جمع ہوون یہ سب زیادہ سخت تر و دشوار تر ہے اور یہ سبب دو طرح پر ہوتا ہے ایک اوس کام سے کہ کسی وقت دل اوسمین مشغول تہا اسکی تدبیر یہ ہے کہ اوس کام کو پورا کرے اور دل کو اوسکے طرف سے فارغ کرلے تب واسطے نماز کے کہڑا ہو اسی لئے حضرت نے فرمایا ہے کہ جب طعام شام و نماز عشا حاضر ہو تو پہلے کہانا کہالے اسی طرح اگر کوئی بات کسی شخص سے کہنا ہے تو وہ بات اوسکو کہکے دل خالی کرلے دوسری طرح یہ ہے کہ ایسے کام کی فکر ہے جو ایک ساعت مین تمام نہین ہوتا ہی یا خود اندیشہ ہای پراگندہ جمع ہوتے ہین اور دل پر غالب آجاتے ہین کیونکہ عادت اسی طرح پر ہے تو اسکی علاج یہ ہے کہ دل کو معنی ذکر و قرآن مین لگائے جو قرات نماز مین کرے کوئی سورت ہو یا آیت اوسکے مطلب و مراد مین غور کرنے لگے اس طرح اس خطرہ کو دور کرے اور اس تسکین کا اندیشہ کرے اگر سخت غالب نہو اور خواہش اوسکی قوی نہو اور اگر شہوت قوی ہے تو یہ اندیشہ اس طور پر دفع نہوگا اوسکی تدبیر یہ ہے کہ مسہل لے تاکہ مادہ علت باطن کا اندر سے بالکل اوکہڑ جائے یہ مسہل یون ہوتا ہے کہ جس چیز کا اندیشہ دامنگیر دل ہو اوس چیز کو ترک کردے سو

	حجاب چہرۂ مقصود بود مطلبہا		گذشتم از ہمہ مطلب تمام شد مطلب	

اگر یہ کام نکریگا تو ہرگز اس اندیشہ و خطرہ سے رہائی نہوگی ہمیشہ نماز اوسکی حدیث نفس سے آمیختہ رہیگی اس نمازی کی مثال اوس شخص کی سی ہے کہ وہ نیچے ایک درخت کے بیٹہے اور یہ چاہے کہ مین چڑیون کی چون چون نہ سنون اور ایک لکڑی لیکر اونکو بہگانے لگے تو وہ اوڑکر پہر اوسی درخت پر آبیٹہین گی پس اگر اس مشغلہ سے رہائی چاہتا ہے تو تدبیر اوسکی یہ ہے کہ اوس درخت ہی کو جڑ سے اوکہیڑ کر پہینکدے جب درخت ہی نہوگا تو چڑیان کس پر آکر بسیرا کرینگی اسیطرح جب تک کہ خواہش کسی کام کی دل پر غالب و مستولی رہتی ہے

تب تک اندیشہای پراگندہ اور خطرات گوناگون بالضرور اوسکے ساتھہ لگے رہتے ہین حضرت کو ایک صحابی نے ایک جامہ علمدار تحفہ مین دیا تھا نماز مین اوسپر نظر پڑی اوس کو اوتار کر پرانا کپڑا پہن لیا طلحہ رضی اللہ عنہ نخلستان مین نماز پڑہتے تھے ایک چڑیا درختون مین اوڑتی پہرتی تہی اوسکو رستہ نکلنے کا نہین ملتا تہا انکا دل اوس طرف مشغول ہو گیا معلوم نہوا کہ کتنی رکعتین نماز کی پڑہی ہین حضرت کے پاس آکر یہ حال ذکر کیا اور اپنے دل کا شکوہ دکہا اور اس قصور کے کفارہ مین باغ صدقہ کر دیا سلف نے اس طرح پر بہت کام کئے ہین دل کے حاضر کرنے کی اونہون نے یہی علاج رکہی تہی غرضکہ اگر نماز سے پہلے اللہ کا ذکر دل پر غالب نہو تو نماز مین حاضر نہو کیونکہ جب تک دل اس اندیشہ سے فارغ و آسودہ وخالی نہوگا تب تک ہرگز نماز ساتھہ حضور دل کی نہوگی سو جو شخص یہ چاہے کہ نماز ساتھہ حضور دل کے ادا کرے اوسکو یہ چاہیئے کہ نماز سے پہلے علاج دل کی کر لے اور دلکو خالی کرے یہ بات یون ہوتی ہو کہ دنیا کے شغلون کو اپنے پاس سے جدا کر دے اور دنیا سے قدر حاجت پر قناعت کرے اور اس قدر حاجت سے بہی مقصود اوسکا یہی ہو کہ عبادت کیلئے فرصت و فراغت حاصل آئے پس اگر ایسا نکریگا تو دل نماز مین نہ لگے گا اور نہ قلب حاضر ہوگا مگر بعض نماز مین قال فی احیاء الاحیاء اوحی اللہ الی موسی یا موسی اذا ذکرتنی فکر عند ذکری خاشعا مطمئنا واذا قمت بین یدی فقم قیام العبد الذلیل وناجنی بقلب وجل ولسان صادق یا موسی قل لعصاۃ امتک لا یذکرونی فمن ذکرنی ذکرتہ فاذا ذکرونی ذکرتہم باللعنۃ تصل فی عام غایر غافل فقس العاصی الغافل علی ھذا وقال بعض الصحابۃ یحشر الناس یوم القیامۃ علی مثال ھیئاتہم فی الصلوۃ من الطمانینۃ والھدو ومن وجود النعیم بھا واللذۃ وھذا حق فقد یحشر کل علی ما مات علیہ ویموت علی ما عاش علیہ انتھی پہر کہا ہے کہ الاصل الثانی للخواطر حب الدنیا فمن مال الی شئ منھا لا یستعین بھا علی تحصیل الآخرۃ فلا

تصفو له لذة المناجاة في الصلوٰة فالدواء النافع الاعراض عن امور الدنيا
ولمرارته استبشعه الطباع فبقيت العلة مزمنة والداء عضالا حتى ان
الاكابر عجزوا عن اداء ركعتين لا يحدثون فيهما انفسهم بامور الدنيا فاذن
لا مطمع لامثالنا وليت يسلم بعض صلوتنا لتكون ممن خلط عملا صالحا وآخر
سيئا انتهى اب چاہیے کہ مسلمان نوافل زیادہ کر دے اور دل کو بقدر چار رکعت کے حاضر کرے اور یون جانے
کہ نوافل مین فرض کے نقصان کا جبر ہوتا ہی ہر نماز جماعت کا اہتمام رکھے سلف مین جس شخص کی تکبیر
اول فوت ہو جاتی وہ تین دن تک اپنی تعزیت کرتا تھا اگر جماعت فوت ہوتی تو سات
دن تک تعزیت کرتا سعید بن مسیب نے بیس برس تک اذان مسجد ہی کے اندر سنتے بہت سے
علماء نے کہا ہے کہ جو شخص بلا عذر تنہا نماز پڑھتا ہے اوسکی نماز درست نہین ہوتی سلف نے سمجھا
جماعت کو ایک امر مہم ٹھیرا آداب امامت واقتدا کو نگاہ رکھے **فصل** نماز کی حقیقت
وروح کو اس طرح پیدا کرتے ہین کہ سب سے پہلے نماز کی اذان سنتا ہے جب بانگ نماز کان
مین آئے جس کام مین ہو اوسکو چھوڑ کر دل طرف اوسکے لگائے سلف کا دستور یہی تھا
لوہار اذان سنکر وہین اپنا ہاتھ کام سے روک لیتا کفش گر اوسی دم اپنا اوزار تھام لیتا
ذرا جنبش نکرتا سو اس ندا سے قیامت کی ندا کو یاد کرے جو کوئی سنتے ہی اس ندا کے
شتابی کریگا اوسکو وقت ندای قیامت کے سوای بشارت کے اور کچھ رنج نہ پہنچیگا پھر اگر اس ندا سے
اپنے دل کو آلودہ شادی ورغبت پائے تو جان لے کہ وہان کی پکار پر بھی یہی حال ہوگا طہارت
جامہ وبدن کو یہ سمجھے کہ ایک غلاف ہے روح اس طہارت کی یہ ہے کہ دل پاک صاف ہو
یعنی توبہ وندامت و دوری اخلاق ناپسندیدہ سے کیونکہ دل نظارہ گاہ خالق ہے اور جگہ
حقیقت نماز کی دل ہے رہا تن سو جگہ صورت نماز کی ہے ستر چھپانے کا مطلب یہ ہے کہ
جو کچھ چشم خلق مین اوسکے ظاہر حال سے زشت نظر آتا ہے اوسکو اپنے چھپایا تب آپ جو کچھ
باطن حال کے نظر مین حقتعالی کے زشت ہے اوسکو چھپانا چاہیے کیونکہ اللہ سے کوئی چیز

مخفی نہین رہ سکتی ہے سو باطن اسطرحپر پاک ہوتا ہے کہ حال گزشتہ پر پشیمان ہو اور پکا عزم
کرے کہ پہر ایسا کام آیندہ نکرونگا اور حال مین اوس کام سے دست بردار ہوجائے حضرت نے
فرمایا ہے توبہ کرنے والا گناہ سے مانند بے گناہ کے ہوجاتا ہے اگر یہ نہو سکے تو ایک پردہ
خجالت و بیم و شرم کا بناکر اون عیبون کے منہہ پر ڈالرہے اور شکستہ و خستہ و شرمسار
ہوکر سامنے خدا کے کہڑا ہو جسطرحپر کہ کوئی غلام گنہگار سامنے دل پر تشویر کے سامنے
اپنے آقای نامدار کے سر نیچے کیے ہوئے آتا ہے اور اپنی فضیحتون سے سخت خجل و شرمسار
ہوتا ہے استقبال قبلہ کا ظاہر تو یہی ہے کہ ہر طرفسے منہہ پہیر کر ایکطرف کر لیتا ہے لیکن
بہید اسکا یہ ہے کہ روئی دل کو دونون عالم سے پہیر کر حقتعالی مین مشغول ہو تاکہ ایک صفت
اور ایک حالت ہوجائے جسطرح ہکہ قبلہ ظاہر ایک ہے اسی طرح قبلہ دل بہی ایک ہے وہ قبلہ
ذات حقتعالی ہے جب دل مین طرح طرح کے افکار و خطرات ہونگے تو فقط ظاہر مین وہ سب
جوانب سے روگردان ہوگا نہ باطن مین سو جسطرحپر کہ وہ صورت نماز کی نہوئی اسیطرح حقیقت
نماز کی نہوئی حضرت نے فرمایا ہے الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ
فانہ یراک رواہ الشیخان عن عمر رضی اللہ عنہ پس جو شخص نماز مین کہڑا ہوا
اور اوسکے ہوی اور روئی دل اور خود دل تینون سامنے حقتعالی کے ہوئی وہ نماز سے
یون پہرتا ہے جیسے کہ آج اوسکی مان نے اوسکو جنا ہو یعنی سارے گناہون سے پاک
ہوجاتا ہے غرضکہ جسطرح روئی ظاہر کو قبلہ کی طرفسے پہیر لینے مین صورت نماز کی باطل
ہوجاتی ہے اسی طرح جب روئی دل طرفسے حق کے پہرجاتا ہے اور اندیشے اوسپر ہجوم
لاتے ہین اور خطرات ہر طرفسے اوسکو گہیرتے ہین اور وسوسے لگاتار آتے رہتے ہین
تو حقیقت اور روح نماز کی باطل ہوجاتی ہے اسلیے کہ ظاہر خلاف باطن کے ہو اور سارا کام
جو اسنے کیا ہو وہ نرا غلاف تہا غلاف کی چندان قدر و منزلت نہین ہوتی ہے قیام کا ظاہر یہ ہے
کہ جسم سے سامنے حق تعالی کے کہڑا ہو اور بندہ وار سر در پیش افگندہ ہو اور سر و حقیقت

یہ ہے کہ دل ساری حرکات سے رُک جائے اور ملازم خدمت کا بطریق تعظیم و انکسار کے تو اسوقت اپنا کھڑا ہونا قیامت مین سامنے واحد قہار کے یاد کرے اور جانے کہ وہان سارے اسرار آشکار ہو جائینگے سو آدمی طرح اسوقت بھی وہ اسرار خداوند کردگار پر آشکار ہین جو کچھ کہ اسکے دل مین ہے اور ہوگا وہ سب اوسکو معلوم ہے وہ اسکو دیکھ رہا ہے اور باطن و ظاہر پر اسکے آگاہ ہے تعجب تو یہ ہے کہ اگر کوئی شخص صالح اسکو نماز پڑھتے دیکھتا ہے تو یہ اپنے سارے اعضا کو ادب و تہذیب پر لگاتا ہے اور ہیبت اسکو نماز مین و وقار ظاہر کرتا ہے اسلئے کہ اوسکے نظارہ کو جانکر اوس سے شرماتا ہے اور نماز مین شتابی و التفات نہین کرتا لیکن باوجود اسکے کہ حق تعالی اسکو دیکھ رہا ہے یہ اللہ سے شرم نہین کرتا ہے بلکہ ہر وادی مین سرگردان پھرتا ہے صدہا خطرات و افکار اپنے دل مین لاتا ہے اونکو بزور ایمان و قوت احسان زیر نہین کرتا اس سے بڑھکر اور کیا جہل ہوگا کہ ایک بندہ بیچارہ سے جسکے ہاتھ مین کچھ بھی نہین ہے شرماتا ہے اور اوسکے دیکھنے سے باادب بنتا ہے اور اللہ کے دیکھنے کی کچھ پروا نہین کرتا اور ملک الموت کی نظر سے نہین ڈرتا اسکو آسان جانتا ہے یہی وجہ ہے کہ ایک گروہ صحابہ کا نماز مین اس طرح ساکن ہوتا تھا کہ چڑیان اونسے نہ بھاگتین بلکہ اونکو ایک جماد جانتین سو جس دل مین اللہ کی عظمت و جلالت و ہیبت آرام پکڑتی ہے اور وہ جانتا ہے کہ میرا رب حاضر ناظر ہے اوسکے سارے اطراف و جوانب فروتنی خاکساری کرنے لگتے ہین ایک شخص کو دیکھا کہ نماز مین ڈاڑھی پر ہاتھ لگاتا تھا کہا اگر اسکا دل خاشع ہوتا تو ہاتھ بھی دل کی سنت پر ہو جاتا ظاہر رکوع و سجود بھی تواضع تن ہے لیکن مقصود اصلی اوس سے خاکساری دل کی ہے چہرہ سے چیز کا جو کہ عزیز ترین اعضا ہے خاک پر رکھنا ایسی خواری ہے کہ اوس سے بڑھکر کچھ نہین یہ اسلئے ہے تاکہ یہ بات جان لے کہ اصل اوسکی یہی مٹی ہے اور وہ پھر اسی مٹی مین جا ملے گا منہا خلقناکم و فیہا نعیدکم و منہا نخرجکم تارۃ

اتری ہی پہاڑ تک کس بات پر کرے بلکہ اپنی ناکسی و بیچارگی کو خوب طرح پہچان لے اسیطرح
ہر کام مین ایک بھید و حقیقت ہے کہ جب اوس سے غفلت ہوتی ہے تو نماز سے سوا ہی
صورت کے اور کچھ نصیب نہین ہوتا **فقط** نماز مین جو قرأت و اذکار ہین ہر کلمہ
کے لیے ایک حقیقت ہے جسکا معلوم کرنا ضرور ہے کہنے والا اوسکا ایسا ہونا چاہیے
جو کہ اوسکے کہنے مین صادق ہو مثلاً اللہ اکبر کے یہ معنی ہین کہ اللہ اس سے بڑا ہے کہ
کوئی اوسکو اپنی عقل و معرفت سے شناخت کر سکے اگر یہ معنی اسکو معلوم نہین ہین
تو جاہل ہے اور اگر معلوم ہین لکن اوسکے دلمین کوئی اور چیز اللہ سے زیادہ بڑی اور
بزرگ ہے تو پھر وہ اس کہنے مین سچا نہین ہے اوس سے یہ بات کہی جائیگی کہ یہ کلمہ
تو حق ہے لکن تو کاذب ہے اسی طرح جب کسی شئے کا اللہ سے زیادہ مطیع ہوگا تو وہ چیز
نزدیک اوسکے اللہ سے بزرگ تر ٹھیریگی اور وہی شئے گویا اوسکی اللہ و معبود ہوئی
افرایت من اتخذ الٰهه هواه جب وجهت وجهی کہا تو یہ معنی ہو لے کہ مینے اپنا
روی دل ساری جہان سے پھیر کر طرف اللہ کے کر لیا اب اگر دل اوسکا اسوقت کسی
اور چیز کی طرف نگران ہوگا تو یہ کہنا اوسکا دروغ ٹھیریگا اور جبکہ پہلی ہی بات مناجات
مین حقتعالیٰ کے دروغ ٹھیری تو خطر اوسکا معلوم ہے جب حنیفا مسلما کہا
تو گویا دعوی مسلمانی کا کیا اور حضرت نے فرمایا ہے مسلمان وہ ہے کہ اوسکے ہاتھہ
و زبان سے سارے مسلمان سلامت رہین تو اب چاہیے کہ یہ نمازی اس صفت پر ہو
یا ارادہ و عزم اس صفت کا کرے کہ مجھکو اس طرح پر ہونا چاہیے جب الحمد للہ کہے
اللہ کی نعمتون کو اپنے دل پر تازہ کرے اور سارے دل سے شکر گزار بنجائے اسلیے
کہ یہ کلمہ شکر کا ہے اور شکر دل سے ہوا کرتا ہے جب ایاک نعبد کہے حقیقت اخلاص کی
دل پر تر و تازہ ہو جائے سارے علاقے شرک جلی و خفی کے ٹوٹ جائین کسی کو سوا
اللہ کے لائق عبادت کے نہ جانے جب ایاک نستعین کہے تو ساری خلق سے نا امید ہو جائے

اور اللہ ہی کو اپنا معین و ناصر و ولی سمجھے جب اھدنا الصراط المستقیم کہے تو دل
صفت تضرع و زاری پر ہو کیونکہ ہدایت کا سوال کرتا ہے پھر اس سوال میں یہ خیال
کرے کہ میں اپنے معبود قادر سے وہ چیز مانگتا ہون جو کہ اوسنے اپنے بڑے عالی رتبے مقبول
بندون کو دی تھی جو انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین ہیں مجکو اس سوال کی قدر و منزلت
کرنا چاہئے اور تمام عزم و ہمت سے مانگنا لازم ہے پھر جبکہ یہ خواستگار رحمت کا ٹھیرا اور اللہ
کے دوستون کا اسنے ذکر کیا تو اب اللہ کے دشمنون سے اسکو بیزاری ظاہر کرنا بھی
ضرور ہوا کہ تمام اخلاص یہی ہے اسلئے مغضوب علیہم و ضالین سے الگ ہوا پھر اس سوال
کی اجابت لفظ آمین سے چاہئے اسی طرح ہر کلمہ تسبیح تہلیل و قرارت مین خیال کرے
اور جسطرح کہ ان الفاظ کو جانتا ہے اوسی طرح پر دل کو متصف معانی ان الفاظ سے کرے
اسکی شرح بہت لمبی چوڑی ہے اگر حقیقت نماز سے بہرہ مند ہونا چاہتا ہے تو اس طرح نماز
کیا کرے ورنہ پھر وہ ایک صورت بے معنی پر قانع ٹھہریگا ؎

کس کام کا وہ دل ہے جس مین لین تو نہو		کس کام کا وہ گل ہے جس گل مین بو نہووے	

قال تعالی قد افلح المومنون الذین ہم فی صلوتہم خاشعون اسکے بعد ایمان کے
اوس نماز پر مدح کی جو مقرون بخشوع ہے پھر فرمایا اولئک ہم الوارثون الذین یرثون
الفردوس احیاء الاحیاء مین کہا ہے قال الامام ما عندی ان ھذہ رتبۃ اللسان
مع غفلۃ القلب ینتھی درجتہا الی ھذا الحد وکان بعضھم من شدۃ غضہ
للبصر واطراقہ یظن بعض الناس انہ اعمی وبعضھم لم یشعر بسقوط اسطوانۃ
المسجد وقیل ان الصلوۃ من الآخرۃ فاذا دخلت فی الصلوۃ خرجت من الدنیا
وقیل لبعضھم ھل تذکر فی الصلوۃ شیئا فقال وھل شیء احب الی من الصلوۃ
فاذکرہ فیہا وکان بعضھم یخفف الصلوۃ خیفۃ الوسواس وقال بعضھم ان احد
لیسجد السجدۃ وعندہ انہ یتقرب بہا الی اللہ تعالی ولو قسمت ذنوبہ فی سجدۃ

علی اہل مدینۃ ھلکوا قیل وکیف ذالک قال یکون ساجدا عند اللہ وقلبہ
مصغر الی ھوی و مشاھد لباطل انتھی

فصل بیان مین ترکیب نماز کی تقریر دیگر بطور مختصر

صورت ظاہری نماز پنجگانہ کی وہی ہے جسکے ارکان و آداب و احکام و اذکار پہلی فصلون مین گزر چکے ہین رہی حقیقت نماز کی سو اوسکا بیان بھی مختصر تقریر مین پہلے ہوچکا ہے اس جگہہ پر ترکیب نماز کی ایک سہل طریق پر لکھی جاتی ہے جو کہ جامع ہے درمیان صورت و معنی و ظاہر و باطن کے سب سے پہلے اہتمام اسی بنیاد اسلام کا درکار ہے کیونکہ یہ عبادت ہر رات دن مین پانچ بار کرنا پڑتی ہے بخلاف روزہ و زکوۃ کے کہ وہ سال مین ایکبار فرض ہین اور بخلاف حج کے کہ وہ تمام عمر مین ایک بار واجب ہے پس بس ولہذا یہ نماز ساری عبادتون مین اعظم الشان اوضح البرہان انفع فی النفس اشہر فی الناس ہے شارع نے بیان مین فضل و تعیین اوقات و شروط و ارکان و آداب و رخص و نوافل نماز کے اعتناء عظیم فرمایا ہے کہ اوس طرحکا اعتناء سائر انواع طاعات مین نہین کیا اسکو اعظم شعائر دین ٹہیرایا ہے یہانتک کہ یہ عبادت یہود و نصاری و مجوس و بقایای ملت اسمعیلیہ مین بھی مستلم تھی اگرچہ اوسکی تفاصیل و احکام مین تحریف و تبدیل کی دست درازی ہوئی ہے مگر شرع اسلام نے آکر اصلاح اوسکی فرمادی اور ملت اسلامیہ کو اونکے ملتون سے نہایت درجہ کا تمیز بخشا اور دربارہ ادائے نماز تاکید بلیغ فرمائی یہانتک کہ یون ارشاد کیا کہ تم حکم دو اپنی اولاد کو نماز پڑہنے کا جبکہ وہ سات برس کے ہون اور مارو اونکو ترک نماز پر جبکہ وہ دس برس کے ہون اور جدا کردو اونکو بسترون مین یہ اسلیے ہے کہ بلوغ بچے کا دو طرح ہوتا ہے ایک حصول صلاحیت ہے سقم و صحت نفسانی مین اسدم اوس کو عقل آنے لگتی ہے سو امارت ظہور عقل کی سال ہفتم عمر ہوتی ہے سات برس کا بچہ ضرور

ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف ظاہر میں نقل کرنے لگتا ہے اور امارت اس تحول کے اتمام کی سال دہم عمر ہے دس برس کا بچہ رقّت سلامت مزاج کے اتنی عقل رکھتا ہے کہ اپنے نفع ونقصان کو سمجھ لے اور تجارت وغیرہ کرنے لگے دوسرا درجہ بلوغ کا حصول صلاحیت ہے جماع وغیرہ و سوا ملذات میں ترک کرنے پر ان امور کے اس درجہ پر پہنچکر وہ ان رجال میں داخل ہو جاتا ہے کہ جو مشقت محنت اوٹھاتے ہیں اور سیاسات مدنیہ وملیہ میں اعتبار انکے خیال کا کیا جاتا ہے اور انکو بزور راہ راست پر لاتے ہیں اور تمام عقل وتمام حجۃ پر اعتبار کیا جاتا ہے اسکا وقت عمر پانزدہ سالہ ہے یا اسکی علامت احتلام وانبات عانہ ہے سو نماز کے لئے دو اعتبار ہیں اس اعتبار سے کہ نماز ایک وسیلہ ہے درمیان بندہ اور مولی کے اور اسفل سافلین میں گرنے سے بچاتی ہے حکم اوسکا وقت بلوغ اول سے کیا اور اس اعتبار سے کہ وہ منجملہ شعائر اسلام کے ہے اور اوسپر پکڑ دھکڑ کیجاتی ہے اور زبردستی پڑھوائی جاتی ہے خواہ جی چاہے یا نچاہے حکم اوسکا حکم سائر امور کا ہے سو عمر دہ سالہ ایک برزخ ہے درمیان ان دو حدّ کے اور جامع ہے ان دونوں جہتوں کو اس وجہ سے اوسکو ان دونوں طرح کے اعتبار سے ایک حصہ دیا گیا ہے بہرحال اصل نماز کی تین چیزیں ہیں ایک خضوع کرنا واسطے اللہ کے دل سے دوسرے ذکر کرنا اللہ کا زبان سے تیسرے نہایت تعظیم کرنا اللہ کی بدن سے امت کا اسپر اجماع ہے کہ یہ ہرسہ امر منجملہ نماز کے ہیں مگر حدود ماسوا میں انکے مختلف ہیں حضرت صلعم نے غیر میں ان ہرسہ امر کی رخصت دی ہے مگر انمیں رخصت نہیں دی بالجملہ وہ نماز جو حضرت سے بتواتر روایت وتوارث امت ماثور ہے وہ یہ ہے

ترکیب نماز مطابق حجۃ اللہ البالغہ

تطہیر وستر عورت کے بعد کھڑے ہوکر روبقبلہ ہو اور دل سے اللہ کی طرف توجہ کرے

اور خالص اللہ کے لئے عمل بجالائے زبان سے اللہ اکبر کہے ہمراہ فاتحہ کے دو رکعت اول میں سورت ملائے نہ رکعت سوم وچہارم میں پھر کمر جھکا کر رکوع کرے اور پھر ہای انگشت سے زانو پکڑ کر مطمئن ہو پھر سر اوٹھا کر کمر سیدھی کر کے کھڑا ہو پھر سجدہ کرے ہفت اعضا پر یعنی ہر دو دست وہر دو پای وہر دو زانو اور وجہ پھر سر اوٹھا کر برابر ہو کر بیٹھے پھر دوسرا سجدہ کرے یہ ایک رکعت ہوئی پھر ہر دو رکعت کے بعد بیٹھے اور تشہد پڑہے اگر آخر نماز ہو تو حضرت صلعم پر درود بھیجے اور جو دعا چاہے وہ کرے پھر ملائکہ ومسلمین پر سلام بھیجے فہذہ صلوۃ النبی صلعم لم یثبت انہ ترک شیئا من ذلک قط عمدا من غیر عذر فی فریضۃ وصلوۃ الصحابۃ والتابعین ومن بعدہم من ائمۃ المسلمین وھی التی تو ارثوا انھا مسمی الصلوۃ وھی من ضروریات الملۃ انتہی اسکے بعد حکمت افعال نماز واذکار نماز کا بیان کیا ہے عوام کو اوسکی طرف حاجت نہیں ہے جسقدر جاننا اون حکمتوں اور بہیدون کا ضرور ہے اوسکا بیان ہو چکا اور کچھہ آئیگا اس اجمال کی تفصیل مطابق سفر السعادۃ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کو کھڑے ہوتے اللہ اکبر کہتے تکبیر سے پہلے نیت زبان یا لفظ سے مروی نہیں ہے اللہ اکبر کے ساتھہ ہی دونوں ہاتھہ اوٹھاتے اور کبھی برابر گوش کے اور کبھی برابر دوش کے پھر داہنا ہاتھہ بائیں ہاتھہ پر برابر سینہ کے رکھتے صحیح ابن خزیمہ میں اسیطرح پر آیا ہے پھر دعای استفتاح پڑہتے یہ دعا کئی وجہ صحیح پر مروی ہے اسجگہ پر اصل کتاب میں سات صیغے لکھے ہیں پھر اعوذ پڑہتے پھر فاتحہ اور بسم اللہ کو کبھی آواز سے اور کبھی آہستہ کہتے قراءت آپکی مرتب ومرتل ہوتی ہر آیت کے آخر پر وقف کرتے اور کلمہ آخر کو کہینچتے آخر فاتحہ پر آمین کہتے نماز جہری میں جہر سے نماز سری میں سر سے اور سارے صحابہ ہمراہ آپکے آمین پکارتے اور نماز میں دو سکتوں کی رعایت فرماتے ایک سکتہ درمیان تکبیر وقراءت فاتحہ کے کرتے اور دوسرا سکتہ درمیان فراغ کے فاتحہ سے اور قراءت سورہ کے

اور کبھی درمیان قرارت ورکوع کے اس حساب سے تین سکتہ ہوتے ہین سکتۂ سوم غایت
لطف وقلت مین ہوتا تہا نماز صبح مین بعد فاتحہ کے سورۂ مطول بقدر شصت آیت تا
صد آیت کے پڑہتے کبہی سورۂ قاف کبہی سورۂ روم اور کبہی اتنی تخفیف کرتے کہ قرارت
اذا زلزلت پر اقتصار فرماتے اور کبہی معوذتین پر جبکہ سفر مین ہوتے اور کبہی اذا الشمس
کورت پر اور جمعہ کے دن نماز فجر مین سورۂ الم تنزیل السجدہ رکعت اول مین اور ہل اتی
رکعت دوم مین پڑہتے وجہ تخصیص ان دو سورت کی ساتھہ جمعہ کی یہ ہے کہ انمین
ذکر مبدر و معاد و دخول جنت ونار کا ہے اور یہ معانی دن جمعہ کے ہولی تہی اور قیامت
بہی دن جمعہ کے ہوگی اسلئے لوگون کو اسدن یہ سورتین سناتے جسطرح کہ محافل کلان و
مجامع بزرگ مین سورۂ ق واقتربت اور مثل اونکے پڑہتے ظہر کی نماز مین تطویل
کرتے یہانتک کہ بعد اقامت کے کوئی شخص قیا تک جو دور ہے جاتا اور پہر آتا
اور ہنوز رکوع رکعت اول کا نہ کیا ہوتا اور کبہی بقدر الم سجدہ کی رکعت اول مین پڑہتے
اور کبہی سبح اسم ربک الاعلی یا سورۂ بروج یا واللیل یا انشقاق یا والسمار والطارق
اور مانند اسکے اور عصر کی نماز نصف مقدار ظہر پر درازی مین ہوتی کبہی اس سے
بہی کم نماز مغرب مین کبہی تطویل کرتے سورۂ اعراف دو رکعت مین پڑہتے ہر رکعت
مین نصف نصف سورت کبہی والصافات وسورۂ حم دخان کبہی سبح اسم ربک الاعلی
کبہی والتین کبہی معوذتین کبہی مرسلات کبہی قصار مفصل ان سور کا پڑہنا روایات
صحیحہ سے ثابت ہے اور سنت یہ ہے کہ ایک طرز پر تخفیف وتطویل مین مواظبت
نکرے بلکہ کبہی تطویل کبہی تخفیف موافق حال اور وقت کے عمل مین لائے نماز عشا
مین معاذ رضی اللہ عنہ کے لئے سورۂ والشمس وسبح اسم ربک الاعلی اور واللیل مقرر
فرمادی تہی اور قرارت سورۂ بقرہ ونحو ہا سے منع کیا تہا اور بعض احادیث مین آیا ہے
کہ اذا السمار انفطرت وانشقاق وبروج وطارق کو مقرر کر دیا تہا نماز جمعہ مین سورۂ جمعہ

ومنافقین ہر ایک رکعت مین پڑہتے اور کبہی واسطے تخفیف کے سبح اسم وغاشیہ پڑہتے مگر آخر
سورۂ جمعہ کا رکعت اول مین اور آخر منافقین کا پڑہنا رکعت دوم مین مخالف سنت ہے
نماز عیدین مین سورۂ ق واقتربت اور کبہی سبح اسم وغاشیہ پڑہتے آخر وقت تک اسی پر
مواظبت رکہی اسی لئے خلفاء راشدین بہی اسی راہ پر چلے صدیق رضی اللہ عنہ نماز صبح
مین سورۂ بقرہ پڑہتے تہے عمر صبح مین کبہی سورۂ یوسف ونحل پڑہتے اور کبہی سورۂ ہود وبنی اسرائیل
اگر نماز کا لنبا کرنا منسوخ ہوتا تو خلفاء راشدین ایسا کام نکرتے سنن نسائی مین ابن عمر سے
آیا ہے کہ کان صلعم یامرنا بالتخفیف ویؤمنا بالصافات معلوم ہوا کہ صافات کا پڑہنا
داخل ہے تخفیف مین باقی نمازون مین تعیین کسی سورت کی نہ فرماتے مگر اسی جمعہ
وعیدین مین ابن عمر نے کہا ہے مفصل مین کوئی ایسی سورت نہین ہے جسکو مین نے
حضرت سے سنا نہو طویل ہو یا قصیر کہ وہ اوسکو نماز فرض مین پڑہتے اور غالبا ہر سورت پوری
پڑہتے بر سبیل ندرت کبہی کوئی سورت واسطے بیان جواز کے ناتمام پڑہی ہوگی اور اگر
بعض سورت پر اقتصار کرتے تو اوّل سورت پر کرتے آخر سورت یا وسط سورت کا پڑہنا
مروی نہین ہے اور ہمیشہ پہلی رکعت دوسری رکعت سے دراز تر ہوتی سب سے زیادہ
لمبی نماز صبح کی ہوتی تہی اسلئے کہ اللہ پاک کا نزول ثلث آخر شب مین تا انقضاء نماز
صبح ہوا کرتا ہے اور بعض کہتے ہین کہ طلوع فجر تک ہوتا ہے دونون طرح مروی ہے
ف جب قراءت سے فارغ ہوتے ذرا ٹہیر کر تکبیر کہتے اور دونون ہاتہ اوٹہا کر
رکوع مین جاتے اور دونون کف دست سے زانو کو مضبوط پکڑ لیتے اور کہنیونکو پہلو سے الگ
رکہتے اور پشت کو سیدہا کر لیتے اور سر کو برابر پشت کے رکہتے نہ اونچا نہ نیچا اور تین بار
سبحان ربی العظیم کہتے اور کبہی اس ذکر سے سبحانک اللہم ملا لیتے درازی رکوع
کی غالبا اتنی ہوتی کہ کوئی دس بار سبحان ربی العظیم کہے سجود بہی اسی قدر ہوتا اور
وہ جو صحیحین مین براء سے آیا ہے کہ آپکا قیام ورکوع واعتدال وسجدہ وجلسہ مابین سجدتین

قریب یکدیگر کے تمام و معمول ہے قیام طویل پر اور جب قیام خفیف ہوتا تو سب ارکان خفیف
ہوتے یہ تاویل متعین ہے اسلئے کہ کبھی نماز شام مین سورۂ اعراف پڑہتے اگر اسی قدر سجود رکوع
اعتدال و جلسہ ہوتا تو نماز نیمۂ شب تک تمام ہوتی ہان کبھی رکوع و سجود وغیرہ بمقدار قیام فرماتے
جیسے نماز خسوف کسوف مین یا نماز تہجد مین ورنہ غالب حال اعتدال تہا کبھی رکوع مین سبوح
قدوس الخ کہتے یہ نماز تہجد مین ہوتا تہا جب سر رکوع سے اوٹہاتے دونون ہاتہہ اوٹہا کر
سمع اللہ لمن حمدہ کہتے ان تین جگہون مین ہاتہہ اوٹہانا ثابت ہوا ہے اور کثرت
رُوات سے یہ بات تواتر کو پہونچی ہے چار سو خبر و اثر اس باب مین ثابت ہوئی ہین اور اسکو
عشرۂ مبشرہ نے روایت کیا ہے اسی کیفیت پر لا یزال رہے یہانتک کہ اس جہان سے
رحلت فرمائی اسکے سوا اور کچہہ ثابت نہین ہوا ہے رکوع سے سر اوٹہا کر سیدہے کہڑے
ہوتے اسی طرح بین السجدتین سیدہے بیٹہتے اور فرماتے جس نماز مین اندر رکوع و سجدہ کے
پشت راست نہین کیجاتی ہے وہ نماز کافی نہین ہوتی پہر ربنا لک الحمد کہتے اس رکن
کو بقدر رکوع کے دراز کرتے کبھی اس رکن مین دعای ملاء السموات والارض تا آخر
پڑہتے اور کبھی بار بار لربی الحمد لربی الحمد کہا کرتے اور کبھی اتنی دیر کرتے کہ جماعت کو یہ
گمان ہوتا کہ بہول گئے اسی طرح کبھی سجدہ مین تطویل کرتے کہ لوگون کو گمان نسیان ہوتا تہا
سجدہ مین جاتے وقت ہاتہہ نہ اوٹہاتے البتہ تکبیر رفع و خفض مین کہتے اور زانو ہاتہون سے
پہلے زمین پر رکہتے پہر ہاتہہ پہر ماتہا پہر ناک ترتیب بدن پر رکہتے ہان مالک و اوزاعی اور
ایک گروہ اہل حدیث ہاتہون کا رکہنا پہلے زانو سے درست بتاتے ہین لکن جمہور کا قول
وہی ہے کہ پہلے زانو پہر ہاتہہ رکہے اور حضرت نے کبھی کور عمامہ پر سجدہ نہین کیا بلکہ پیشانی
کو خاک پر رکہا ہے اور کبھی گل و آب پر اور کبھی سجادہ و چٹائی پر اور کبھی پوست مدبوغ پر
پہر سجدہ مین ماتہا ناک زمین پر رکہتے اور ہاتہون کو پہلو سے جدا کرکے برابر دوش کے
زمین پر رکہتے اور فرماتے سجدہ مین کفین کو رکہو اور کہنیون کو اونچا کرو اور انگلیون کو

رکوع مین کشادہ رکہتے اور سجدہ مین فراہم کرلیتے اور سبحان ربی العظیم وغیرہ کہتے اور تاکید
فرماتے کہ سجدہ مین خوب دعا کرو کہ ساجد کی دعا قبول ہوتی ہے اور دعا دو طرح پر ہے ایک ثنا
وتمجید دوسرے طلب وسوال یہ دعای سجدہ دونون قسم کو شامل ہے اور اجابت بہی دو طرح پر
ہے ایک یہ کہ مسئول سائل کا دیا جائے دوسرے یہ کہ مقابل مین دعا کے ثواب ملے اجیب
دعوۃ الداع اذا دعان کی تفسیر دونون وجہ اجابت پر کی ہے یہی صحیح بہی ہے انتہی
حاصلہ اور حضرت سے سجدات نماز پنجگانہ مین دونون طرح کی دعا ماثور ہے **ف** رکعات
نماز شب مین برخلاف رکعات روز کے زیادہ تطویل کرتے یہانتک کہ ایک رکعت مین
سورۂ بقرہ وآل عمران ونساء پڑہتے لیکن گنتی رکعتونکی گیارہ سے زیادہ نہوتی اسی جگہہ
علما نے قیام وسجود مین اختلاف کیا ہے کسی نے کہا قیام افضل ہے کسی نے کہا سجود
افضل ہے بعض نے کہا شب مین طول قیام افضل ہے اور دن مین کثرت رکوع وسجود اور
بعض نے کہا یہ دونون رکن فضل مین برابر ہین قیام مین قرآن پڑہا جاتا ہے اور سجدہ مین
تذلل وخشوع ہوتا ہے اسلئے ذکر قیام افضل ہے ذکر سجود سے اور ہیئت سجود افضل ہے ہیئت قیام
سے بہرحال جب سجدۂ اول سے سر اوٹہاتے بقدر سجدہ درمیان دونون سجود کے بیٹہتے
پہر رب اغفر لی الخ کہتے کبہی اتنی دیر لگاتے کہ گمان نسیان کا ہوتا جب دوسرے سجدہ سے
اوٹہنا چاہتے تو جلسۂ استراحت کرتے اسکو بعض نے سنت سمجہا ہے اور بعض نے حمل
حاجت پر کیا ہے جسکو حاجت نہین ہے اوسکے حق مین سنت بہی نہین ہے پہر اوٹہکر بے توقف
قراءت شروع کردیتے اور جو سکتہ رکعت اول مین کرتے وہ باقی رکعات مین نہ کرتے
اور دوسری تیسری چوتہی رکعت مانند رکعت اولی کے بجا لاتے مگر چار چیز مین سکتہ
ودعای استفتاح وتکبیر احرام وتطویل کہ یہ مختص ہین ساتہہ رکعت اول کے جب تشہد
مین بیٹہتے پای چپ کو بچہاتے اوسپر نشست کرتے پای راست کو کہڑا رکہتے اور داہنا
ہاتہہ داہنی ران پر رکہکے عقد پنجاہ وسہ باندہتے اور انگشت مسبحہ کو کلمۂ تشہد پر اوٹہاتے

اور حرکت نہ دیتے اور تشہد اول کو سبک کرتے جب تیسری رکعت کو اوٹھتے دونون ہاتھہ اوٹھا کر
تکبیر کہتے اور پڑہنا شروع کرتے اور رکعت دوم سوم مین غالبًا قرارت فاتحہ پر
اقتصار کرتے اور احیانًا کوئی سورت مختصر بسبیل ندرت پڑہ لیتے اور تشہد اخیر مین
پاؤں چپ کو نیچے پای راست کے رکہتے اور مقعد کو زمین پر جماتے یہ کیفیت جلسہٴ اولی
مین ہرگز نہ تہی اس کیفیت مین علما کا اختلاف ہے چارون امام نے اس مسئلہ مین چار
قول اختیار کئے ہین اور ہر ایک قول کے ساتہہ ایک گروہ صحابہ و تابعین و علما کا موافق ہے ظاہر
ترین سیاق بیان مین صفت نماز نبوی کی حدیث ابی حمید ساعدی ہے جسکو مسلم و ابن حبان
نے روایت کیا ہے اس حدیث مین آیا ہے وجلس علی شقه الایسر متورکا اور نماز
صبح مین کبہی قنوت پڑہتے اور کبہی ترک کرتے اور بسم اللہ کبہی جہر سے کہتے اور کبہی خفیہ
کہتے اور ظہر و عصر مین اسرار قرارت فرماتے کبہی بعض آیات کو آواز بلند سے پڑہ دیتے
کہ مقتدی سنتے مگر نماز مین التفات نکرتے اور التفات کو جلسہٴ شیطان فرماتے اور
بعد ہر دو رکعت کے التحیات پڑہتے اور سات محل مین دعا کرتے ایک بعد تکبیر احرام کے
دوسرے قبل رکوع کے اور بعد فراغ کے قرارت وتر مین تیسرے بعد اعتدال کے رکوع
سے چوتہے اندر رکوع کے پانچوین سجدہ مین غالب دعا سجود ہی مین ہوتی چہٹے
بین السجدتین ساتوین بعد تشہد کے سلام سے پہلے یہ دعا جو ائمہٴ مساجد بعد سلام کے کرتے
ہین عادت اسکی نہ تہی اس باب مین کوئی حدیث ثابت نہین ہوئی ہے بلکہ ساری ادعیہ
نماز کے اندر نماز کے تہے بعض ائمہٴ علم نے کہا ہے کہ جب نماز سے فارغ ہو تو ذکر و تہلیل و
تسبیح و تحمید کرنا مشروع ہے بلا خلاف اور حضرت پر درود بہیجنا مستحب ہے بعد درود کے حضرت
عزت سے طلب حاجات کی کرے ش بعد تشہد کے السلام علیکم و رحمۃ اللہ و
برکاتہ کہتے اور طرف جانب راست کے التفات کرتے چنانچہ رخسارہٴ مبارک
نظر آتا اسی طرح جانب چپ کو سلام دیتے عمل دائمی اسی طور پر تہا پندرہ صحابی نے

اسکو روایت کیا ہے اسانید صحیحہ سے رہا سامنے سلام کرنا یا ایک سلام کرنا سو ضعیف السند ہے جو دعا نمازمین کرتے مجموع اونکا بلفظ افراد ہوتا جیسے رب اغفرلی وغیرہ انتہے حاصلہ الغرض جو مسلمان مشتاق نماز مقبول کا ہوا وسکو چاہئے کہ اس کیفیت وترکیب کے ساتھ نماز پنجگانہ ادا کرے جو اذکار اس نماز مین آئے ہین کچھہ اوپر گزر چکے اور باقی سفر السعادۃ وحصن حصین مین لکھے ہین اور کتب حدیث مین بھی مذکور ہین جیسے ترغیب و ترہیب منذری

فصل بیان مین حقیقت نماز کے

یہانتک جو کچھہ لکھا گیا تھا صورت ظاہری نماز کی تھی رہی حقیقت نماز کی سو کتاب ضوء الشمس مین لکھی ہے اور شرح اوسکی کتاب احیاء العلوم سے دریافت ہو سکتی ہے مختصر تقریر اس حقیقت کی رسالہ حقیقۃ الصلوٰۃ سے جو کسی عالم دیندار کا ہے اسجگہ بقدر حاجت نقل کیجاتی ہے تاکہ نمازی حقیقت نماز پر آگاہ ہوکر رعایت اون اسرار کی اپنی نماز مین ہمیشہ پیش نہاد خاطر رکھے اگر ایسا کریگا تو دو رکعت نماز اوسکی صد ہا رکعات سے اور لوگون سے بہتر و مقبول تر ہوگی صاحب رسالہ مذکور نے لکھا ہے مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے رب کو پہچانے اور اوسکی صفتین جانے اور اوسکے حکم کو معلوم کرے اور مرضی و نامرضی اوسکی تحقیق کرے کہ بغیر اسکے بندگی نہین ہوتی ہے اور جو بندگی بجا نہ لائے وہ بندہ نہین ہے سو بڑی بندگی رب کی نماز ہے کہ بدون اوسکے کوئی بندگی قبول نہین ہوتی ہے کیونکہ سر سب بندگیون کا اور بچنے کا برے کامون سے یہی ہے اور اس نماز سے کوئی غافل نہین ہے نہ درخت نہ عمارت نہ پرند نہ حیوان نہ حشرات زمین نہ پہاڑ نہ ستارہ نہ آسمان نہ زمین نہ ارواح نہ فرشتے جیسے کہ نماز درخت و عمارت کی قیام ہے اور پرند و حیوانات کے رکوع اور تمام حشرات کے سجود اور زمین و پہاڑ کے قعود اور ستارون اور آسمانون کی حرکت اور ارواح و فرشتون کی طہارت اور تسبیح اور کلمہ شہادت و تلاوت قرآن اور

ذکر و دعا اور اس انسان کو کہ خاص سرکاری چیلا ہے ساری خوبیاں تھوڑی مدت مین مرحمت
فرمائی ہین اور خلیفہ کرکے سب کو اوس پر حکم دیا جسنے فرمانبرداری کی اور حکم بجا لایا اوسکا
منصب قائم رہا اور بہشتی ہوا اور جسنے نافرمانی کی اور اوس پر قائم نہ رہا وہ بے منصب ہوا اور
اولٹے پاؤن دوزخ مین گرا سو جو کوئی نماز پنجگانہ ادا کرتا ہے اوسکو ایسا ثواب ملتا ہے جیسے
زکوۃ اور حج و روزہ و جہاد کا اس طرح کہ خرچ پانی اور کپڑے کا جو خدا کی بندگی کے لئے
کیا ہے بجای زکوۃ کے ہے اور رخ کرنا طرف کعبہ کے حج ہے اور تکبیر تحریمہ بجای احرام
کے اور روبقبلہ ہونا بجای طواف کے اور کھڑا ہونا بجای وقوف عرفات کے اور رکوع
و سجود اور رکعات مانند دوڑنے کے درمیان صفا و مروہ کے اور بند کرنا کھانے
پینے کا بجای روزہ کے ہے اور دفع کرنا شیطان کا اور مشقت مین ڈالنا نفس کا اوسکی
سستیونکی اوقات مین بجای جہاد ہے لیکن نماز مین حضوری دل کی شرط ہے کہ بے
اسکے نماز پوری نہین ہوتی بلکہ کبھی آدہی کبھی تہائی کبھی چوتہائی یا پانچوان حصہ یا چھٹا یا
ساتوان یا آٹھوان یا نوان یا دسوان حصہ لکھا جاتا ہے یہ اسلئے ہے کہ ہر رکن نماز مین
اتنا ٹھیرے کہ کوئی لحظہ حضوری میسر ہو اور حضوری کئی طرح پر ہے ایک یہ کہ مضمون
ہر رکن کا خیال کرے اور آپکو سامنے اپنے رب کے جانے اور اوسکو متوجہ اپنے حال کا
سمجھے اور جونسی سورت پڑہتا ہے اوسکے مضمون کا خیال کرے اگر مقام عتاب و غضب کا
ہے تو خوف کرے اللہ سے پناہ مانگے اور اگر مقام رحمت و عنایت کا ہے تو اوسکو طلب
کرے اسکے سوا اور بہی باتین ہین جو واسطے خواص کے ہین نہ واسطے عوام کے اور
حضوری بغیر تاثیر دل کے میسر نہین ہوتی اور تاثیر دل کی بے دانستہ معانی الفاظ کے
حاصل نہین ہوتی ایک فائدہ یہ ہے کہ اگر معنی الفاظ کے جانے تو سب برے کامون سے
جنسے ایمان کا نقصان ہے بچے اور جان لے کہ جو اقرار اپنے رب کے سامنے کیا ہے اوسی
پر قائم رہے ہر طالب ایمان کو چاہئے کہ حقیقت نماز کی اس طور پر جانے کہ حضرت حق

مجکو تمام خلق مین بہتر پیدا کرکے بڑی تاکید سے پانچ بار دربار مین حاضر ہونیکا اذن مطلق دیا ہے اور محتاج کسی اور کے اذن کا اور احسان مند کسی دربان یا نقیب کا نہین کیا اور غیر حاضری پر وعدہ سخت عذاب کا فرمایا ہے سو ایسی نعمت عظمی سے محروم رہنا اور عذاب سخت سر پر لینا بڑی نادانی اور کمینہ پن ہے اس طرح عظمت نماز کی سمجھکر تمام آداب کہ لائق قبولیت بارگاہ بادشاہ حقیقی کے ہین بجا لاوے پہلی طہارت و پاکیزگی کرے یعنی وضو کرے اور حاجت نہانی کی ہو تو نہاوے جیسے کوئی بادشاہی دربار مین جانا چاہتا ہے تو پہلے حمام کرتا ہے پھر کپڑے پہنکر جاتا ہے پھر منہہ طرف کعبہ کے کرکے کھڑا ہو بہید اسمین یہ ہے کہ کعبہ ناف زمین ہے تمام زمین اوسی سے پہیلائی گئی ہے اور پیدایش جسم آدمی کی خاک سے ہے سو جسطرح جسم ظاہر کو طرف اوسکی اصل کے متوجہ کرتا ہے اسی طرح باطن یعنی روح کو بہی طرف اوسکی اصل یعنی حقتعالی کے جو اوسکا خالق ہے متوجہ کرے اور ہمیشہ اوقات پنجگانہ نماز کو بے شبہ وقت دربار اور حضور کا جانلے اور اپنی حاجات عرض کرے مثلاً جسوقت کوئی بندہ قصد مناجات و عرض حاجات کا دلمین مقرر کرکے حاضر دربار خاص ہواور نہایت تعظیم و درستی عقیدہ و نیت خالص سے روبرو اوس بادشاہ عالیجاہ کے کھڑا ہو کر اور رخ عرض و التفات کا ہر طرف سے پہیر کر اللہ اکبر کہے یعنی اللہ بہت بڑا ہے تو اوسیوقت وہ بادشاہ عالیجاہ اپنے بندے کے قصد و ارادے پر مطلع ہو کر عنایت خاصہ فرماتا ہے اور اوٹہانا دونون ہاتہون کا تکبیر مین مراد اوس سے دست بردار ہونا ہے دونون جہان سے نیت و تکبیر فرض ہے پہر دعای استفتاح ہے کہ اوسمین تعظیم و توحید ہے یہ دعا سنت ہے پہر جسقدر الفاظ تعظیم و توحید کے بندہ کی زبان سے صادر ہوتے ہین عنایت شاہی اوس بندہ کے حال پر دوچند ہوتی ہے اوسی وقت نزول رحمت آلہی کا کہ حضوری بادشاہ کی میسر ہے دل اپنا حاضر کرکے حاجات اپنی عرض کرے لیکن پہلی عرض کہ مضمون ہے دفع شیطان کا کہ وہ بڑا حارج اور دشمن قدیم ہے ہوشیار ہو کر دلمین لاوے اور زبان سے آعوذ پڑہکر

بسم اللہ کے یہ شروع ہوا عرضداشت کا عرضداشت یہ ہے الحمد للہ تا ولا الضالین
یہ عرضداشت اللہ پاک نے اپنے بندوں کی زبان سے زبانی کہ جس وقت جی چاہے اس طرح
کہا کرین اسکے بعد آمین ہے یعنی ہماری عرض قبول کر اور یہ مسنون ہے نہ جزو قرآن یا دعا
پھر نماز مین فاتحہ کے ساتھ ایک اور سورہ ملانے یہ واجب ہے اور مطلق قرآن بقدر تین
آیت کے فرض ہے اور پڑہنا اعوذ بسم اللہ کا سنت ہے سورہ اخلاص مین اللہ کی توحید
وصمدیت و بیچونی و بڑائی کا ذکر ہے اسی لئے ثلث قرآن ٹھیری ہے احد ایک کو کہتے
ہین جسکا کوئی شریک نہو صمد یعنی بے نیاز وہ ہے جو کسی کا محتاج نہو سب اوسی کے
محتاج ہون اوسنے نہ کسی کو جنا نہ وہ کسی سے جنا گیا اوسکے جوڑ کا کوئی نہین اس
سورت مین رد ہے شرک اور وحدت وجود اور بدعت عقیدہ کا غرضکہ اس عرضداشت
کے مضمون کو اسطرح سمجھے جیسے مفلس سے مفلس تونگر سے تونگر بادشاہ کے سامنے
ہاتھ باندھکر کھڑا ہوکر اپنی عاجزی ومفلسی اور اوسکی بزرگی و بڑائی بیان کرتا ہے اور
پھر امیدوار ہوکر کچھ مانگتا ہے اور جب وہ مفلس عنایت بے نہایت اوس بادشاہ
کی معلوم کرتا ہے تو بڑی تعظیم سے آرزوی پابوسی کر کے جھکتا ہے اور کہتا ہے سبحان
ربی العظیم رکوع دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ بسبب حضور کے عظمت مین
پیٹھ میری جھک گئی اس تعظیم کے بعد کھڑا ہوکر سمع اللہ لمن حمدہ کا کہتا ہے اور
اس رکن کی دعا و ثنا کرتا ہے یہ کھڑا ہونا پیچھے رکوع کے دلیل ہے اسپر کہ مین عاجزی
پر مستقیم ہوا اور یہ کھڑا ہونا واجب ہے قول صحیح پر اور یہ دعا پڑہنا سنت ہے اب
وقت پابوسی کا آیا سجدہ کرے اور کہے سبحان ربی الاعلی رکوع وسجود مین بقدر
ایک تسبیح کے پڑہنا فرض اور تین بار کہنا سنت ہے لکن مضمون اس مدح وثنا کا بقدر
اپنے حوصلہ کے سمجھنا بہت ضرورت ہے کہ بعد تعظیم کے پھر کھڑا ہونا اور مدح وثنا کا عرض کرنا
اور پورا سنبھل کر زمین پر سر رکھنا سبب اسکا کیا ہے سو رکوع جو مقام بڑی تعظیم کا ہے

اس بندہ کو معلوم ہوا کہ تجھ پر بڑی عنایت صاحب کی ہے جو ایسے مقام معزز مین تو بدون اجازت
کسی چوبدار نقیب کے داخل ہوا اسی لئے بہت سی تعریف کرتا ہے اور اس نعمت عظمی
کا شکر بجالا کر ماتھا اپنا مٹی پر رگڑتا ہے اور بار بار کہتا ہے سبحان ربی الاعلی
یہ سجدہ مقام نہایت قرب و ظہور تجلیات جمال بادشاہی کا ہے اور یہ بندہ مارے ہیبت
کے بعضے مضمون جو نہین کہنے پایا اسلئے حکم ہوا کہ دم بھر ٹھیر کر دوسری بار عرض کر
یہ مضمون ہے جلسہ کا اور جلسہ مین ان الفاظ کا کہنا نہایت خوب ہے اور سنت ہے وہ
الفاظ حدیث صحیح مین یون آئے ہین اللھم اغفر لی الخ پھر اللہ اکبر کہکے زمین پر سر
رکھے اور سبحان ربی الاعلی کہے یہ کلمہ دلیل ہے اللہ کے علو و استوا پر جسوقت
رکوع یا سجدہ کرے اور اللہ اکبر کہے تو اس اللہ اکبر کے مضمون کو اوسیطرح سمجھے کہ جیسے
پہلی تکبیر مین سمجھا تھا جسوقت یہ بندہ عرضداشت اور تعظیم اور عرض حاجات و تسبیح
موافق اپنے حوصلہ کے کر چکا تو قابلیت بیٹھنے کی حاصل کی اگرچہ بیٹھنا ایسے بادشاہ
عالیجاہ کے روبرو ترک ادب ہے لکن یہ بیٹھنا سامنے اپنے مالک کے اسلئے ہے کہ
مثلاً مالک جسوقت پاؤن اپنا دراز کرے اور یہ بندہ کہ اسپر خدمت پاچپی کی لازم ہے
بجالائے یا یہ کہ منتظر حکم کا ہے لکن اس مقام کو بھی خالی عبادت سے نہین رکھا جیسے
درود و تحیت و سلام اور پڑھنا تشہد کا مقرر ہوا ہے پڑھنا التحیات کا قعدہ اولی
مین سنت اور دوسرے مین واجب ہے قعدہ آخر کو اس طرح سمجھے کہ یہ وقت دربار
کے رخصت کا ہے السلام علیکم کرکے باہر آجائے سو التحیات اوس دربار
کا سلام ہے پھر نبی صلعم پر سلام ہے پھر اپنے اور سب بندون کے لئے ہے پھر تشہد
ہے یعنی گواہی توحید و رسالت کی دینا یہ گواہی اس بات کی ہے کہ اللہ کو ایک جانئے
اوسکی بندگی مین کسی کو شریک نکرے حضرت کو اوسکا بندہ و رسول پہچانئے اور جانئے
کہ ایسے مضمون زبان پر لائے اور دل مین یقین کرے جیسے مسلمان ہوا ہے اور نماز

فرض ہوئی اوراسی مضمون پرختم ہوئی اور معلوم کرلے کہ جس مضمون پر مدار کسی کام کا ہوتا ہے
تو تکرار اوسی مضمون کی اول اور آخر آیا کرتی ہے اسی لئے بعد تکبیر تحریمہ کے وجہت وجہی الخ
پڑہتے ہین کہ اوسمین اثبات توحید ونفی شرک کا مضمون ہے اور اندر نماز کے بہی یہ مضمون
بہت ہے جیسے لا الہ غیرك و ایاك نعبد و ایاك نستعین اور جسوقت
دربار سے رخصت ہو تو یہی عہد وپیمان کرکے اوٹہے کہ اشہدان لا الہ الا اللہ
واشہدان محمدا عبدہ ورسولہ اسکے بعد درود معمول پڑہے پہر اللھم صل علی
محمد وازواجہ وذریاتہ کما صلیت علی ابراھیم اللھم بارك علی محمد
وازواجہ وذریاتہ کما بارکت علی ابراھیم انك حمید مجید کہے پہر یہ
دعا مانگے اللھم انی ظلمت نفسی الخ پہر یہ دعا کرے اللھم انی اعوذبك من
عذاب القبر واعوذبك من عذاب جھنم واعوذبك من شر المسیح
الدجال واعوذبك من فتنۃ المحیا والممات اللھم انی اعوذبك من الماثم
والمغرم یہ دعائین پڑہنا بہتر ہے اسلئے کہ وقت قبولیت دعا کا ہے اور درود پڑہنا
واجب ہے بدلیل صلوا علیہ وسلموا تسلیما اور اوٹہنا یعنی دربار سے باہر آنا
اسی کلام پر مقرر ہوا ہے کہ وہ بہی خالی عبادت سے نہین ہے اسطرح کہ السلام علیکم
ورحمۃ اللہ اسکا مضمون اسطرح پر سمجہے کہ جسوقت پہلا سلام ہوا اوسوقت مقتدی
جو پیچہے امام کے اور برابر اوسکے ہے امام دہنی طرف والی مقتدی وفرشتون کے نیت
کرے اسیطرح بائین طرف کے سلام مین امام بائین مقتدی اور فرشتون کے نیت کر
اور جو مقتدی کہ امام کے دہنے تہے سلام مین مقتدی وفرشتون کے جو اوس سے دہنی
طرف ہین نیت کرے اور بائین سلام مین امام ومقتدی وفرشتون کے جو اوسکے بائین
طرف ہین نیت کرے اسیطرح جو مقتدی کہ امام کے بائین ہے اور جو مقتدی کہ دہنی
کنارے صف کے ہے دہنے سلام مین فرشتون کی نیت اور بائین سلام مین امام

ومقتدی وفرشتون کی اور مقتدی بائین طرف کے کنارے والون کے وعلی ہذا القیاس
اور منفرد وقت سلام کے ملائکہ کرام کاتبین کی جو اوسکے داہنے و بائین ہین نیت کرے یہ
سب خوبیان جماعت کی ہین کہ آپس مین سلام و رحمت بہیجتے ہین اور سوا نماز کے بہی سلام
و رحمت کے تحفہ سے باز نہ ہین کہ مسلمان کا پیشہ یہی ہے اِسکے بعد یہ دعا پڑہنا سنت ہے
اللہم انت السلام الخ اِسکے سوا اور بہی بہت دعائین ہین جونسی چاہے پڑہے لکن
معنی ہر دعا کے معلوم کرلے یعنی اپنی حاجت پر مطلع ہونا اور یہ مضمون دل مین لانا کہ
جو مانگتا ہون ہتقرر ملیگا نہایت ضرور ہے وتر مین دعای قنوت پڑہے اللہم انا نستعینک
الخ یہ قنوت عمر رضی اللہ عنہ ہے دوسرا قنوت وہ ہے جو امام حسن کو حضرت نے سکہایا تہا
وہ اصح صحیح ہے اوسی کو پڑہے یا ان دونون کو جمع کرکے وہ یہ ہے اللھم اھدنی فیمن
ھدیت وعافنی فیمن عافیت وتولنی فیمن تولیت وبارك لی فیما اعطیت
وقنی شر ما قضیت انك تقضی ولا یقضی علیك انه لا یذل من والیت ولا
یعز من عادیت تبارکت ربنا وتعالیت نستغفرك ونتوب الیك وصلی اللہ علی
النبی ترمذی نے کہا ہے کہ بہترین احادیث جو قنوت مین مروی ہین یہ حدیث ہے امام احمد نے
کہا ہے قنوت وتر مین ہرگز ثابت نہین ہے جو کچہہ ثابت ہے وہ نماز صبح مین ہے اِن تمام
الفاظ قنوت اول وثانی کو جدا جدا سمجہے کہ ایک ایک لفظ اوسکا سارے علائق غیر خدا کو قطع
کرتا ہے اور طرف رب کے پہیرتا ہے یعنی اوس سے مدد چاہنا اور بخشش مانگنا اور ایمان
لانا اور اوسی پر بہروسا کرنا اور خوب تعریف کرنا اور شکر کرنا اور ناشکر نہونا اور گناہگار سے
جو گناہ کرتا ہو نفرت کرنا اور خاص اوسی کی بندگی کرنا اور نماز پڑہنا اور اوسی کو سجدہ کرنا اور
اوسی طرف قدم رکہنا اور حکم بجا لانا اور اوسیکی رحمت کا امیدوار رہنا اور اوسیکے عذاب سے
ڈرنا اور جسنے اوسکی نافرمانی کی اوسپر عذاب ہے اور اللہ ہی سے سوال ہدایت و عافیت
و ولایت و حفظ شر و طلب عزت کا ہمراہ برکت و ثنا و استغفار و توبہ کے کرنا جسوقت کوئی

مسلمان اسطرح سمجھکر کیفیت نماز کی حاصل کرے تو بعد نماز کے اس کیفیت کو بھی ہاتھہ سے
نہ دے اور بندگی سے اپنے رب کے باہر نجاوے کہ باہر ہونا بندگی سے کام بندے کا نہین
ہے بندہ وہی ہے کہ اپنے سبکو اپنے پاس ہی جانے یہ نہین کہ نماز مین صالحین ملکہ تو نے
ایاك نعبد وایاك نستعین کہے اور بعد نماز کے اسکی مالکیت و بندگی مین اور
کو بھی شریک کرے اور ہر کام مین نام اورون کا مدد کے ساتھہ پکارے یا دل مین غیر کا
خیال لاوے اور جسطرح نماز مین اپنے رب کے سامنے سیدہی راہ طلب کرے یعنی اھدنا
الصراط المستقیم کہے تو پہر اوسی راہ کی تحقیق بہی کرے اور غافل نرہے جس قدر
انسان بسبب غفلت و شرک و بدعت اور اوس چیز کے کہ نتیجہ اوسکا طرف شرک و بدعت
کے ہو رغبت کرتا ہے راہ سیدہی اور طریق محمدی سے دور پڑتا ہے یعنی سنی نہین رہتا
اگرچہ علم بہی رکہتا ہو اوس علم کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی واسطے بڑہانے اور تیز کرنے
نظر کے دوربین رکہتا ہے سو جسکی بینائی نہو اوسکو دوربین کیا کام آتی ہے تمام کا
حاصل فرمان بردار رہنا اپنے رب کا ہے نہ کہ ہر چیز کی تحقیق مین رہنا اور مقصود اصلی
کو نہ سمجھنا یہ سب خرابیان عقیدے کی سستی سے ہوا کرتی ہین درستی عقیدہ کے لئے
مضمون آیۃ الکرسی کا کسی عالم دیندار خدا شناس یزدان پرست سے سنا چاہیے کہ یہ آیت
واسطے درستی عقیدہ کے نازل ہوئی ہے کہ جو اکثر لوگون کے دل مین بعضے مضمون
بے ایمانی کی جگہہ پکڑ گئے تہے اونکے جواب اللہ تعالی نے اس آیت مین آپ فرمائے
اور اس آیت کی تعریف حضرت نے تمام قرآن سے بڑہکر فرمائی ہے انشاء اللہ حاصل اسمین کچہہ
کم و بیش الفاظ کی کی گئی ہے

فصل

جب بندہ اپنے مالک کے فرضون سے ادا ہو چکا تو اسوقت مین وہ بقدر فرصت کچھہ

وظیفہ بھی پڑھ لیا کرے کہ واسطے کشائش امر دین و دنیا کے بہت مفید ہے سوا ہمین
پانچون وقت کے وظائف مین سے ایک ایک دو دو وظیفے لکھے جاتے ہین اگر زیادہ
نہو سکے تو انہین کلمات کو پڑھے ہرگز غفلت نکرے کہ تھوڑی سی فرصت مین بہت
سا ذخیرہ عاقبت کا جمع ہو جائیگا یہ وظیفے بعد نماز پنجگانہ کے مقرر ہین انکے پڑھنے سے
ثواب آخرت کا اور فائدہ دنیا کا حاصل ہوتا ہے انمین بعض وظیفے حدیث سے اور بعض
قرآن پاک سے ثابت ہین ہر انسان کو لازم ہے کہ اس ثواب سے محروم نرہے ف
حدیث الحارث تمیمی مین فرمایا ہے کہ جو کوئی بعد نماز فجر و مغرب کے سات بار اللھم
اجرنی من النار کہیگا اور اوسدن مین یا رات مین مر جائیگا تو اوسکے لئے آگ دوزخ
سے پناہ لکھی جائیگی رواہ ابو داؤد و ابن حبان اسی طرح جو کوئی بعد نماز صبح و مغرب کے
دس بار قبل پاؤن بدلنے کے یہ کہیگا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک
ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر تو اوسکے لئے دس نیکیان لکھی جائینگی
اور دس برائیان اوسکی دور ہونگی اور دس درجے اوسکے بڑھینگے اور اوس دن وہ
شیطان سے بچاؤ مین رہیگا رواہ الترمذی عن ابی ذر و احمد والنسائی و ابن
حبان عن ابی ایوب مجمع الزوائد مین کہا ہے رجالہ ثقات انتھی ام سلمہ کہتی ہین حضرت
بعد نماز فجر کے کہتے تھے اللھم انی اسألک رزقا طیبا و علما نافعا و عملا
متقبلا رواہ الطبرانی و قال فی مجمع الزوائد و رجالہ ثقات احمد و ابن ماجہ و ابن السنی
مین بھی اسیطرح کہا ہے کہ اس دعا کو بعد صبح کے پڑھتے تھے ع

ای خالق ہر بلند و پستی	شش چیز عطا بکن ز ہستی
علم و عمل و فراخ دستی	ایمان و امان و تندرستی

ثوبان نے کہا ہے حضرت جب نماز پڑھ چکتے تین بار استغفر اللہ کہتے حدیث ابو ہریرہ
مین رفعاً آیا ہے کہ جو کوئی پیچھے ہر نماز کے ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ

اور ۳۴ بار اللہ اکبر کہے گا تو اسکے گناہ بخشدیے جائینگے گو برابر کف دریا کے ہون اخرجہ
مسلم ترمذی مین لا الہ الا اللہ کا دس بار کہنا اور اللہ اکبر کا ۳۴ بار ابن عباس
سے رفعاً آیا ہے اور فرمایا ہے کہ انکا کہنے والا سابق کو پالیگا اور اوسپر کوئی سبقت
نکریگا عقبہ بن عامر کا لفظ یہ ہے کہ حضرت نے مجھکو حکم دیا کہ مین بعد ہر نماز کے معوذتین
پڑہا کرون رواہ اھل السنن وابن حبان والحاکم ابو امامہ کا لفظ رفعاً یہ ہے کہ جو
کوئی بعد ہر نماز کے آیۃ الکرسی پڑہیگا اوسکو کوئی چیز دخول جنت سے سوا موت کے نروکیگی
رواہ النسائی وابن حبان براء بن عازب کہتے ہین حضرت بعد نماز کے کہتے
رب قنی عذابک یوم تبعث عبادک رواہ مسلم معاذ سے فرمایا تہا مین تجکو
وصیت کرتا ہون کہ تو بعد کسی نماز کے اس دعا کا کہنا نہ چھوڑ اللھم اعنی علی ذکرک
وشکرک وحسن عبادتک اخرجہ ابو داؤد اللھم اکفنی بحلالک عن
حرامک واغننی بفضلک عمن سواک الھی لا مانع لما اعطیت ولا معطی
لما منعت ولا راد لما قضیت ولا ینفع ذا الجد منک الجد حدیث صحیح مین
آیا ہے کہ پڑہنا سورۂ تبارک الذی کا ہر شب عذاب قبر سے مانع ہوتا ہے اسکو بعد نماز عشا
کے دو رکعت نفل مین پڑہتے ہین حدیث ابن عباس مین فرمایا ہے مین چاہتا ہون
کہ یہ سورت ہر مومن کے دلمین ہو رواہ الحاکم **ف** سورۂ اذا زلزلت کو
ربع بلکہ نصف قرآن اور کافرون کو ربع قرآن اور اذا جاء نصر اللہ کو ربع قرآن اور
سورۂ اخلاص کو ثلث قرآن فرمایا ہے ایک شخص کو سنا کہ قل ھو اللہ احد پڑہتا ہے
کہا اسکے لیے جنت واجب ہوگئی رواہ الترمذی عن ابی ھریرۃ معوذتین کے
حق مین فرمایا ہے کہ اقرء بہما کلما نمت وقمت یعنی سوتے وقت اور جاگتے
وقت انکو پڑہا کر اسکو ابن ابی شیبہ نے عقبہ بن عامر سے روایت کیا ہے ابن عمر کہتے
ہین حضرت یہ دعا کیا کرتے تہے اللھم انی اعوذ بک من زوال نعمتک وتحول

عافیتک وفجاءۃ نقمتک وجمیع سخطک رواہ مسلم حصین والد عمران کو
فرمایا تھا یہ دعا کیا کر اللھم الھمنی رشدی واعذنی من شر نفسی رواہ الترمذی
عائشہ کہتی ہین حضرتؐ یون دعا کرتے تھے اللھم اجعل اوسع رزقک علی عند کبر
سنی وانقطاع عمری رواہ الحاکم والطبرانی حدیث ابوہریرہ مین آیا ہے کہ یون کہا کرو
اللھم انا نعوذبک من جھد البلاء ودرک الشقاء وسوء القضاء وشماتۃ
الاعداء رواہ البخاری حدیث بسر بن ارطاۃ مین آیا ہے کہ یون دعا کرتے تھے
اللھم احسن عاقبتنا فی الامور کلھا واجرنا من خزی الدنیا وعذاب الاخرۃ
رواہ ابن حبان دوسری روایت مین فرمایا ہے کہ جو اس دعا کو پڑہے گا وہ مرنے سے پہلے
کسی مصیبت مین نہ پہنسے گا رواہ الطبرانی یعنی اوسکو کوئی بلا مرنے تک نہ پہنچے گی
وللہ الحمد انس کہتے ہین اکثر دعا حضرتؐ کی یہ تھی ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ
حسنۃ وقنا عذاب النار اخرجہ الشیخان مسلم نے کہا ہے انس اسکو ہر دعا کے ساتھ
پڑھا کرتے تھے یہ دعا جامع ہے جملہ خیرات دارین وحسنات کونین کو سوال عافیت کی احادیث
صحیحہ مین بہت تاکید آئی ہے اللھم انی اسألک العفو والعافیۃ فی الدین والدنیا
والاخرۃ اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنا فرمایا العبد یقین کے کوئی چیز عافیت سے
بڑھکر نہین دیگئی ہے حدیث معاذ مین آیا ہے کہ حضرتؐ نے ایک شخص کو سنا وہ کہتا تھا
یاذا الجلال والاکرام فرمایا قد استجیب لک فسل رواہ الترمذی وحسنہ
یعنی تیرا کہنا قبول ہوا اب تو جو مانگتا ہو مانگ وہ تجھکو ملیگا حدیث ابوامامہ مین فرمایا ہے جو کوئی
تین بار یا ارحم الراحمین کہتا ہے فرشتہ موکل کہتا ہے ان ارحم الراحمین قد اقبل
علیک فسل رواہ الحاکم حدیث انس مین مرفوعًا آیا ہے کہ جو کوئی اللہ سے سوال جنت کا
کرتا ہے جنت کہتی ہے اللھم ادخلہ الجنۃ رواہ الترمذی وابن حبان وصححہ
اللھم انی اسألک الجنۃ واعوذبک من النار حدیث سعد بن ابی وقاص مین فرمایا ہے

کہ جو مسلمان کسی شئے مین یہ دعا کرتا ہے لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین
اللہ اوسکی دعا قبول فرماتا ہے رواہ الترمذی والحاکم واحمد قرآن مین فرمایا ہے
فنجیناہ من الغم وکذلک ننجی المومنین یہ دعا واسطے رفع بلا کے تریاق مجرب ہے
اسکو دوسری حدیث مین اسم اعظم فرمایا ہے حدیث ابوہریرہ مین ہے کہ جو کوئی اسماء حسنی
یعنی ننانوے نام کو یاد کرلیتا ہے وہ جنت مین جائیگا رواہ البخاری وغیرہ **ف** حدیث
عثمان مین رفعاً آیا ہے کہ جو کوئی ہر صبح وشام تین بار بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ
شئ فی الارض ولا فی السماء وہو السمیع العلیم کہے گا تو ہر ضرر اوس سے دور
رہیگا ابوہریرہ کی حدیث مین کہنا اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق کا
تین بار صبح وشام آیا ہے رواہ الطبرانی وحسنہ الترمذی اسکے کہنے والے کو
کوئی ڈنک کسی کیڑے کا اوس رات دن مین نہ پہنچیگا ابوداود مین عبداللہ بن خبیب سے
رفعاً آیا ہے کہ پڑھنا قل ہو اللہ و معوذتین کا تین بار کفایت کرتا ہے ہر شئ سے یعنی صبح وشام
حدیث سلام خادم حضرت مین رفعاً آیا ہے جسنے کہا صبح وشام رضیت باللہ ربا وبالاسلام
دینا وبمحمد صلعم نبیا ورسولا حق ہے اللہ پر کہ اوسکو راضی کردے رواہ اہل السنن
والطبرانی حضرت نے فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا تھا تو میری وصیت نہین سنتی صبح وشام یون کہا
یاحی یاقیوم برحمتک استغیث اصلح لی شانی کلہ ولا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین
رواہ النسائی والحاکم وصححہ حدیث اوس بن اوس مین بابت سید الاستغفار کے فرمایا ہے
کہ اگر شام کو کہا اور مرگیا جنت مین گیا اور اگر دن کو کہا اور مرگیا جنت مین گیا رواہ البخاری
ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اس نعمت عظمی کی قدر کرے اور ہر صبح وشام ایکبار تو ضرور ہی حضور
دل سے اسکو پڑھ لیا کرے وہ یہ ہے اللہم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی وانا
عبدک وانا علی عہدک ووعدک ما استطعت اعوذ بک من شر
ما صنعت ابوء لک بنعمتک علی وابوء بذنبی فاغفر لی فانہ لا یغفر الذنوب

الا انت حدیث ابو الدردا مین فرمایا ہے کہ جو کوئی صبح و شام سات بار یون کہے گا
حسبی اللہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت و ھو رب العرش العظیم اللہ اوسکے
ہر رنج و اندوہ دنیا و آخرت کو کفایت کریگا اس کہنے مین خواہ وہ سچا ہو یا جھوٹا اخرجہ ابو
داؤد و ابن السنی اور اگر کسی قرض یا رنج و فکر مین مبتلا ہو تو یہ دعا صبح و شام اندر نماز کے
مانگے یا باہر نماز کے اللھم انی اعوذ بک من الھم والحزن واعوذ بک من العجز
والکسل واعوذ بک من الجبن والبخل واعوذ بک من غلبۃ الدین وقھر
الرجال رواہ ابو داؤد من حدیث ابی سعید الخدری حدیث ابو سعید خدری
مین فرمایا ہے جسنے کہا وقت جانیکے بستر پر تین بار استغفر اللہ الذی لا الہ الا
ھو الحی القیوم واتوب الیہ بخشے گئے گناہ اوسکے اگرچہ برابر کف دریا کے یا شمار برگ درخت
یا عدد ریگ بیابان یا عدد ایام سال کے کیون نہون رواہ الترمذی وقال حسن غریب
اسمین بڑی فضیلت ہے مغفرت ذنوب کی سو اللہ کا فضل واسع اور اوسکی عطا بیحساب
ہے حدیث انس مین فرمایا ہے جب تو بستر پر لیٹے فاتحہ و قل ھو اللہ پڑہ تو ہر شئے سے امن
مین رہیگا مگر موت سے رواہ البزار الحاصل دعوات ماثورہ بہت ہین سب کا اسجگہ لکھنا
خصوصًا مطولات کا مشکل ہے اگر انہین چند ادعیہ مختصرہ و کلمات موجزہ پر مواظبت
کیجاوے تو بھی غنیمت ہے اسمین کوتاہی کرنا خیر کثیر سے محروم رہنا ہے حقیقۃ الصلوۃ
مین کہا ہے بعد نماز صبح کے سو بار لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین پڑہے عذاب
آخرت سے نجات اور دنیا مین کشایش رزق کی ہوگی اور بعد ظہر کے پانچ سو بار حسبنا
اللہ ونعم الوکیل کہے فرصت نہو تو ۷۵ بار ضرور پڑہ لے حدیث مین آیا ہی لا الہ
الا اللہ افضل الذکر ہے پہر کہا ہے کہ جو شخص ستر ہزار بار عمر بہر مین اسکو پڑہیگا
وہ بلاشک جنتی ہوگا اور اگر والدین و قرابت کے لئے اتنی بار پڑہے گا تو وہ بھی بخشے
جاوینگے اور بعد نماز عشا کے سو بار درود پڑہے پہر اللہ تعالی توفیق عبادت کی اگر زیادہ د

تو زیادہ ثواب ہے لیکن تا ہر مسلمان کو پڑھنا ضرور چاہیے اور اوسکے ثواب سے کہ بہت بڑا اجر ہے محروم نرہے انتہی

باب دوم بیان مین روزہ کے

اس باب مین کئی فصلین ہین

فصل بیان مین جو ب وفضل صوم کے

قال اللہ تعالی یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم الی قولہ فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ ومن کان مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر اور حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے قال اللہ عزوجل کل عمل ابن آدم لہ الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ والصیام جنۃ من النار والصیام جنۃ من النار فاذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب فان سابہ احد او قاتلہ فلیقل انی صائم والذی نفس محمد بیدہ لخلوف فم الصائم عند اللہ اطیب من ریح المسک للصائم فرحتان یفرحہما اذا افطر فرح بفطرہ واذا لقی ربہ فرح بصومہ رواہ البخاری واللفظ لہ ومسلم وفی روایۃ لمسلم کل عمل ابن آدم یضاعف الحسنۃ عشر امثالہا الی سبعمائۃ ضعف قال اللہ تعالی الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ یدع شہوتہ وطعامہ من اجلی الحدیث یعنی ہر عمل آدمی کا آدمی کے لیے ہے مگر روزہ کہ وہ میرے لیے ہے مین ہی اوسکا بدلا دونگا روزہ سپر ہے آگ دوزخ سے تم مین جب کسی کا روزہ ہو تو وہ بے شرمی کا کام نکرے اور شور وغوغا مچا لے کوئی اوسکو گالی دے برا کہے یا لڑے تو کہدے کہ میرا روزہ ہے والله بو روزہ دار کے دہن کی نزدیک اللہ کے بوی مشک سے بھی زیادہ تر پاکیزہ ہے صائم کو دو طرح کی خوشی ہوتی ہے جسنے وہ خوش ہوتا ہے

ایک وقت افطار کے دوسرے وقت ملاقات خدا کے ہر عمل آدمی کا دس گنے سے سات
سو گنے تک ہوتا ہے مگر روزہ کہ اللہ نے کہا وہ میرے لیے ہے میں ہی اوسکی جزا دونگا
میرے لیے اپنی خواہش اور غذا ترک کر دیتا ہے معلوم ہوا کہ اجر صوم کا بحساب ہے سات
سو گنے سے بھی زیادہ ہوتا ہے حدیث سہل بن سعد میں فرمایا ہے جنت میں
ایک دروازہ ہے ریان نام اوس سے روزہ دار ہی بہشت میں دن قیامت کے داخل
ہونگے اور کوئی نہ جائیگا پھر وہ دروازہ بند کر دیا جائیگا رواہ الشیخان ترمذی نے
اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ جو اوس دروازہ میں گھسیگا وہ کبھی پیاسا نہوگا حدیث ابو ہریرہ
میں صوم کو ایک حصن حصین نار سے فرمایا ہے رواہ احمد ابو امامہ نے کہا تھا حضرت
مجکو ایسا کام بتاؤ جس سے میں جنت میں داخل ہوں فرمایا روزہ رکھہ کہ اسکے برابر کوئی عمل
نہیں ہے رواہ النسائی وابن حبان ابو سعید نے رفعاً کہا ہے روزہ نہیں رکھتا کوئی
بندہ راہ خدا میں لکن دور کر دیتا ہے اللہ منہہ اوسکا آگ سے ستر برس کی راہ تک رواہ الشیخان
حدیث ابن عمر میں فرمایا ہے روزہ شفاعت کریگا دن قیامت کو اللہ اوسکی شفاعت
قبول فرمائیگا رواہ احمد ابو ہریرہ کا لفظ رفعاً یہ ہے کہ نماز پنجگانہ اور جمعہ جمعہ تک
اور رمضان رمضان تک کفارہ ہیں درمیان کے گناہوں کے جبکہ کبائر سے بچا رہے
رواہ الشیخان حسن نے رفعاً کہا ہے اللہ ہر رات کو رمضان میں چھ لاکھ آدمی آگ
سے آزاد کرتا ہے اور جب اخیر رات ہوتی ہے تو بعدد گذشتہ آزاد فرماتا ہے رواہ البیہقی
مرسلاً عمرو بن مرہ جہنی کہتے ہیں ایک مرد نے کہا اے رسول خدا بھلا اگر میں گواہی دوں
اس بات کی کہ لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ اور نماز پنجگانہ پڑھوں اور زکوٰۃ ادا
کروں اور رمضان کا روزہ رکھوں اور قیام رمضان کروں تو پھر میں کون ہونگا فرمایا
تو منجملہ صدیقین وشہداء کے ہوگا رواہ ابن حبان روزہ میں صبر کرنا پڑتا ہے طعام وشراب
وجماع سے اور صبر کا اجر بنص قرآن انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب بیشمار ہے

اللہ نے اسکو اپنی طرف نسبت کیا ہے اگرچہ ساری عبادتین اللہ ہی کے لئے ہوتی ہین جیسے
کعبہ کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے اگرچہ سارا جہان اوسی کا ملک ہے روزہ مین
دو خاصیتین ہین جسکے سبب مستحق اس نسبت کا ہوا ہے ایک یہ کہ حقیقت روزہ
کی نکرنا ہے اور یہ باطن ہے آنکھون سے مخفی ہے ریا کو اوسکی طرف راہ نہین ہے دوسرے
یہ کہ اللہ کا دشمن ابلیس ہے ابلیس کے لشکر شہوات ہین روزہ اس لشکر کو شکست دیتا
کیونکہ حقیقت اوسکی ترک شہوات ہے ❖

فصل

روزہ ایک رکن ہے ارکان اسلام سے اور ایک ضروری ہے ضروریات دین سے جسطرح
تارک عمدًا نماز بلا عذر کافر ہو جاتا ہے اسی طرح تارک صوم بھی عمدًا بلا عذر کافر ہوجاتا ہے
بلا تفاوت دونون تارکون کا ایک ہی حکم ہے نماز عمل الیوم واللیلہ ہے روزہ عمل سال تمام ہے
نہ ہر دن مین پانچ بار ہے یہ سال بھر مین ایکبار جب ایک مرد عادل ہلال رمضان کو دیکھے
تو روزہ رکھنا واجب ہو جاتا ہے ابن عمر نے حضرت سے کہا تھا کہ مینے ہلال دیکھا ہے لوگو
کو حکم صوم کا دیا اسکو ابو داؤد و دارمی و ابن حبان نے روایت کیا ہے حاکم نے صحیح کہا ہے
احمد و شافعی کا یہی مذہب ہے مالک کے نزدیک دو گواہ اور ابو حنیفہ کے نزدیک جمع کثیر
درکار ہے حق وہی قول اول ہے یا شعبان کی گنتی پوری ہو جاوے بدلیل حدیث ابو ہریرہ
صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ فان غم علیکم فاکملوا عدۃ شعبان ثلاثین
رواہ الشیخان یعنی صورت اشتباہ مین رجوع طرف اس اصل کے کرنا چاہئے پھر رمضان
کے تیس روزے رکھے جب تک کہ ہلال شوال نظر نہ آوے قبل اکمال کے اور جب ایک شہر
والے ہلال دیکھ لین تو سارے اور شہر والون کو اونکی موافقت کرنا چاہئے بدلیل حدیث
صوموا لرؤیتہ الخ کیونکہ یہ خطاب ہے ساری امت کو کسی جگہ ہون اور حدیث کریب

مین ذکر امر حضرت کا نہین ہے اس جگہہ ابوحنیفہ رح کا مذہب قوی ہے شافعی شہر قریب کا
اعتبار کرتے ہین روزہ اکل وشرب وقیئی عمد سے باطل ہو جاتا ہے اور جو شخص عمداً افطار
کرے وہ مثل کفارہ ظہار کے کفارہ دے یعنی ایک گردن آزاد کرے یا پیاپے دو ماہ
تک روزہ رکھے یا ساٹھہ مسکینون کو کھلاوے روزہ مین تعجیل فطر اور تاخیر سحور کی مندوب
ہے اور وصال حرام حضرت خود وصال کرتے لکن اورون کو منع فرماتے جب پوچھا تو
کہا مین تمھاری طرح نہین ہون مین پاس اپنے رب کے بسر کرتا ہون وہ مجھکو کھلاتا پلاتا
ہے کسینے کہا یہ طعام وشراب محسوس تھا کسینے کہا مراد غذای روحانی ہے یہی قول دوسرا
مختار ہے کیونکہ اگر حقیقت طعام وشراب پر حمل کیا جاوے تو پھر وصال کہان ہوا ٥

لها احادیث من ذکراك تشغلها	عن الشراب وتلهیها عن الزاد
لها بوجهك نور تستضیئی به	ومن حدیثك فی اعقابها حاد
اذا اشتکت من کلال السیر واعدها	روح القلوب فتحیی عند میعاد

ف جو شخص کسی عذر شرعی سے جیسے مرض وسفر ہا روزہ افطار کرے تو اوسپر
قضا کرنا اوس روزہ کا واجب ہے اور یہہ فطر واسطے مسافر کے اور جو اوسکی طرح ہو رخصت
ہے لکن اگر ڈر تلف یا ضعف کا قتال سے ہو تو پھر عزیمت ہے اس باب مین احادیث
صحیحہ آئی ہین اور میت کی طرف سے اوسکا ولی روزہ رکھے بدلیل حدیث عائشہ رفعاً
من مات وعلیہ صیام صام عنہ ولیہ رواہ الشیخان مختار محققین علما واہل حدیث
یہی ہے اور جو شخص اتنا بوڑہا ہو کہ ادا وقضا دونون سے عاجز ہو وہ ہر دن کے عوض ایک
مسکین کو کھلاوے اسی طرح بوڑہی عورت اور حمل والی اور دودہ پلانے والی ابن عباس
اسی طرف گئے ہین اور یہی راجح بھی ہے ف صوم تطوع مین ایک تو چھہ روزے
شوال کے ہین انکو حدیث ابوایوب مین صوم دہر ٹہیرایا ہے رواہ مسلم یہ گویا بمنزلہ سنن
رواتب کے نماز مین ہین دوسرے نو روزے ذیحجہ کے انمین سب سے زیادہ تاکید روزہ عرفہ کی ہے

حدیث ابو قتادہ مین فرمایا ہے کہ یہ روزہ کفارہ ہے دو سال گذشتہ وآیندہ کا روا لا مسلم تیسرے دس روزے محرم کے ہین یہ بعد رمضان کے افضل صیام ہین انمین سب سے زیادہ تاکید یوم عاشورا کی ہے حضرت نے خود بھی رکھا اور دوسرون کو بھی اوسکے رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اگر سال آیندہ تک زندہ ہونگا تو نوین محرم کو بھی روزہ رکھونگا رواہ مسلم چوتھا روزہ شعبان کا ہے حضرت اس ماہ مین بہت روزے رکھتے پانچوین روزہ دوشنبہ و پنجشنبہ کا ہے انمین قصد کرکے روزہ رکھتے اور فرماتے ہر دوشنبہ و پنجشنبہ کو اعمال عرض کیے جاتے ہین اخرجہ احمد من حدیث ابی هریرۃ چھٹے تین روزے ایام بیض کے ہین انکو صیام دہر فرمایا ہے ۱۳-۱۴-۱۵-اور کبھی عشرۂ اولی یا اخیر مین رکھتے اور افضل تطوع یہ ہے کہ ایک دن روزہ رکھے ایک دن افطار کرے حضرت داؤد علیہ السلام اسی طرح کیا کرتے تھے اور صوم دہر مکروہ ہے بدلیل حدیث ابن عمر کہ حضرت نے فرمایا ہے لا صام من صام الابد رواہ الشیخان وغیرهما اور تنہا روزہ رکھنا دن جمعہ کے یا دن شنبہ کے مکروہ ہے بدلیل حدیث جابر نهی عن صوم یوم الجمعۃ رواہ الشیخان وبدلیل حدیث صماء بنت بسر جو نزدیک احمد و ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ وابن حبان کے آئی ہے اور ابن السکن نے اوسکو صحیح کہا ہے لا تصوموا یوم السبت الحدیث اور روزہ رکھنا دن عیدین کے حرام ہے اسی طرح استقبال کرنا رمضان کا ایک دو دن کے روزے سے بدلیل حدیث ابی ہریرہ جو صحیحین مین آئی ہے لا یتقدمن احدکم رمضان بصوم یوم او یومین الا ان یکون رجل کان یصوم صوما فلیصمہ

ف اہل علم نے کہا ہے روزہ مین چند چیزین فرض ہین ایک طلب کرنا ماہ رمضان کا تاکہ یہ بات معلوم کرے کہ ۲۹ یا ۳۰ کا ہے اسمین گواہی ایک عدل کی کافی ہے دوسرے نیت کرنا رات سے کہ ہر رات نیت کرے اور یاد رکھے کہ یہ روزہ رمضان کا ہے اور فرض واجب الادا ہے سو جو مسلمان اسکو یاد رکھیگا اوسکا دل خود نیت سے خالی نہ ہوگا

تیسرے یہ کہ کوئی چیز اپنے باطن میں نہ پہنچائے عمداً او فصد و حجامت کرنا سر لگانا کان مین
سلائی ڈالنا پنبہ احلیل مین رکھنا زیان نہین کرتا اسلئے کہ باطن وہ ہے جو کسی چیز کا قرارگاہ
ہو جیسے دماغ و شکم و معدہ و مثانہ چوتھے یہ کہ بی بی سے مباشرت نکرے اور اگر رات کو
صحبت کی ہے اور بعد صبح کے نہایا تو جائز ہے پانچوین یہ کہ قصداً منی باہر نہ نکالے چھٹے
یہ کہ قصداً قی نکرے اور اگر بے اختیار قی ہو جائیگی تو روزہ بجا ہے گا رہیگا سنن صوم سو وہ
بہی چہ ہین سحری مین تاخیر کرنا افطار مین جلدی کرنا خرما کہا کر یا پانی پی کر اور صدقہ کرنا اور کہانا
کہلانا اور بہت پڑہنا قرآن کا اور مسجد مین اعتکاف کرنا خاصۃً عشرہ آخر مین کہ لیلۃ القدر
اسی عشرہ مین ہوتی ہے حضرت اس رات جاگتے اور خوب عبادت کرتے یہ رات ۲۱ یا
۲۳ یا ۲۵ یا ۲۷ کو ہوتی ہے ۲۷ ممکن تر ہے اولی یہ ہے کہ اعتکاف ایک دہائی کا پیوستہ
کرے **ف** اعتکاف بلا خلاف مشروع ہے ہر وقت مین اندر مسجدون کے ہو سکتا ہے
اور رمضان مین موکد تر ہے خصوصاً عشرہ اواخر رمضان مین اور کوشش بجا لانا عمل مین
اندر اعتکاف کے اور شبہای قدر مین قیام کرنا مستحب ہے حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے
من قام لیلۃ القدر ایمانا و احتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ رواہ الشیخان
تعیین لیلۃ القدر مین قریب چالیس قول کے ہین حجۃ بالغہ مین کہا ہے لیلۃ القدر دو رات
ہین ایک وہ رات جسمین سارا قرآن یکبارگی اترا پہر پارہ پارہ ہو کر آیا یہ رات اندر سال
کے ہوتی ہے کچہ واجب نہین ہے کہ رمضان ہی مین ہو ہان رمضان مظنہ غالب ہے
جب قرآن اترا تہا تو اتفاقاً یہ شب رمضان ہی مین پڑی تہی دوسری وہ رات جسمین
ایک طرح کا انتشار روحانیت و آمد ملائکہ کی زمین پر ہوتی ہے اس رات مین مسلمان
طاعات پر متفق ہوتے ہین اور ملائکہ انسے نزدیک اور شیاطین دور ہو جاتے ہین
اور دعا قبول ہوتی ہے یہ رات ہر رمضان مین اندر شبہای طاق کے ہوا کرتی ہے اور
اُسنے خارج نہین ہوتی جسنے کہا کہ لیلۃ القدر ہر سال مین ہوتی ہے اوسکی مراد اول ہے

اور جیسے کہا کہ عشرہ اخیر رمضان مین ہوتی ہے اوسکی مراد ثانی ہے اختلاف صحابہ کا اس شب مین مبنی ہے اختلاف وجدان پر جو اس شب کو پائے وہ یہ دعا کرے اللہم انک عفو تحب العفو فاعف عنا انتہی ابو حنیفہؒ نے فرمایا یہ رات رمضان مین ہوا کرتی ہے ہم نہین جانتے کہ کونسی رات ہے پہر معتکف کو چاہیے کہ جای اعتکاف سے باہر نہ نکلے مگر قضا حاجت کو اگر کسی بیمار کا پوچہنا ہو تو راہ چلتے پوچہ لے **ف** روزہ کے تین درجے مین ایک روزہ عوام کا دوسرا روزہ خاص کا تیسرا روزہ خاص الخاص کا عوام کا روزہ تو وہی ہے جسکا ذکر ہو چکا اسکی نہایت یہی روکنا ہے بطن و فرج کا طعام و شراب و جماع سے یہ ادنی درجہ ہے روزہ خاص الخاص کا یہ ہے کہ دل کو اندیشۂ غیر حق سے نگاہ رکہے اور اپنے آپکو بالکل جدا کر دے اور جو کچہ سوا خدا کے ہے اوس سے ظاہر و باطن مین روزہ دار ہو اگر سوا حدیث حق کے اور جو کچہ کہ متعلق حق ہے کسی اور چیز کا اندیشہ کریگا تو روزہ جاتا رہیگا اسی طرح اگر غرض دنیاوی مین فکر کریگا گو مباح ہو روزہ باطل ہو جائیگا مگر وہ اندیشہ دنیا جو دین پر یاور ہو کہ وہ خود دنیا نہین ہے یہانتک کہ اگر دل مین یہ تدبیر کریگا کہ مین روزہ کس چیز سے کہولون تو اوسپر خطاکاری لکہی جائیگی کیونکہ یہ دلیل ہے اس بات پر کہ جس رزق کا اللہ نے اوس سے وعدہ کیا ہے اسکو اوسپر وثوق نہین ہے سو ایسا روزہ انبیاء و صدیقین کا ہوتا ہے ہر کوئی اس درجہ کو نہین پہنچتا روزہ خواص کا یہ ہے کہ سارے اعضا کو نابایست سے باز رکہے اور شکم و شرمگاہ پر اقتصار نکرے یہ روزہ چہہ چیزون سے تمام ہوتا ہے ایک یہ کہ آنکہ کو ہر اوس چیز سے بچائے جو خدا سے مشغول کرے خصوصًا اوس چیز سے جو شہوت انگیز ہو انس نے رفعًا کہا ہے کہ پانچ چیزون سے روزہ جاتا رہتا ہے کذب و غیبت و سخن چینی و سوگند ناحق و نظر شہوت دوسرے یہ کہ زبان کو بیہودہ گوئی سے اور اوس چیز سے جس سے کہ بے نیاز ہے باز رکہے یا ذکر و تلاوت قرآن مین مشغول ہو یا خاموش رہے مناظرہ و لجاج کرنا منجملہ بیہودگی کے ہے بعض کے نزدیک غیبت و کذب سے بہی

روزہ جاتا رہتا ہے تیسرے یہ کہ کان کو ناشنیدنی سے باز رکھے کیونکہ جو بات لائق کہنے کے
نہین ہوتی ہے وہ لائق سُننے کے بہی نہین ہوتی سُننے والا شریک گوینده کا ہوتا ہے
معصیت وکذب وغیبت مین حدیث مین آیا ہے المغتاب والمستمع شریکان فی الاثم
اور اللہ نے فرمایا ہے سمّاعون للکذب اکالون للسحت چوتھے یہ کہ ہاتھ پاؤن اور
سارے جوارح کو ناشایست سے نگاہ رکھے جو روزہ دار ایسا نہین کرتا ہے اوسکی مثال اوس
بیمار کی سی ہے کہ میوہ کہانے سے بچتا ہے اور زہر کہاتا ہے کیونکہ معصیت زہر ہے اور
طعام غذا ہے زیادہ کہانا اوسکا زیان ہے اگرچہ اصل اوسکی زیان کار نہین ہے ولہذا حضرت
نے فرمایا ہے کہ بہت سے روزہ دار ہین کہ نصیب اونکا روزہ سے نہین ہے مگر بہی بہوک و پیاس
یہ وہ شخص ہے جو حرام پر افطار کرتا ہے یا غیبت کرتا ہے یا جوارح کو معاصی سے نگاہ نہین رکھتا پانچوین یہ کہ
وقت افطار کے رزق حرام وشبہ نہ کہالے بلکہ حلال خالص سے بہی زیادہ نہ کہالے کیونکہ
جب رات کو اوس چیز کا تدارک کیا جو دن کو فوت ہوگئی تہی تو پہر کیا مقصود حاصل ہوگا اسلیے
کہ مقصود روزہ سے ضعیف کرنا شہوات کا ہے اور جب دو بار کا کہانا ایک بار مین کہا لیا
تو شہوت اور زیادہ ہوگئی خصوصًا جبکہ طرح طرح کے طعام جمع کیے حالانکہ جب تک معدہ
خالی نہوگا دل صاف نہوگا بلکہ سنت یہ ہے کہ دن کو بہت نہ سوے تاکہ اثر ضعف وگرسنگی
کا اپنے اندر پالے اور جب رات کو تہوڑا نہ کہایا اور جلد سو رہا تو نماز شب ادا نکریگا ولہذا حضرت
نے فرمایا ہے کہ کوئی برتن جسکو پُر کیا جاوے نزدیک اللہ کے معدہ سے دشمن تر نہین ہے
چھٹے یہ کہ بعد افطار کے دل درمیان بیم و امید کے ہو کیا معلوم کہ روزہ قبول ہوا یا نہین
حسن بصری کا گزر دن عید کے ایک قوم پر ہوا وہ لوگ ہنس رہے تہے اور کہیلتے تہے کہا
اون لوگون سے بڑا تعجب ہے جو ہنستے ہین اور اپنے حقیقت حال سے واقف نہین ہین اگر
پردہ اوٹہا لیا جاوے تو پہر کوئی نہ ہنسے اور کہیل مین نہ لگے غرضکہ جو شخص روزہ مین ترک
طعام وشراب پر قصر کرتا ہے اوسکا روزہ ایک صورت بے روح ہے حقیقت روزہ کی یہ ہے

کہ ملائکہ کے مشابہ ہیں کہ انکو اصلا شہوت نہیں ہے اور بہائم کو شہوت غالب ہوتی ہے سو
جس آدمی پر شہوت غالب ہوگی وہ درجہ بہائم میں ہوگا اور جب شہوت مغلوب ہوگی تو
مشابہ ملائکہ کے ہوگا یعنی صفت میں نہ مکان میں اور ملائکہ مقرب حضرت حق ہیں تو آپ
بھی حق سے نزدیک ہوجائیگا ورنہ بہائم سے نزدیک رہیگا پھر جبکہ شام کو تدارک کیا اور
شہوت پوری کرلی اور جو چاہا خوب کھایا پیا تو اب شہوت قوی ہوئی نہ ضعیف اور روح
روزہ کی ہاتھ نہ آئی احیاء الاحیاء میں کہا ہے فان قلت ان الفقہاء یصححون صوم من
اقتصر علی کف البطن والفرج وترک ہذہ المعانی قلت الفقہاء یثبتون
[لصحة] شروط الظاہر ولیس الیہم ما تیسر علی العموم فاما علماء الآخرة فیعنون با
القبول وبالقبول الوصول الی المقصود وبالمقصود التخلق بخلق من اخلاق اللہ
والاقتداء بالملائکة فی الکف عن الشہوات بحسب الامکان انتہی +

صفت روزہ

حضرت صلعم یوں تو ہمیشہ اجود ناس تھے لیکن رمضان میں سب سے زیادہ جود وکرم کرتے تھے
ان دنوں میں سخاوت وبخشش وصدقات وخیرات سب ایام ولیالی سے زیادہ کرتے اور
ذکر ونماز واعتکاف وتلاوت قرآن میں تمام ساعات کو مشغول رکھتے اور اس ماہ عظیم کو
ساتھ عبادات گوناگون کے مخصوص فرماتے ایک شخص کی شہادت پر روزہ رکھتے دو شخص
کی شہادت پر افطار کرتے اور وقت افطار کے یہ دعا کرتے اللہم لک صمت وعلی رزقک
افطرت رواہ ابوداؤد اور کبھی کہتے ذہب الظماء وابتلت العروق وثبت الاجر
ان شاء اللہ اور شبہای رمضان میں اگر حاجت غسل کی ہوتی تو رات ہی کو نہا لیتے اور جو کوئی
بھولے سے کھا لیتا اوسکو حکم قضا کا نفرماتے اور کہتے ان اللہ ہو الذی اطعمہ وسقاہ
اور مضمضہ واستنشاق میں مبالغہ نکرتے ایک بار رمضان میں اعتکاف فوت ہوگیا تھا تو

شوال مین اوسکو قضا کیا ایکبار عشرۂ اول مین یکبار عشرۂ اوسط مین اعتکاف کیا تہا جب معلوم ہوا کہ شب قدر عشرۂ اخیر مین ہوتی ہے تو پہر عشرۂ اخیر پر مواظبت کی نماز صبح پڑہکر معتکف مین داخل ہوتے معتکف ایک خیمہ تہا جو مسجد مین کہڑا کیا جاتا وہان تنہا بیٹہتے آخر سال عمر مین بیس دن اعتکاف کیا اور دو بار قرآن حضرت جبریل کو سُنایا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

باب سوم بیان مین زکوۃ کے

اِس باب مین کئی ایک فصلین ہین

فصل بیان مین وجوب زکوۃ وغیرہ کے

حدیث ابن عمر مین منجلہ بنائے پنجگانہ اسلام کے ذکر زکوۃ دینے کا بہی آیا ہے رواہ الشیخان یہ حدیث دلیل ہے اِس بات پر کہ جیسے فرضیت شہادتین و نماز و روزہ و حج کی ہے ایسی ہی فرضیت زکوۃ کی بہی ہے اور جو حکم تارک نماز و روزہ و حج کا عمداً ہے وہی حکم تارک زکوۃ کا بہی ہے حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے اکفلوا لی بستٍ اکفل لکم بالجنۃ الصلوۃ والزکوۃ والامانۃ والفرج والبطن واللسان رواہ الطبرانی یعنی تم میرے لئے ان چہہ چیزون کے ذمہ دار ہو مین تمہارے لئے جنت کا ذمہ دار ہوتا ہون نماز زکوۃ امانت شرمگاہ شکم زبان مطلب یہ ہے کہ ان اعضا کے گناہون سے بچو کہ یہ مہلک ہوتے ہین اور نماز و زکوۃ بجا لاؤ گویا ذکر منجیات و مہلکات دونون کا فرمایا اور اوسپر ضمانت بہشت کی دی ابو ہریرہ کہتے ہین ایک اعرابی نے کہا ای رسول خدا مجہے ایسا کام بتاؤ کہ مین جنت مین جا ملون فرمایا عبادت کر اللہ کی بے شرک نماز فرض قائم رکہہ زکوۃ فرض دے روزہ رمضان کا رکہہ اوسنے کہا واللہ مین نہ اسپر کچہہ زیادہ کرون نہ اس سے کچہہ کم جب وہ پشت پہیر کر چلا تو فرمایا من سرہ ان ینظر الی رجل من اھل الجنۃ فلینظر الی

هذا رواه البخاری ومسلم یعنی جسکا جی بہشتی آدمی کے دیکھنے کو چاہے تو وہ اس شخص
کو دیکھے بہشتی ہے دوسری حدیث طویل ابوہریرہ مین فرمایا ہے کہ جو سونے چاندی والا حق
زرو سیم ادا نہین کرتا ہے قیامت کے دن آگ کی تختیان بناکر اوس سے اوسکے پہلو و پیشانی
و پشت کو داغ دینگے جب وہ ٹھنڈی ہو جائینگی تو پھر گرم کر لینگے پچاس ہزار سال تک کے دن
مین یہی ہوا کریگا یہانتک کہ بندون کا فیصلہ ہو پھر وہ اپنا رستہ طرف جنت یا نار کے لے سیگا
حق مین شتر و گاؤ و گوسفند والون کے فرمایا ہے کہ یہ جانور اوسکو اپنے پاؤن سے پامال کرینگے
تا آخر رواہ الشیخان ابن مسعود کا لفظ مرفوع یہ ہے جو شخص اپنے مال کی زکوۃ نہین دیتا ہے
وہ مال دن قیامت کے ایک گنجا سانپ بنکر اوسکے گلے کا ہار ہوگا اسکا مصداق اللہ کی کتاب
مین ہے ولا یحسبن الذین یبخلون بما آتاھم اللہ من فضلہ الآیہ رواہ ابن ماجۃ
حدیث ابوہریرہ مین منجملہ اون تین شخصون کے جو سب سے پہلے داخل نار ہونگے ایک اوس شخص
کو ذکر کیا ہے جو اپنے مال مین سے اللہ کا حق ادا نہین کرتا ہے رواہ ابن خزیمۃ ابن مسعود
نے کہا امرنا باقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ ومن لم یزک فلا صلوۃ لہ رواہ الطبرانی
وفی روایۃ من اقام الصلوۃ ولم یؤت الزکوۃ فلیس بمسلم ینفعہ علمہ
یعنی تارک زکوۃ کی نماز قبول نہین ہوتی اور نہ وہ مسلمان ہے اور نہ اوسکو علم نفع دے عمارۃ
بن حزم کا لفظ مرفوعًا یہ ہے اربع فرضھن اللہ فی الاسلام فمن جاء بثلث لم یغنین
عنہ شیئًا حتی یاتی بھن جمیعا الصلوۃ والزکوۃ وصوم رمضان وحج البیت
رواہ احمد یعنی جبتک یہ چارون کام نکریگا تب تک تین کام کا کرنا کچھ بکار آمد نہین
ہوگا اللہ نے قرآن مین نماز و زکوۃ کو ملا کر بہت جگہہ ذکر کیا ہے جیسے اقیموا الصلوۃ و
اتوا الزکوۃ اور فرمایا ویقیموا الصلوۃ ویؤتوا الزکوۃ وذلک دین القیمہ ایک شخص
نجدی نے حضرت سے سوال اسلام کا کیا تھا اوسکے جواب مین ذکر نماز پنجگانہ و صوم رمضان و زکوۃ
کا کیا اوسنے کہا اسکے سوا مجھپر کچھ اور بھی فرض ہے فرمایا لا الا ان تطوع اوس نے کہا

واللہ لا ازید علی ھذا ولا انقص فرمایا افلح الرجل ان صدق متفق علیہ من حدیث
طلحۃ بن عبید اللہ ابن عباس کہتے ہین جب معاذ کو طرف یمن کے بھیجا تہا فرمایا اعلمہم
ان اللہ قد افترض علیہم صدقۃ توخذ من اغنیائہم وترد علی فقرائہم متفق علیہ
حدیث ابوہریرہ مین آیا ہے کہ ابوبکر صدیق نے کہا تھا واللہ لاقاتلن من فرق بین
الصلوٰۃ والزکوٰۃ فان الزکوٰۃ حق المال الحدیث متفق علیہ غرضکہ زکوٰۃ
ایک فرض ہے فرائض دین سے اور ایک رکن ہے ارکان اسلام سے اور ایک ضروری
ہے ضروریات شرع سے لکن اوسی مال مین واجب ہے جسمین کہ شارع نے واجب کی
وہ ایجاب شارع بیان ہے اس آیت کا خذ من اموالھم صدقۃ و آتوا الزکوٰۃ
جس طرح کہ بیان اقیموا الصلوٰۃ کا کیا ہے اہل علم نے اسجگہ بہت توسیع کی اور ایسے
اموال پر زکوٰۃ کو واجب کہا ہے جنپر اللہ و رسول نے زکوٰۃ واجب نہین کی بلکہ بعض اموال
مین حضرت نے عدم وجوب کی صراحت فرمادی ہے جیسے یہ کہ گھوڑے اور غلام پر صدقہ
نہین ہے صحابہ اموال وجواہر وتجارات وخضراوات رکہتے تھے حضرتؐ نے اونسے نہین
کہا کہ تم ان چیزون کی زکوٰۃ دو اور نہ مطالبہ کیا اگر اون اموال مین زکوٰۃ واجب
ہوتی تو ضرور بیان فرماتے

فصل

زکوٰۃ مالک مال پر جب واجب ہوتی ہے کہ وہ مکلف ہو اسی لئے صبی ومجنون پر واجب نہین
ہے اور نہ انکی اولیا پر اخراج زکوٰۃ کا انکے مال سے واجب ہے آیت قرآنی اسی پر دلیل ہے
خذ من اموالھم صدقۃ تطہرھم وتزکیھم بھا تطہیر وتزکیہ صبی ومجنون کے کچھہ معنی
نہین ہین بلکہ اموال عباد کے حرام ہین بنص کتاب وسنت حلال نہین ہوتے ہین مگر تراضی
وطیبت نفس سے یا ورود شرع سے جیسے زکوٰۃ دیت ارش شفعہ ونحوہا یہ مسئلہ اگرچہ

خلاف رائے اہل فقہ مصطلح ہے لیکن حق یہی ہے جو اسجگہ لکھا گیا واللہ اعلم انواع زکوٰۃ چھ ہین ایک زکوٰۃ چوپایہ جیسے شتر وگاؤ وگوسفند رہا اسپ وخر ودیگر حیوانات انمین زکوٰۃ نہین ہے اسکی تفصیل اسجگہ ضرورت نہین دوسری قسم زکوٰۃ کی عشرات ہین کہ عشر پیداوار لیا جائے جیسے گندم جو خرما وغیرہ تیسری زکوٰۃ زر وسیم چوتھی زکوٰۃ مال تجارت لیکن یہ ثابت نہین ہے اگرچہ فقہا نے واجب کہا ہے پانچوین زکوٰۃ فطر چھٹی زکوٰۃ رکاز یعنی دفین جاہلیت اسمین ایک خمس واجب ہے بلا اعتبار حولان حول ونصاب **ف** سونے چاندی پر جب ایک سال پورا گزر جائے تو اوس پر ربع عشر واجب آتا ہے نصاب سونے کے بیس دینار اور نصاب چاندی کے دوسو درہم ہین اس مقدار سے کم پر زکوٰۃ واجب نہین ہے زیور کی زکوٰۃ مین احادیث متعارضہ آئی ہین اطلاق کنز کا زیور پر بعید ہے اگرچہ معنی کنز کے حاصل ہین اور نکلنا اختلاف سے احوط ہے ہر سال زیور کا وزن کرکے ربع عشر لگا دیا جائے اگر وزن بست دینار و دو صد درہم سے کم ہو تو پھر اوس پر کچھ زکوٰۃ نہین ہے اسی طرح موتی و مشک و عنبر پر زکوٰۃ نہین ہے اور نہ اموال تجارت پر کیونکہ کوئی دلیل اوسکے وجوب پر قائم نہین اور جو استدلال قائلین وجوب کا مال تجارت پر ہے وہ مخدوش ہے قابل حجت کے نہین ہے بلکہ یہی حدیث ابوہریرہ رفعاً لیس علی المسلم صدقۃ فی عبدہ ولا فرسہ جو صحیح مین آئی ہے ظاہر اسکا عدم وجوب زکوٰۃ ہے جمیع احوال مین کیونکہ سوداگری گھوڑے اور غلام کی مروج ہے اور یہ کہنا ابن منذر کا کہ زکوٰۃ تجارت پر اجماع ہے صحیح نہین ہے سب سے پہلے مخالفت اس اجماع کی تو ظاہریہ ہی نے کی ہے اور یہ ایک بڑا گروہ ذی علم اہل اسلام کا ہے اس گروہ مین بڑے بڑے عالم باللہ وعارف باللہ گزرے ہین جیسے داؤد و ابن حزم و شیخ محی الدین بن عربی وغیرہم رضی اللہ عنہم اسی طرح پر مستغلات مین زکوٰۃ نہین ہے جیسے گھر اور جانور کرایہ کے کیونکہ دلیل وجوب کی موجود نہین ہے اور حدیث مذکور اسکو بھی شامل ہوسکتی ہے اگرچہ حاجت استدلال کی اس جگہ نہین ہے کیونکہ قیام بمقام منع کافی ہے **ف** گندم وجو و ذرہ وتمر و زبیب مین عشر

پیداوار واجب ہے اور چاہئے بین نصف عشر حدیث جابر مین فرمایا ہے کہ جسکو نہر و باران نے
پانی دیا اوسمین دسوان حصہ ہے اور جسکو بیلون سے سینچا اوسمین نصف عشر ہے رواہ احمد
ومسلم والنسائی ابوداود نے لفظ عثریہ بھی زیادہ کیا ہے نصاب اسکے پانچ وسق ہین اس سے
کم مقدار مین زکوٰۃ نہین آتی ہے ابن ماجہ واحمد کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ وسق ساٹھہ صاع کا
ہوتا ہے ابوداود کا لفظ یہ ہے کہ ساٹھہ مختوم کو وسق کہتے ہین مین کہتا ہون کہ صاع چار
مد کا ہوتا ہے مد بحساب آثار انگریزی جو فی الحال رائج ہے نیم پاؤ کم ایک سیر ہوتا ہے اس
مقدار پر ساٹھہ صاع کی بحساب فی صاع سہ نیم آثار دو صد وده آثار ہوئے یہ ایک وسق کا
وزن ہے پانچ وسق کا وزن یکہزار و پنجاہ آثار ہوا حجۃ اللہ البالغہ مین کہا ہے کہ دانہ و تمر
مین اندازہ پنج وسق کا اسلیے مقرر کیا ہے کہ اسقدر غلہ ایک گھر والے کو ایک سال تک
کفایت کرتا ہے کیونکہ اقل بیت ایک میان ایک بی بی تیسرا خادم یا بچہ ہوتا ہے اور
غالب قوت انسان کا ایک رطل یا ایک مد طعام ہوتا ہے سو جب ہر واحد انمین کا اس قدر
کھائیگا تو اونکے لیے ایک سال کو یہ مقدار کفایت کریگا اور کچھہ واسطے سالن وغیرہ حوائج
کے بچ جائیگا ان پانچ چیزون کے سوا جو اور چیزین ہین جیسے ساگ بھاجی وغیرہ اونپر کچھہ
زکوٰۃ نہین ہے سفر السعادۃ مین کہا ہے حضرت کی عادت نہ تھی کہ گھوڑے وغلام وخچر
خربزہ وفواکہ سے جو کہ وزن مین نہین آتے ہین اور اونکو ذخیرہ نہین کیا جاتا ہے زکوٰۃ
لین مگر رطب وعنب کہ انکی زکوٰۃ لیتے اور خشک وتر مین کچھہ فرق نکرتے انتہی لیکن
عسل مین ایک عشر لینا بدلیل حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ واجب ہے رواہ
ابن ماجہ پھر زکوٰۃ مین شتابی کرنا جائز ہے چاہے ایک دو سال کی زکوٰۃ پیشگی دیدے
امام پر واجب ہے کہ ہر جگہہ کے تونگرون سے مال زکوٰۃ لیکر اوسی جگہہ کے فقیرون کو دے
دلیل اسکی حدیث معاذ ہے جو اوپر گذر چکی دوسری دلیل حدیث ابی جحیفہ ہے کہ ہمارے یہان
صدقہ لیکر حضرت کا آیا ہمارے اغنیاء سے لیکر ہمارے فقراء کو دیگیا مین ایک یتیم بچہ تھا

مجکو بہی ایک شتر دیا اخرجہ الترمذی وحسنہ تیسری دلیل حدیث عمران بن حصین کی ہے اونکو صدقہ پر عامل کیا تہا وہ جب پہر کر آئے کہا مال کہان ہے کہا کیا مجھے مال کے لئے بہیجا تہا ہم جہان سے عہد حضرت صلعم مین لیکر جہان خرچ کرتے تہے وہان سے لیکر اب بہی ہمنے وہین رکہا اخرجہ ابوداؤد وابن ماجۃ اس سے معلوم ہوا کہ ایک ملک وشہر کی زکوۃ دوسرے ملک وشہر مین نہ بہیجے جس جگہہ کا مال ہے اوسی جگہہ کے اہل فقر پر تقسیم کرے یہی مذہب ہے حنفیہ کا بہی لکن بعض نے کہا ہے کہ جب اسجگہہ کے مصرف سے فاضل ہو تو پہر اور جگہہ صرف کرنا جائز ہے واللہ اعلم پہر مالک مال نے زکوۃ سلطان کو دیدی گو وہ ستمگار تہا تو ذمہ مزکی کا پاک ہوگیا احادیث صحیحہ اسی پر دلیل ہین جمہور کا مذہب بہی یہی ہے کہ دینا زکوۃ کا بادشاہ کو یا اوسکے حکم سے اوسکے نائب کو کفایت کرتا ہے گو سلطان اوس مال کو غیر مصرف مین صرف کرے اور خواہ عادل ہو یا جائر **ف** زکوۃ دینے مین پانچ امر کا لحاظ کرنا چاہئے ایک یہ کہ نیت زکوۃ فرض کی کرے اور اگر کسی کو وکیل کرے تو وقت وکیل مقرر کرنیکے نیت کرلے یا وکیل کو اجازت دے کہ وہ وقت دینے کے نیت کرلے دوسرے یہ کہ جب سال تمام ہوجائے تو زکوۃ نکالنے مین جلد ہی کرے بلے عذر تاخیر کرنا ٹہیک نہین ہے زکوۃ فطر کو عید کے دن سے تاخیر نکرے اور رمضان مین تعجیل کرنا درست ہے نہ رمضان سے پہلے اور تعجیل مال کی سارے سال مین روا ہے اگر لینے والا درویش ہو تیسرے یہ کہ زکوۃ ہر جنس کی اوسی جنس سے دے اگر زر عوض سیم کے اور گندم عوض جو کے یا اور کوئی مال بقدر قیمت کے دیگا تو مذہب امام شافعی رح مین روا نہوگا چوتہے یہ کہ صدقہ اوس جگہہ پر دے جہان مال موجود ہو کیونکہ وہان کے درویش مال پہ آنکہہ لگائے ہوتے ہین اور اگر دوسرے شہر مین دے تو بہی زکوۃ ادا ہوجاتی ہے پانچوین یہ کہ زکوۃ کو آٹہہ قسم پر تقسیم کرے جسقدر کہ میسر آوین چنانچہ ہر قسم مین سے تین شخص سے کم نہون اور سب چوبیس نفر ہون اگر ایک درہم زکوۃ ہو تو مذہب امام شافعی مین واجب ہے کہ ان سب کو

اور آٹھہ قسم پر قسمت کرے پھر اوسکو تین شخص یا زیادہ مین جسطرح چاہے بانٹ دے گو سب کا حصہ برابر نہو اسکے بعد غزالی نے کہا ہے کہ اس زمانے مین تین قسم کے لوگ کم تر میسر آتے ہین ایک غازی دوسرے مؤلفہ تیسرے عامل زکوٰۃ ہان فقیر و مسکین و مکاتب و ابن السبیل و قرضدار ملتے ہین انمین سے ہر کسی کو زکوٰۃ پندرہ آدمی سے کم کو نہ دے مذہب شافعی کا اس مسئلہ مین مشکل ہے یعنی یہ کہ بدل نکرے دوسرے یہ کہ سب کو دے اکثر لوگ اس زمانے مین بابت ان دو مسئلون کے مذہب امام ابوحنیفہ کو اختیار کرتے ہین ہمکو امید ہے کہ ماخوذ نہون انتہٰی

فصل

مصرف زکوٰۃ آٹھہ گروہ ہین بموجب نص قرآن انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیھا والمؤلفۃ قلوبھم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل فریضۃ من اللہ واللہ علیم حکیم ابن کثیر نے اپنی تفسیر مین کہا ہے کہ قسمت زکوٰۃ کا خود اللہ تعالیٰ متولی ہوا ہے اوسنے کسی اور کو اوسمین اختیار نہین دیا آٹھہ جز مصرف کے مقرر فرمائے حدیث زیاد بن حارث صدائی مین آیا ہے کہ ایک مرد نے حضرت سے کہا مجھے صدقہ دو فرمایا ان اللہ لم یرض بحکم نبی ولا غیرہ فی الصدقات حتی حکم فیھا ھو فجزأھا ثمانیۃ اصناف فان کنت من تلک الاجزاء اعطیتک رواہ ابوداؤد علماء کا اختلاف ہے کہ ان سب اجزاء کا استیعاب کرنا چاہیے یا جو ممکن ہو ایک قول یہ ہے کہ سب کو دینا چاہیے کوئی جزء باقی نرہے شافعی اور ایک جماعت اسی کی قائل ہے دوسرا قول یہ ہے کہ استیعاب کچھہ واجب نہین ہے بلکہ ایک قسم کو بھی دینا جائز ہے بلکہ اگر باقی اقسام موجود بھی ہین اور ایک ہی قسم کو دیا تو بھی درست ہے مالک اور ایک جماعت سلف وخلف اسیکی قائل ہے عمر و حذیفہ وابن عباس وابوالعالیہ وسعید بن جبیر

ومیمون بن مہران کا قول بھی یہی ہے ابن جریر نے کہا وھو قول عامة اھل العلم
اس بنا پر ذکر اصناف ہشتگانہ کا اسجگہ واسطے بیان مصرف کے ہے نہ واسطے وجوب
استیعاب کے دلوجوہ الحجاج والمواخذۃ مکان غیر ھذا واللہ اعلم بعد اللہ نے
فقرا کو بقیہ انواع پر اسلئے مقدم کیا کہ یہ لوگ بہ نسبت غیر کے زیادہ تر محتاج ہوتے ہین
بسبب شدت فقر وفاقہ وحاجت کے بحسب شہرت ابوحنیفہ رح کے نزدیک مسکین فقیر سے
بھی بدتر حال والا ہے وھو کما قال احمد عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے فقیر وہ
نہین ہے کہ جسکے پاس مال نہین ہے فقیر وہ ہے جو اخلق کسب ہو ابن علیہ نے کہا
اخلق محارب کو کہتے ہین نزدیک ہمارے لکن جمہور بر خلاف اسکے ہین ابن عباس مجاہد
وحسن بصری وابن زید سے مروی ہے اور اسی کو ابن جریر اور غیر واحد نے اختیار کیا ہے
کہ فقیر وہ ہے جو پارسا ہو لوگون سے کچھ نہ مانگے اور مسکین وہ ہے جو سوال کرے طواف
کرے لوگون کے پیچھے لگے قتادہ نے کہا فقیر وہ ہے جو دکھیا ہو مسکین وہ ہے جو
تندرست ہو ابراہیم نے کہا مراد اسجگہ فقراء مہاجرین ہین سفیان ثوری نے کہا یعنے
اعراب کو زکوۃ مین سے کچھ نہ دیا جائے سعید بن جبیر وسعید بن عبدالرحمن سے بھی ایسا ہی
مروی ہے عکرمہ نے کہا تم فقراء مسلمین کو مساکین نہ کہو مساکین تو اہل کتاب ہین انتہے
کلام ابن کثیر رح **ف** غزالی نے کیمیاء سعادت مین کہا ہے کہ پہلی قسم فقیر ہے فقیر وہ ہے
جو کچھ چیز نہ رکھتا ہو اور کچھ کسب نکرتا ہو اگر ایک دن کا قوت اور بدن پر کپڑا رکھتا ہے
تو وہ فقیر نہین ہے ہان اگر آدھے دن کا قوت رکھتا ہے اور اوسکے پاس پیرہن بے دستار
یا دستار بے پیرہن ہو تو وہ درویش ہے اور اگر آلہ سے کسب کرسکتا ہے اور کوئی آلہ نہین ہے
تب بھی وہ درویش ہے اور اگر طالب علم ہے اور کسب مین مشغول ہونیسے علم سے باز رہتا ہے
تو بھی درویش ہے سو ایسی درویشی والے کم ملتے ہین مگر اطفال اسکی تدبیر یہ ہے کہ
ایسا درویش ڈہونڈے جو عیال دار ہو فقیر کو حصہ اون اطفال کا سپرد کردے دوسری

نوع مسکین ہے سو جسکا خرچ مسم دخل سے زیادہ ہو گو وہ خانہ وجامہ رکہتا ہو تو وہ مسکین ہے
لکن جو کہ کفایت یک سالہ نہین رکہتا ہے اور کمائی اوسکو وفا نہین کرتی تو جائز ہے کہ اوسکو
اتنا دین کہ ایک سال کو لبس ہو اور اگر فرش وخشور خانہ رکہتا ہے اور کتاب بہی رکہتا ہے
لکن اوسکی طرف محتاج ہے تو بہی مسکین ہے اور اگرچہ حاجت سے زیادہ رکہتا ہے تو پہر
مسکین نہین ہے تیسری نوع وہ لوگ ہین جو زکوٰۃ کو جمع کرتے ہین اور مستحقین کو پہچانے
ہین انکی مزدوری اسی مال زکوٰۃ سے دیوے نوع چوتہی مؤلفۃ القلوب ہین اگر ایک محتشم
مسلمان ہوجائے تو اوسکو اسلئے مال دین کہ اورون کو بہی رغبت اسلام مین ہو نوع پنجم
مکاتب ہے کہ کسی کا غلام ہو اپنی جان کو آقا سے کسی قدر مال کما کر دینے پر خرید لے اور قسط
مقرر کرے چہٹی نوع وہ شخص ہے کہ قرضدار ہو لکن یہ قرض بابت کسی معصیت کے نہ کیا ہو
خواہ درویش ہو یا تونگر بلکہ وہ قرض کسی مصلحت کے لئے کیا ہو کہ فتنہ دب جائے ساتوین
نوع غازی ہین کہ انکی کچہہ تنخواہ کچہری سے مقرر نہو اگرچہ تونگر ہون راہ کا ساز وبرگ
انکو مال زکوٰۃ سے دیا جائے آٹہوین قسم مسافر ہے جسکے پاس زاد راہ نہین ہے یا اپنے
شہر سے سفر کو جاتا ہے اوسکو بقدر زاد وکرایہ کے زکوٰۃ مین سے دین **ف** جو شخص
کہے کہ مین درویش یا مسکین ہون اوسکی بات قبول کرنا درست ہے تا جبکہ یہ معلوم نہو کہ
وہ جہوٹ کہتا ہے لکن مسافر وغازی اگر سفر وغزا کو نہ جائین تو زکوٰۃ کو اونسے واپس کر
رکہے باقی اقسام شش گانہ اونکا مستحق ہونا معتمد لوگون کے کہنے سے معلوم ہو سکتا ہے
انتہی کلام الغزالی رحمہ **ف** مسوی شرح موطا مین کہا ہے فقیر نزدیک ابو حنیفہ رحمہ کے
وہ شخص ہے جو نصاب سے کم رکہتا ہے یا بقدر نصاب کے لکن وہ نصاب بڑہتی نہین ہے
حاجت مین مستغرق ہے مسکین وہ شخص ہے جو کچہہ بہی نہین رکہتا محتاج سوال کا واسطے
قوت کے یا بدن چہپانے کے ہے اور عامل کو بقدر اوسکے عمل کے دین خواہ فقیر ہو یا غنی
اہل علم اسی پر ہین مؤلفۃ القلوب دو طرح پر ہین ایک وہ جو مسلمان ہوگئے اور انکی نیت

ضعیف ہے دوسرے وہ جنکو کوئی شرف حاصل ہے اونکے دینے مین توقع ہے اسلام غیر کی
ابوحنیفہ نے کہا سہم انکا بسبب غلبۂ اسلام کے ساقط ہے رقاب سے مراد مکاتب ہین
نزدیک شافعیہ و حنفیہ کے غلام نزدیک ابوحنیفہ کے وہ ہے جسپر قرض ہے اور مالک نصاب کا
فاضل دین سے نہین ہے یا اوسکا مال لوگون پر ہے لیکن لے نہین سکتا ہے سبیل اللہ
سے مراد غازی ہین جنکے لئے فیئ نہین ہے ابوحنیفہ کے نزدیک انکا فقر شرط ہے اور
شافعی کے نزدیک باوجود غنا کے بھی اونکو دیا جا سکتا ہے ابن السبیل سے مراد غریب
منقطع عن المال ہے نزدیک ابوحنیفہ کے یا وہ جو سفر کو جانا چاہتا ہے یا سفر مین ہے
نزدیک شافعیہ کے پھر ان اقسام ہشتگانہ مین اسلام کا ہونا شرط ہے نزدیک اہل علم کے
اور نزدیک شافعی کے استیعاب انواع ہشتگانہ کا واجب ہے اگر عامل ہو ورنہ ہفت
قسم کا اور برابری کرنا درمیان اصناف کے نہ درمیان آحاد کے واجب ہے اور ابوحنیفہ
کے نزدیک صنف واحد و شخص واحد مین صرف کرنا بھی جائز ہے مالک نے کہا امر نزدیک
ہمارے تقسیم صدقات مین یہ ہے کہ یہ تقسیم نہو مگر بوجہ اجتہاد طرف سے والی کے جونسے
صنف مین حاجت و عدد ہو اوسی کو والی اپنی رای کے موافق اختیار کرے اور قریب ہے
کہ بعد ایک سال دو سال کے یا سالہا سال کے پھر وہ ایک صنف سے طرف دوسرے
صنف کے نقل کرے وعلی ہذا ادرکت من ارضی من اہل العلم انتہی شوکانی
نے فرمایا ہے کہ ائمہ تفسیر و حدیث و فقہ و کلام نے اصناف ہشتگانہ پر اور جو کچھ ہر صنف مین
معتبر ہے کلام طویل کیا ہے حق یہ ہے کہ معتبر صادق آنا وصف کا ہے شرعاً یا لغۃً سو جسپر
یہ بات صادق آئے کہ وہ فقیر ہے وہ مصرف ہے زکوۃ کا اسی طرح حال سائر اوصاف کا
ہے اور جب واسطے وصف کے کوئی حقیقت شرعیہ نہو تو پھر رجوع کرنا طرف مدلول لغت کے
اور تفسیر کرنا اوسکا بطور لغت کے واجب ہے سو جو شروط و اعتبارات اہل علم نے ذکر کیے
ہین اگر وہ مدلول وصف مین لغۃً یا شرعاً داخل ہین یا کوئی دلیل اوسپر دلالت کرتی ہے

تو وہ لائق اعتبار کے ہین ورنہ کسی ایک بات کا بھی اعتبار نہین ہے انتہیٰ ف مین کہتا ہون
یہ بات اون احادیث سے ثابت ہو سکتی ہے جو کہ متعلق انواع ہشتگانہ ہین اسلئے پہلے
اونکو ذکر کیا جاتا ہے پھر لغت سے معنی ہر ایک لفظ کے لکھے جائینگے ایک نوع فقرا ہین ابن عمر
نے رفعاً کہا ہے لا تحل الصدقة لغنی ولا لذی مرة سوی رواہ احمد و
ابوداؤد والترمذی ولاحمد ایضا والنسائی وابن ماجة عن ابی ہریرۃ
مثلہ عبید اللہ بن عدی کہتے ہین کہ دو آدمیون نے اونسے کہا کہ ہم پاس حضرت کے صدقہ
کا سوال کرنے گئے تھے حضرت نے ہمکو نظر غور سے دیکھا اور تنومند پایا فرمایا ان شئتما
اعطیتکما ولا حظ فیہا لغنی ولا لقوی مکتسب رواہ احمد وابوداؤد
والنسائی باسناد جید قوی دوسری صنف مساکین ہین اس باب مین حدیث
ابوہریرہ رفعاً یون آئی ہے لیس المسکین بھذا الطواف الذی یطوف علی الناس
فتردہ اللقمة واللقمتان والتمرة والتمرتان قالوا فما المسکین یا رسول اللہ
قال الذی لا یجد غنی یغنیہ ولا یفطن لہ فتیصدق علیہ ولا یسأل
الناس شیئا رواہ الشیخان صنف سوم عاملین ہین جو مال زکوٰۃ او گھاتے ہین
وہ اس مال سے مستحق ایک قسط کے ہین لکن یہ جائز نہین ہے کہ وہ اقربا رسولخدا صلعم
سے ہون کہ جنپر صدقہ حرام ہے کیونکہ صحیح مین آیا ہے کہ عبد المطلب بن ربیعہ بن الحارث
اور فضل بن عباس نے حضرت کے پاس جاکر سوال کیا تھا کہ ہمکو عامل صدقہ مقرر کرو
فرمایا ان الصدقة لا تحل لمحمد ولا لآل محمد انما ھی اوساخ الناس صنف
چہارم مؤلفة القلوب ہین یہ کئی قسم ہین ایک وہ جنکو اسلئے دیا جاتا ہے کہ اسلام لاوین
جسطرح حضرت نے صفوان بن امیہ کو غنائم حنین سے دیا تھا حالانکہ وہ حنین مین بحالت
شرک حاضر ہوئے تھے صفوان کہتے ہین فلم یزل یعطینی حتی صار احب الناس
الی بعد ان کان ابغض الناس الی رواہ احمد ومسلم والترمذی دوسرے

وہ جنکو اسلئے دیا جاتا ہے کہ وہ پکے مسلمان ہو جاوین اونکے دل مسلمانی پر ثابت رہین جسطرح کہ حضرت نے دن حنین کے ایک جماعت صنادید طلقا روا شراف کو سو سو اونٹ عطا کئے تھے اور فرمایا تھا انی لاعطی الرجل وغیرہ احب الی منہ خشیتہ ان یکبہ اللہ علی وجہہ فی نار جہنم صحیحین مین ابو سعید سے آیا ہے کہ علی بن ابیطالب نے کچھہ کچا سونا مع خاک کے یمن سے پاس حضرت کے بہیجا تھا حضرت نے چار شخصون مین تقسیم کر دیا اقرع بن حابس عیینہ بن بدر علقمہ بن علاثہ زید الخیر اور فرمایا اتالفہم یعنی مین انکی تالیف کرتا ہون تیسرے وہ جنکو اس لئے دیا جاتا ہے کہ اونکے نظراء یعنی ہمسر اسلام لے آئین چوتھے وہ جنکو اسلئے دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے پاس کے لوگون سے صدقہ اوگہا کر لائین یا حوزۂ مسلمین سے اطراف بلاد کا ضرر دور کرین اسکی تفصیل کتب فروع مین ہے رہی یہ بات کہ بعد حضرت کے اب بھی مولفہ کو دیا جائے یا نہین اسمین خلاف ہے عمر و عامر شعبی اور ایک جماعت نے کہا ہے کہ اب بعد حضرت کے ندیا جاے اسلئے کہ اللہ نے اسلام اور اہل اسلام کو عزت بخشی بلاد مین متمکن کر دیا اور رقاب عباد کو اونکے لئے ذلیل فرما دیا دوسرون نے کہا نہین بلکہ دینا چاہئے اسلئے کہ حضرت نے بعد فتح مکہ اور شکست ہوازن کے دیا تھا اور یہ ایک امر محتاج الیہ ہے انہین صرف کرنا چاہئے صنف پنجم رقاب ہین حسن بصری و مقاتل بن حیان و عمر بن عبد العزیز و سعید بن جبیر و نخعی و زہری و ابن زید نے کہا مراد اس سے مکاتبین ہین ابو موسی اشعری سے بھی اسکی لگ بھگ روایت ہے یہی قول ہے شافعی ولیث کا ابن عباس و حسن نے کہا آزاد کرنا گردن کا زکوۃ سے لا باس بہ ہے یہی مذہب ہے احمد و مالک و اسحق کا یعنی لفظ رقاب عام ہے اس سے کہ مکاتب کو دے یا کوئی بردہ خرید کرکے آزاد کر دے ثواب مین اعتاق و فک رقبہ کی بہت سی احادیث آئی ہین اور حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے ثلاثۃ حق علی اللہ عونہم الغازی فی سبیل اللہ والمکاتب والمدین یرید الاداء

رواہ احمد واھل السنن الا ابا داؤد صنف ششم غازمین ہین یہ کئی قسم ہین ایک وہ جو شخص حمالہ یا ضامن قرض ہے اور وہ قرض اسکے گلے لگا ہے اور یہ مال کی طرف سے تنگدست ہو گیا ہے یا اوار قرض مین قرضدار ہو گیا ہے یا کسی معصیت مین لیکن پہر اوس سے توبہ کرلی ہے تو ایسون کو مال زکوٰۃ مین سے دینا چاہیے اصل اس باب مین حدیث قبیصہ بن مخارق ہلالی ہے کہا مجہپر حمالہ تہا مینے حضرت سے سوال کیا فرمایا صدقہ آنے تک ٹہیر پہر ہم تجکو دلادینگے پہر فرمایا یا قبیصۃ ان المسئلۃ لا تحل الا لاحد ثلاثۃ رجل تحمل حمالۃ فحلت لہ المسئلۃ حتی یصیبھا ثم یمسک ورجل اصابتہ جائحۃ اجتاحت مالہ فحلت لہ المسئلۃ حتی یصیب قواما من عیش او قال سداد من عیش ورجل اصابتہ فاقۃ حتی یقوم ثلاثۃ من ذوی الحجا من قومہ فیقولون لقد اصابت فلانا فاقۃ فحلت لہ المسئلۃ حتی یصیب قواما من عیش او قال سدادا من عیش فما سواھن من المسئلۃ سحت یا کلھا صاحبہا سحتا رواہ مسلم صنف ہفتم سبیل اللہ ہے انمین ایک تو غازی ہین جنکا کچھہ حق دیوان مین نہین ہے اور نزدیک امام احمد وحسن واسحق کے حج بہی بدلیل حدیث داخل سبیل اللہ ہے لیکن یہ لفظ اپنے عموم سے شامل جملہ وجوہ خیرات ومحاسن اسلام ہو سکتی ہے اگرچہ تصریح اوسکی کسی جگہہ نہین دیکہی خصوصاً ایسے حال مین کہ اکثر اصناف میسر نہین آتے یا زکوٰۃ اونکو دیکر کچھہ مال زکاۃ کا فاضل بچتا ہے اس لفظ کی تحقیق کے لئے طرف تفاسیر کتاب اللہ کے رجوع کرنا ضرور ہے صنف ہشتم ابن السبیل ہے جو کہ مسافر راہگذر ہوتا ہے اور اوسکے پاس کچھہ نہین ہے جس سے کہ وہ اپنے سفر پر بدرسے اوسکو صدقات مین سے اتنا دینا چاہیے کہ وہ اپنے شہر کو پہنچ جائے اگرچہ دہان اوسکا مال ہو یہی حکم اوس شخص کا ہے جو اپنے شہر سے سفر کرنا چاہتا ہے اور اوسکے پاس کچھہ نہین ہے تو اوسکو بقدر آمد وشد کے مال زکوٰۃ مین سے دینا چاہیے دلیل اسپر ایک تو یہی آیت ہے دوسری دلیل حدیث

ابوسعید سے ہے کہ حضرت نے فرمایا لاتحل الصدقۃ لغنی الا لخمسۃ العامل علیہا او رجل اشتراہا بمالہ او غارم او غاز فی سبیل اللہ او مسکین تصدق علیہ منہا فاہدی لغنی رواہ ابوداؤد وابن ماجۃ دوسرا لفظ ابوسعید خدری کا مرفوعًا یون ہے لاتحل الصدقۃ لغنی الا فی سبیل اللہ وابن السبیل او جار فقیر فیہدی لک او یدعوک رواہ ابی داؤد ان احادیث مین تامل کر لیجیے اور اونکے الفاظ مین غور فرمائیے حقیقت شرعیہ ہر ایک نوع کی ان انواع ہشتگانہ سے ظاہر ہوتی ہے رہا بیان ان انواع کا از روی لغت کے سو صراح مین کہا ہے فقیر درویش کہ اندک چیزے دارد مسکین آنکہ ہیچ ندارد و یقال بخلافہ ایضًا پھر لفظ الف کے نیچے لکھا ہے تالیف سازواری دادن دو چیز را باہم ومنہ المولفۃ قلوبہم لفظ کتب کے تحت مین لکھا ہے مکاتبت بہای بندہ بردی بریدہ کردن مکاتب بندہ بہا برخود بریدہ لفظ غرم مین لکھا ہے غریم ہو الذی لہ الدین والذی علیہ الدین لفظ غزو مین کہا ہے غزو بادشمن دین جنگ کردن وہو غاز وہم غزاۃ لفظ سبیل مین کہا ہے سبیل راہ وابن السبیل روندہ وآیندہ انتہٰی ما فی الصراح **ف** بنی ہاشم اور اونکے موالی یعنی غلام وکنیز پر لینا زکوٰۃ کا حرام ہے بدلیل حدیث مرفوع ابوہریرہ انا لا ناکل الصدقۃ وفی لفظ انا لاتحل لنا الصدقۃ وہو فی الصحیحین وغیرہما ابورافع کا لفظ مرفوعًا یہ ہے ان الصدقۃ لاتحل لنا وان موالی القوم من انفسہم رواہ احمد وابوداؤد والنسائی والترمذی وصححہ ابن حبان ابن خزیمۃ وصححاہ ابن قدامہ نے کہا ہے لانعلم خلافا فی ان بنی ہاشم لایحل لہم الصدقۃ المفروضۃ انتہٰی اور ابن رسلان نے شرح سنن مین اسپر اجماع کو حکایت کیا ہے اسی طرح بنی ہاشم کا دینا زکوٰۃ فرض دوسری بنی ہاشم کو بھی منع ہے وہ آل جنپر صدقہ حرام ہے اونمین اختلاف ہے اظہر یہ ہے کہ مراد بنی ہاشم ہین اور حکم انکے موالی کا وہی حکم انکا ہے اور جو اغنیا روا قویا مکتسبین ہین اونپر بھی زکوٰۃ لینا حرام ہے اسکی دلیل گزر چکی حجۃ بالغہ مین کہا ہے وہ تونگری جو مانع ہے سوال سے مقدار اوس

ایک اوقیہ یا پچاس درہم ہین اور یہ بھی آیا ہے کہ جسکے پاس صبح وشام کا کھانا ہو وہ غنی ہے سو یہ حدیثین کچھہ متعارض نہین ہین اسلئے کہ مراتب آدمیون کے مدارج مختلفہ پر ہین اور ہر شخص ایک طرح کا کسب رکہتا ہے جسکو چھوڑ نہین سکتا حرفہ والا معذور ہے جبتک کہ آلات حرفہ پائے کشتکار معذور ہے جب تک کہ آلات زرع پائے تاجر معذور ہے جب تک کہ بضاعت ہاتھہ آئے اور جو جہاد پر ہو اوسکو صبح وشام کا رزق غنائم سے دیا جائیگا جس طرح کہ صحابہ کا حال تھا اسلئے ضابطہ اس جگہہ یہی پچاس درہم ہین اور جو شخص حمال یا حطاب ہے اور مثل انکے ہے اوسکے لئے ضابطہ وہی قوت صبح وشام کا ہے انتہے **ف** صدقہ فطر ایک صاع ہے قوت معتاد سے طرفسے ہر فرد کے عبد و حرّ و ذکر و انثی وصغیر وکبیر اس باب مین احادیث کثیرہ آئی ہین اور غلام کی طرفسے سیّد پر واجب ہے اور صغیر کی طرفسے منفق پر ونحوہ اور نماز عید سے پہلے دیدے اور جسکے پاس ایک رات دن کا قوت ہو نہ زیادہ اوسپر فطرہ نہین اور مصرف اس صدقہ کا وہی مصرف زکوٰۃ کا ہے اسلئے کہ حضرت نے اسکا نام زکوٰۃ رکہا ہے اور فرمایا ہے من اداها قبل الصلوٰۃ فهی زکوٰۃ مقبولۃ اور ابن عمر نے کہا ہے ان رسول اللہ صلعم امر بزکوٰۃ الفطر لکن فقیر کو مقدم کرے پھر جو بچے وہ سائر انواع مین صرف کرے مگر سفر السعادۃ مین کہا ہے حضرت یہ صدقہ خاص فقراء کو دیتے تھے اصناف ہشتگانہ پر تقسیم نہ فرماتے اور نہ اسکا حکم دیا ہے وبہ قال العلماء مع ذا صرف کرنا اسکا اقسام ہشتگانہ پر جائز ہے اور مساکین کو خاص کرے انتہے **ف** جس مال کی زکوٰۃ نہین دیجاتی ہے اوسکو کنز کہتے ہین اللہ تعالی نے فرمایا ہے والذین یکنزون الذهب والفضۃ ولا ینفقونها فی سبیل اللہ فبشرهم بعذاب الیم یوم یحمی علیها فی نار جهنم فتکوی بها جباههم وجنوبهم وظهورهم هذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون ابن عمر نے کہا ہے الکنز هو المال الذی لا تؤدی زکاتہ دوسرا لفظ انکا یہ ہے ما ادّی

زکاتہ فلیس بکنز وان کان تحت سبع ارضین وما کان ظاھرا لا تؤدی زکاتہ
فھو کنز اسی طرح ابن عباس وجابر وابو ہریرہ سے بھی موقوفا ومرفوعا مروی ہے عمر بن
خطاب نے بھی مانند اسکے کہا ہے کہ ایسا مال ادیت زکوتہ فلیس بکنز وان
کان مدفونا فی الارض وایسا مال لم تؤد زکاتہ فھو کنز یکوی بہ صاحبہ
ان کان علی وجہ الارض بخاری مین ابن عمر سے نقل کیا ہے کہ یہ حکم قبل نزول آیت
زکوۃ کے تھا جب آیت زکوۃ کی اوتری تو اللہ نے زکوۃ کو طہرت اموال ٹھیرایا عمر بن عبدالعزیز
وعراک بن مالک نے کہا ہے اس آیت کو قولہ تعالی خذ من اموالھم صدقۃ
نے منسوخ کردیا ابو امامہ نے کہا حلیہ سیوف منجملہ کنز کے ہے مین تمسے وہی بات
کہتا ہون جو مینے حضرت سے سنی ہے علی مرتضی نے فرمایا ہے اربعۃ آلاف فما
دونھا نفقۃ فما کان اکثر من ذلک فھو کنز ابن کثیر نے کہا ھذا غریب وقد جاء
فی مدح التقلل من الذھب والفضۃ وذم التکثر منھا احادیث کثیرۃ انتہی +

صفت زکوۃ

عادت حضرت کی زکوۃ وصدقات دینے مین مراعات فقرا کی مع مراعات اصحاب اموال کے
تھی دونون جانب کو اقصی غایت تک ملحوظ رکھتے زکوۃ کو تین طرحکے مال مین جنکا دوران
درمیان خلق کے اکثر رہتا ہے اور لوگون کو اوسکی حاجت ہوتی ہے واجب فرماتے
ایک کشت ومیوہ دوم بہیمۃ الانعام جیسے شتر وگاؤ وگوسفند سوم زر وسیم کہ قوام معاش
خلق کا اسی پر ہے زرع وثمار مین وقت درو کرنے اور پکنے کا مقرر رکھا اور یہ کمال
عدل ہے اور موافق ہر شخص کے سعی کی تحصیل مال مین اور اوسکی سہولت ومشقت
کی مقدار واجب مین تفاوت فرماتے او جو مال بے مشقت وتکلف ہاتھ آتا ہے جیسے
گنج اوسمین سال کا آنا معتبر نرکہا بلکہ جسوقت ہاتھ آئے تب ہی زکوۃ واجب دسے

وہ ایک خمس ہے اور جو مال مشقت و کلفت سے ہاتھ آتا ہے اوسمین ایک عشر واجب
کیا ہے جیسے پھل کہیتی کہ آب باران سے حاصل ہوا اور جو مال محتاج زیادہ تکلف کا ہو
جیسے دولابی و چاہی یا خریداری آب سے یا مانند اوسکے اوسمین نصف عشر رکہا ہے
غرضکہ ہر نوع مال مین مطابق مصلحت حال کے ایک نصاب مقرر فرمائی ہے نقرہ مین
دوسو درہم اور ذہب مین بیس مثقال اور غلات و ثمار مین آٹھہ سو من شرعی کہ پانچ
اونٹ کا بار شتران عربی سے ہوتا ہے اور گوسفند مین چالیس گاؤ مین تیس شتر مین
پانچ پہر جسکو اہل زکوۃ جانتے اوسکو زکوۃ دیتے اور اگر کوئی زکوۃ مانگتا اور اوسکا حال
معلوم نہوتا تو اوسکو بہی دیتے اگر معلوم ہو جاتا کہ وہ غنی ہے تو فرمادیتے کہ غنی کا حصہ
اس زکوۃ مین نہین ہے اور نہ اوس شخص کا حصہ ہے جو کمائی کر سکتا ہے عادت شریفہ
یہ تہی کہ جس شہر یا گاؤن کی زکوۃ ہوتی اوسی جگہہ کے فقراء پر صرف کرتے اگر کچہہ بچ
جاتا مدینہ مین پاس حضرت کے لاتے یہان کے فقیرون کو دیتے جب کوئی پاس آپکے
زکوۃ لاتا اوسکو دعا دیتے اللہم بارک فیہ دفی اہلہ کبہی کہتے اللہم صل علیہ اور
متصدق کو اس سے منع فرماتے کہ وہ مال اپنے صدقہ کا خرید کرے اور شتران صدقہ کو
اپنے دست مبارک سے داغ دیتے غالباً یہ داغ کان پر دیا جاتا تہا اور کبہی واسطے مصالح
مسلمین کے مال صدقہ پر قرض لیتے اور وقت ضرورت کے زکوۃ دو سالہ پیشگی طلب
فرماتے زکوۃ فطر کے لئے کوچہ و بازار مین منادی بہیجتے کہ سن لو زکوۃ فطر ہر مسلمان مرد
وزن و آزاد و بندہ و خرد و بزرگ پر واجب ہے دو مد گندم یا ایک صاع طعام نسائی مین
آیا ہے جب علی خلیفہ ہوئے کہا اللہ نے تمپر وسعت کی ہے تم بہی وسعت کرو ایک
صاع گندم وغیرہ دیا کرو عادت نبوی یہ تہی کہ زکوۃ فطر نماز عید سے پہلے دیتے اور فرماتے
من ادا ہا قبل الصلوۃ فہی صدقۃ من الصدقات ظاہر اس حدیث کا یہ ہے کہ
فطرہ بعد نماز کے کافی نہین ہوتا ہے بعض علماء اسکے قائل ہین کہ صرف کرنا فطرہ انواع

ثمانیہ مین جائز نہین ہے بلکہ خاص ہے ساتھہ مساکین کے اور صدقہ تطوع کو بہت دوست رکھتے اور اوسکے دینے سے ایسے خوش ہوتے جتنا کہ بخیل لینے کر خوش ہوا اور جس قدر راہ حق مین صرف کرتے اوسکو بہت نہ جانتے اور کم بہی نہ سمجھتے اور جو کوئی آپ سے کچہہ مانگتا اگر وہ چیز حاضر ہوتی تو دیتے اندک یا بسیار اور داد و دہش آپ کی ایسی تہی کہ گویا کچہہ خوف فقر کا نہ تہا اور جب محتاج کو دیکہتے اپنا کہانا پینا دیدیتے اور عطا و صدقہ مین تنوع فرماتے مال والے کا مال بہی دیتے اور قیمت بہی عطا کرتے کبہی قرض لیتے اور قرض سے زیادہ ادا فرماتے اور کبہی مال سے زیادہ قیمت دیتے اور کبہی ہدیہ لیتے اور دو چند سہ چند اوس سے دیتے غرضکہ جسطرح پہنچانا احسان و نفع کا خلق کو ممکن ہوتا وہ کرتے اور لوگون کو صدقہ دینے پر ترغیب دلاتے اور حالاً و قالاً لوگون کو طرف سخاوت و سماحت کے بلاتے یہانتک کہ بخیل بہی آپکا حال دیکہہ کر متاثر ہوتا اور بذل و کرم اختیار کرتا اور جو کوئی آپسے مخالطت و مصاحبت کرتا تو اپنے نفس کا مالک نرہتا یہانتک کہ احسان و داد و دہش کرنے لگتا اور ہمیشہ اس سبب سے منشرح القلب شاد نفس منبسط الخاطر طیب النفس رہتے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم انتہی مافی اسفر السعادۃ ملخصاً

فصل

جسطرح کہ نماز کے لئے ایک صورت و ایک حقیقت ہے اسی طرح زکوٰۃ کے لئے بہی ایک صورت و روح ہے جو شخص اوس سر و حقیقت کو نہین جانتا ہے اوسکی زکوٰۃ ایک صورت بے روح ہوتی ہے وہ سر تین چیزین ہین ایک یہ کہ خلق مامور ہے کہ اللہ پاک سے محبت رکہے اور کوئی مومن نہین ہے کہ وہ یہ دعوی نکرتا ہو بلکہ خلق مامور ہے ساتہہ اسکے کہ کوئی چیز بہی اونکو اللہ سے زیادہ دوست نہو جسطرح قرآن مین فرمایا ہے قل ان کان اباءکم وابناءکم الآیہ اور ہر مومن کو یہ دعوی ہے کہ وہ اللہ کو سب چیزون سے زیادہ دوست

رکہتا ہے اور سمجہتا ہے کہ مین ایسا ہی ہون اسلئے حاجت نشان و برہان کی ہوئی
تاکہ ہر شخص دعوی بیجا اصل پر دہوکا نہ کہا لئے سو مال جو کہ محبوب انسان تہا اس لئے
اوس سے انسان کا امتحان لیا اور کہا کہ اگر تو اپنے دعوی مین سچا ہے تو اسمین اپنے
محبوب کو فدا کر تاکہ تجکو درجہ اپنا اللہ کی دوستی مین معلوم ہو جائے اسپر لوگ تین طرحکے
ہو گئے ایک طبقہ صدیقین کا تہا کہ جو کچہہ اونکے پاس تہا سب فدا کردیا اور کہا کہ دوسو
درہم مین سے پانچ درہم دینا کام بخیلون کا ہے ہمپر یہ واجب ہے کہ ہم سب دیدالین
کچہہ نرکہین جسطرح کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا تہا کہ سارا مال اپنا پاس حضرت کے
لے آئے پوچہا عیال کے لئے کیا چہوڑا کہا اللہ و رسول کو دوسرے گروہ نے آدہا
مال دیا جسطرح عمر رضی اللہ عنہ نصف مال لائے پوچہا عیال کے لئے کیا رکہا کہا
اسی قدر فرمایا بینکما مابین کلمتیکما تفاوت تمہارے درجہ کا موافق تفاوت کلام
کے ہے طبقہ دوم وہ نیک لوگ ہین جنہون نے اپنا مال ایک بار خرچ نکیا اور اسکی حفاظت
رکہتے تہے لیکن انتظار حاجات فقرا و وجوہ خیرات کا کرتے تہے اور خود برابر درویشون
کے رہتے تہے اور قدر زکوٰۃ پر قصر نکرتے تہے مگر جو درویش انکے پاس آتے اونکو
برابر اپنے عیال کے رکہتے تہے تیسرا طبقہ وہ ہے جسکو اس سے زیادہ طاقت نہین ہے
کہ دوسو درہم مین سے پانچ درہم دے اسنے مقدار فرض پر اکتفا کیا اور حکم شرع کو
خوشدلی اور شتابی سے مانا اور کچہہ احسان درویشون پر نرکہا یہ پچہلا درجہ ہے ایسا شخص
دوستی خدا سے بے نصیب ہے اسکی دوستی ساتہہ خدا کے سخت ضعیف ہے اور یہ شخص
زمرۂ دوستون مین بخیل ہے دوسرا بہید پاک کرنا دل کا ہے پلیدی بخل سے کیونکہ بخل
دل مین بمنزلہ نجاست کے ہوتا ہے کہ اوسکی وجہ سے بندہ لائق قرب حضرت حق کے
نہین ہوتا جسطرح کہ نجاست ظاہر کے سبب ناشایستگی قالب کی ہوتی ہے حضور نماز
سے سو دل بخل کی پلیدی سے پاک نہین ہوتا ہے مگر اسی طرح کہ مال کو نکالے ولہذا

زکوۃ پلیدی بخل کو دور کرتی ہے اور مثل پانی کے نجاست کو دہو دیتی ہے اسی لئے صدقہ
وزکوۃ حضرت پر اور اہل بیت حضرت پر حرام ہے کہ آپکے منصب کو چرک مال مردم سے
بچانا چاہئے تیسرا بھید شکر نعمت ہے کیونکہ مال ایک نعمت ہے حق مین مومن کے
اور سبب ہے راحت کا دنیا و آخرت مین سو جسطرح نماز روزہ حج شکر ہے نعمت بدن
کا اسی طرح زکوۃ شکر ہے نعمت مال کا تاکہ جب آپکو بسبب اس نعمت کے بے نیاز دیکھے
اور ایک دوسرے مسلمان کو جو اسکی طرح ہے درماندہ پائے تو اپنے جی مین کہے
کہ یہ بھی بندہ خدا ہے مثل میرے مین اس امر کے شکر مین کہ مجکو اللہ نے بے نیاز
کیا اور اسکو میرا نیازمند ٹھیرایا مین اسکے ساتھہ کچھہ رفق و مدارات کرون کہین ایسا نہو
کہ یہ آزمایش ہو اور اگر مین تقصیر کرون تو مجکو بھی اسکی طرح کا کردے اور اوسکو میری طرح
کا کردے اسلئے ان اسرار زکوۃ کا جاننا ضرور ہے تاکہ عبادت ایک صورت بے معنی نہو
ف جو شخص یہ چاہے کہ اوسکی عبادت زندہ ہو اور بے روح نہو اور ثواب اوسکا
دوچند ہو اوسکو لازم ہے کہ سات وظیفے نگاہ رکہے ایک یہ کہ زکوۃ دینے مین شتابی
کرے اور پہلے اس سے کہ واجب ہو اندر تمام سال کے دے ڈالے اسمین تین فائدے
ہین ایک یہ کہ اثر رغبت عبادت کا اوسپر ظاہر ہوگا کیونکہ دینا بعد واجب ہونے کے
خود ضرور ہوتا ہے اگر نہ دیگا معاقب ہوگا تو اوسوقت کا دینا ڈر سے ہوا نہ دوستی سے
تو یہ بندہ ایسا ہوا کہ جو کچھہ کرتا ہے بیم سے کرتا ہے نہ دوستی و شفقت کی راہ سے دوسرے
یہ کہ دل مین درویشون کی خوشی پہنچائے تاکہ وہ اخلاص سے دعا کرین اور اسکو بھی
کوئی خوشی ناگہان حاصل ہو اور دعا فقرا کی ایک حصار ہوتا ہے جملہ آفات سے
تیسرے یہ کہ عوائق روزگار سے ایمن ہو کیونکہ تاخیر مین بہت سی آفتین ہوتی ہین شاید
کوئی عائق آپڑے اور اس خیر سے محروم رہجائے اسلئے جب دل مین کسی شی کی رغبت آئے
تو اوسکو غنیمت جانے کہ وہ نظر رحمت سے قریب ہے کہین شیطان حملہ آور نہو وان

قلب المومن بین اصبعین من اصابع الرحمن ایک بزرگ غسلخانہ مین تہے اونکے
جی مین آیا کہ پیراہن ایک درویش کو دینا چاہیے مرید کو پکارا اور پیراہن اوتار کر اوسکو دیا
اوسنے کہا ای شیخ تمنے اتنا صبر کیا ہوتا کہ نہا کر باہر آتے کہا مین ڈرا کہ کہین دوسرا خطرہ
آکر مجکو اس کام سے باز نرکہے وظیفۂ دوم یہ ہے کہ جب زکوٰۃ دینا چاہے تو ماہ محرم مین دے
یہ مہینا حرمت والا ہے اور اول سال ہے یا رمضان مین دے کیونکہ وقت جسقدر شریف
ہوگا اوسی قدر ثواب مضاعف ہوگا حضرت بڑے سخی تہے مگر رمضان مین سب
ایام سے زیادہ تر سخی ہوجاتے تہے کچہہ اپنے پاس نرکہتے سب دے ڈالتے تیسرا وظیفہ
یہ ہے کہ زکوٰۃ چہپا کر دے برملا نہ دے تاکہ ریا سے دور رہے اور اخلاص سے نزدیک ہو
حدیث مین آیا ہے کہ صدقۂ پوشیدہ اللہ کے غضب کو بجہا دیتا ہے قیامت مین سات
گروہ سایۂ عرش کے نیچے ہونگے اونمین ایک وہ شخص بہی ہوگا جسنے داہنے ہاتہہ سے
صدقہ دیا اور بائین ہاتہہ نے نہ جانا اسکا درجہ برابر درجۂ امام عادل کے ٹہیرا کہ وہ بہی
زیر سایۂ عرش ہوگا اسی وجہ سے سلف اخفار صدقہ مین اتنا مبالغہ کرتے تہے کہ نابینا
طلب کرتے اور اوسکے ہاتہہ مین رکہہ دیتے اور بات نکرتے کہ وہ پہچانے کہ کون ہے اور
کسنے دیا اور کوئی کسی درویش خفتہ کے کپڑے مین باندہ دیتا اور بات نکرتا کہ کہین جاگ
نہ اوٹہے اور کوئی کسی کو وکیل کی معرفت دیتا یہ سب کام اسلئے کرتے تہے کہ درویش بہی
نجانے غرضکہ چہپانا صدقہ کا دوسرون سے ایک امر ضروری و مہم سمجہتے تہے کیونکہ برملا دینے
مین اندیشہ ریا کے آنیکا باطن مین ہوتا ہے اگر باطن مین بخل نرہا تو ریا آئی اور یہ صفات
منجملہ مہلکات کے ہین لیکن بخل بچہو کی طرح ہے اور ریا سانپ کی طرح یہ قوی تر ہے سو جب
یہ بچہو کو قوت سانپ کی دیگا تو سانپ کو اور بہی زیادہ طاقت حاصل ہوجائیگی تو اب
وہ ایک تہلکہ سے چہوٹ کر اوس سے سخت تر تہلکہ مین جا پڑیگا پہر جب گور مین جائیگا
تو زخم ان صفات کا دل پر مثل زخم مار و کژدم کے پائیگا اسلئے برملا دینے کا ضرر نفع سے

بڑھکر ہے احیاء الاحیار مین صدقہ اخفار مین پانچ معنی ذکر کرکے لکہا ہے فینبغی ان یراعی
ھذہ الدقائق فان اعمال الجوارح مع اھمالہا ضحکۃ الشیطان لکثرۃ التعب و
قلۃ النفع ومثل ھذا العالم ھو ما قیل فیہ ان تعلم مسئلۃ واحدۃ افضل من
عبادۃ سنۃ وعلی الجملۃ الاخذ فی الملاء والرد فی السر اسلم المسالک فلا
یدفع بالتزویقات الا ان یکمل المعرفۃ بحیث یستوی عندہ السر و العلانیۃ
وھو الکبریت الاحمر یسمع ولا یری انتھی چوتہا وظیفہ یہ ہے کہ ریا سے ایمن ہو اور
اپنے دل کو سمود سے پاک کرے اور جانے کہ اگر مین برملا دونگا تو اور لوگ بہی میری پیروی
کرینگے اور اونکی رغبت صدقہ و زکوٰۃ دینے مین زیادہ ہوگی تو ایسے شخص کے لئے برملا دینا
افضل ہے یہ حالت اوس شخص کی ہوتی ہے جسکے نزدیک مدح و ذم ایک حکم رکہتی ہے
اور وہ سب کا مومنین اللہ کے علم پر کفایت کرتا ہے پانچوان وظیفہ یہ ہے کہ صدقہ کو منت
و حسرت سے حبط نکرے قال تعالیٰ لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی اذی کے
معنی ہین درویش کو آزردہ کرنا جیسے ترش روئی سے پیش آنا یا پیشانی پر بل ڈالنا اور سخت
بات کہنا اور اوسکو بسبب درویشی و سوال کے خوار رکہنا اور چشم حقارت سے دیکہنا اور یہ
حرکت دو طرح سے جہل و حماقت ہے ایک یہ کہ اسپر مال کا ہاتہہ سے دینا دشوار تہا اسلئے تنگدل
ہوکر بات زجر سے کرتا ہے سو جس شخص پر یہ بات دشوار ہے کہ ایک درم دے اور ہزار درم لے
وہ جاہل ہے کیونکہ وہ اس زکوٰۃ دینے سے فردوس اعلیٰ اور اللہ کی رضامندی حاصل کریگا
اور اپنی جان کو دوزخ سے خرید لیگا تو اب اوسپر صدقہ دینا کیون دشوار و ناگوار ہے اگر اس
انجام پر ایمان رکہتا ہے دوسری حماقت یہ ہے کہ وہ جانتا ہے کہ مجکو درویش پر شرف حاصل
ہے بسبب تونگری کے اور یہ نہین جانتا کہ جو شخص پانسو برس پہلے اس سے بہشت مین
جائیگا وہ اس سے شریف تر ہے اور اوسکا درجہ اس سے بہت بلند ہے اور اللہ کے نزدیک
شرف و فخر درویشی کا ہے نہ تونگری و آسودگی کا نشان اس شرف کا اس جہان مین یہ ہے

کہ تونگر کو شغلہ دنیا و مال و رنج دنیا مین مشغول کیا ہے حالانکہ نصیب اوسکا قدر حاجت سے
زیادہ نہین ہے اور اوسپر یہ بات واجب کی گئی ہے کہ وہ بقدر حاجت کے درویش کو
دیوے پس حقیقت مین تونگر اس جہان مین سخرۂ درویش ہے اور اوس جہان مین پانسو
برس تک منتظر مغفرت کا رہیگا ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا پ چھٹا وظیفہ یہ ہے
کہ منت نرکہے کیونکہ اصل منت کی جہل ہے اور یہ ایک صفت ہے دل کی یہ منت
رکہنا یون ہوتا ہے کہ اس طرح جانے کہ مینے درویش کے ساتھہ نکوئی کی ہے اور ایک
نعمت اپنے پاس سے اوسکو دی ہے اسلیئے کہ وہ درویش اسکا زیردست ہے سو جب
اسطرح جانیگا تو نشان اس پندار کا یہ ہے کہ اس امر کا متوقع ہوگا کہ درویش اوسکی خدمت
زیادہ کرے اور اوسکے کاروبار مین لگا رہے اور ابتدا السلام کرے اور مجمع مین زیادہ
حرمت سے پیش آئے اور اگر اوس سے کوئی تقصیر اسکے حق مین ہو جائے تو پہلے حال سے
بہی یہ زیادہ متعجب ہو اور کہنے لگے کہ مینے اوسکے ساتھہ ایسا اور ویسا احسان کیا ہے
یہ سب جہل ہے بلکہ حقیقت الامر یہ ہے کہ درویش نے اوسکے ساتھہ دوستی کی اور احسان
کیا کہ صدقہ اوس سے قبول کر لیا تاکہ وہ آتش دوزخ سے رہا ہو اور دل اوسکا پلیدی بخل
سے پاک ہو اگر کوئی حجام مفت مین اسکی حجامت کرتا تو اسپر احسان رکہتا کہ مینے وہ خون
جو سبب تیرے ہلاک کا تہا کہینچ لیا سو اسی طرح بخل باطن مین اور مال زکوۃ کا ہاتھہ مین
سبب اسکے ہلاک و پلیدی کا ہے اب جو یہ طہارت اسکو حاصل ہوئی اور نجات ملی تو چاہیے
کہ یہ اوس درویش کا احسانمند و منت پذیر ہو حضرت نے فرمایا ہے صدقہ پہلے دست
لطف حق مین پڑتا ہے پہر ہاتھہ مین درویش کے تو گویا یہ شخص اللہ ہی کو دیتا ہے
درویش لینے مین نائب حق ہے تو اب درویش کا ممنون ہونا یہ کہ درویش پر منت
رکہے اور جب تینون اسرار زکوۃ کے سوچیگا تو جان سکتا ہے کہ یہ منت رکہنا میرا جہل
ہے سلف اس منت ہی سے بچنے کے لیئے یہانتک مبالغہ کرتے تہے کہ سامنے درویش کے

متواضع وار کہڑے ہوکر سوال کرتے کہ ہمسے اس مال کو قبول فرماؤ اور بعض ہاتہہ سامنے
کردیتے تاکہ خود درویش اپنے ہاتہہ سے اوٹہالے اور درویش کا ہاتہہ نیچا نہو کما الید العلیا
خیر من الید السفلی اوسی کو سزاوار ہے جو منت رکہتے عائشہ وام سلمہ جب کسی درویش
کو کچہہ بہیجتیں تو کہدیتیں کہ یاد رکہنا کہ وہ کیا دعا دیتا ہے کہ اوسکی ہر دعا کا بدلا دعا سے
کریں تاکہ صدقہ خالص رہے اوسکی مکافات نہو بلکہ اوسکے دعا کا بہی نہیں کرتی تہیں
اس گمان پر کہیں احسان کرنا نہ سمجہے کیونکہ محسن حقیقت میں درویش ہے جسنے یہہ
ذمہ داری تیری طرفسے کرلی ہے ساتوان وظیفہ یہ ہے کہ جو مال نیکو تر و بہتر و حلال تر ہو
وہ دیوے کیونکہ جس مال مین کچہہ شبہ ہوتا ہے وہ لائق قربت کے نہیں شہیر تا اللہ تعالی
پاک ہے سوا پاک کے قبول نہیں کرتا قال تعالی ولا تیمموا الخبیث منہ تنفقون
ولستم بآخذیہ الا ان تغمضوا فیہ یعنی اگر وہ چیز تمکو دیں تو تم کراہت سے لو پہر اللہ کے
حصہ مین وہ چیز کیون خرچ کرتے ہو اگر کوئی شخص سامنے اپنے مہمان کے وہ چیز رکہے جو گہر
مین سبسے بدتر ہو تو بیشک مہمان کا استخفاف کریگا پہر یہ بات کس طرح روا ہو سکتی ہے
کہ بدترین اشیا اللہ کو دے اور اوسکے بہترین بندون کو چہوڑ دے دلیل بدتر دینے پر یہ ہے
کہ کراہت سے دیتا ہے اور جو کوئی صدقہ دل کی خوشی سے نہ دے تو اسکا ڈر ہے کہ وہ قبول نہو
حضرت نے فرمایا ہے ایک درہم صدقہ کا ہزار درہم پر صدقہ کے سبقت لیجاتا ہے یہ وہ
صدقہ ہوتا ہے جو دل کی خوشی سے دے اور بہتر سے بہتر دے **ف** جس درویش مسلمان
کو صدقہ دیا گیا فرض گردن سے اوتر گیا لکن تاجر آخرت کو چاہئے کہ زیادتی ربح سے ہاتہہ
نہ کہینچے صدقہ اپنی جگہہ پر دیا جاتا ہے تو اوسکا ثواب مضاعف ہوتا ہے اسلئے پانچ قسم
کے لوگ طلب کرے اول وہ جو پارسا و پرہیزگار ہون حضرت نے فرمایا ہی نہ کہائے طعام
تیرا مگر متقی اور نہ کہائے تو مگر طعام متقی کا یہ اسلئے کہ اہل تقوی جو کچہہ لیتے ہین اوس سے
اللہ کی طاعت پر استعانت کرتے ہین اور یہ شخص اونکی طاعت مین شریک ہوتا ہے کیونکہ

اسنے اونکی اعانت کی ایک شخص تونگر تہا وہ سوا صوفیہ کے کسی کو صدقہ نہ دیتا کہتا یہ وہ قوم ہے
جنکے سوا حق کے کچہہ ہمت نہین ہے انکو اگر کوئی حاجت ہوگی تو انکی فکر پراگندہ ہوجائیگی
اور مین ایسے ایک دلکو حضرت حق مین لیجانا دوست تر رکہتا ہون اس بات سے کہ سو دل
ایسے لیجاؤن جنکی ہمت دنیا ہو اس بات کو کسی نے جنید رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا فرمایا
یہ کلام کسی ولی اللہ کا ہے اور مینے مدت سے ایسی عمدہ بات نہ سنی تہی وہ شخص بقال
تہا مفلس ہوگیا اسلیے کہ درویش جو کچہہ اوس سے خرید کرتے یہ اونسے قیمت نہ لیتا جنید رح نے
اوسکو کچہہ مال اپنے پاس سے دیا تاکہ تجارت کرے اور کہا تجہسے شخص کو تجارت کرنا زیان
نہین کرتا دوسرے یہ کہ اہل علم سے ہو کیونکہ جب اوسکو صدقہ ملیگا تو اوسکو علم پڑہنے
کی فرصت حاصل ہوگی اور یہ شخص ثواب مین اوسکے علم کے شریک رہیگا علم اشرف
عبادات ہے اگر نیت صحیح ہو احیاء الاحیاء مین کہا ہے کان ابن المبارک یخصص بمعروفہ
اهل العلم فقیل له فی ذلک فقال انی لا اعرف بعد مقام النبوة افضل من مقام
العلماء فاذا اشتغل قلب احدهم بحاجته لم یتفرغ للعلم فتفریغهم افضل
انتهی لیکن مراد اس سے علماء آخرت ہین نہ علماء دنیا جنکو فقہاء کہتے ہین تیسرے وہ شخص
جو اپنی درویشی کو مخفی رکہتا ہے اور تجمل کے ساتہہ بسر کرتا ہے یحسبهم الجاهل اغنیاء
من التعفف اس قوم نے پردہ تجمل کا اپنے منہہ پر ڈالا ہے سو ایسے کو دے نہ اوسکو
جو سوال کرے لیسے کچہہ باک نہین رکہتا چوتہے وہ شخص جو عیال دار ہو یا بیمار کہ جسقدر
حاجت و رنج کسی کا زیادہ ہوگا اوتنا ہی راحت پہنچانے کا ثواب زیادہ ملیگا پانچوین
وہ شخص کہ رشتہ دار ہو کہ اسمین صدقہ و صلہ رحم دونون ہین اسی طرح جو شخص اس سے
اللہ کے لیے برادری رکہتا ہے وہ بہی درجہ اقارب مین ہے اور اگر کوئی ایسا شخص ملجائے
کہ جسمین یہ سب صفات یا اکثر صفات ہون تو وہ سب سے اولی تر ہے غرضکہ ایسے لوگون
کو صدقہ دیگا تو اونکی ہمت و فکرت و دعا اسکے لیے ایک حصن حصین ہوگی اور یہ فائدہ

سمجھنا اس سے ۔ آدمی بخل دور ہو اور شکر نعمت کا بجا لانا ہو اور مال زکوٰۃ کا علاوہ یہ کہ تسنا کو دور
اسلئے کہ یہ مال لوگون کا میل کچیل ہے اور حلوئی کا لینا یا کافر کا ایسے مال کو مل دریغ
ف جو شخص زکوٰۃ کا مال لے اوسکو چاہیے کہ پانچ امر کا لحاظ رکھے ایک یہ جانے
کہ اللہ نے بندون کو محتاج مال کا پیدا کیا ہے اسی سبب ہاتھہ مین بندون کے بہت سا
مال رکھا ہے لیکن جن لوگون کے حال پر عنایت زائد تہی اونکو مشغلہ دنیا و مال سے محفوظ
فرمایا اور بار و رنج کسب و مشغلہ دنیا کا تونگرون پر رکھا ہے اور اونکو حکم دیا کہ جو ہمارے
عزیز بندے ہین تم اونکو بقدر حاجت دیتے رہا کرو تا کہ وہ عزیز یاد دنیا سے بیکھٹکے
طاعت خدا مین ایکدل ہون سو جب وہ اسباب حاجت کے پراگندہ بہت ہوتے ہین
تو ہاتھہ سے تونگرون کے اونکو بقدر حاجت کے ملتا ہے تا کہ انکی دعا و ہمت اونکے لئے
کفارہ ہو اسلئے درویش جو کچھہ لے تو وہ اس نیت سے لے کہ اپنی کفایت مین صرف کرکے واسطے
طاعت کے فارغ البال خاطر جمع ہو اور اس نعمت کی قدر پہچانے کہ تونگر کو اوسکے لئے مسخر
کر دیا ہے وہ اسکا بیگاری ہے اور یہ عبادت مین مشغول رہے یہ ویسی بات ہے کہ دنیا کے
بادشاہ بھی غلامان خاص کا خدمت سے غائب ہونا نہین چاہتے ہین اونکو نہین چہوڑتے
کہ وہ کسب دنیا مین مشغول ہون لیکن روستائیون اور بازاریون کو جو لائق اونکی خدمت
کے نہین ہین آخر دایکا کر دیتے ہین اور اونسے جزیہ و خراج لیکر جاگیر غلامان خاص مقرر
کرتے ہین سو جسطرح مقصود بادشاہ کا ان سب سے استخدام خواص ہوتا ہے اسی طرح ارادہ
حقتعالیٰ کا ساری خلق سے عبادت حضرت حق ہے ولہذا فرمایا ہے وما خلقت الجن والانس
الا لیعبدون غرضکہ درویش جو کچھہ لے اسی نیت سے لے ایسا کام اوسی شخص سے
بنتا ہے جسکا قصد یہ ہوتا ہے کہ دین کے لئے فراغت ملے دوسرا وظیفہ یہ ہے کہ جو کچھہ
لے یہ سمجھے کہ اللہ نے دیا ہے اور اوسی کی طرف سے ملا ہے تونگر کو مسخر جانے کہ اللہ نے
اوسکو دینے کے لئے اپنی طرف سے گماشتہ مقرر کیا ہے کہ وہ اللہ کا مال اسکو دے اور مکلف

ایمان اوس سے یہ مال دلواتا ہے کیونکہ نجات وسعادت اوسکی وابستہ ساتھہ اسی صدقہ کے ہے
اگر یہ ایمان نہوتا تو ایک دانہ بھی وہ کسیکو نہ دیتا پس سارا احسان اللہ کا ہے کہ اوسنے یہ موکل
ایمان اوسپر مقرر کر دیا ہے پھر جب یہ جان لیا کہ تونگر فقط ایک مسخر اور واسطہ ہے تو اللہ کا شکر
اور اوسکا شکر بجالاوے کیونکہ حدیث مین آیا ہے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ اللہ
اگرچہ خالق ہے اعمال جملہ عباد کا لکن اوسنے عباد پر ثنا کی ہے اور اونکا شکر ادا فرمایا ہے اور
کہا نعم العبد انہ اواب اور فرمایا انہ کان صدیقا نبیا یہ اسلیئے کہ جسکو واسطہ خیر کا بنایا
ہے اوسکو عزیز رکھا ہے سو اللہ کے عزیزون کی قدر پہچاننا چاہیئے یہی معنی ہین شکر کے
کہ دینے والے کو دعا دے اور کہے طہر اللہ قلبک فی قلوب الابرار وزکی عملک فی
عمل الاخیار وصلی علی روحک فی ارواح الشہداء حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی
تمہارے ساتھہ نیکی کرے تم اوسکا بدلا کرو اگر نہ کر سکو تو اتنی دعا دو کہ جان لو کہ تمنے بدلا
کر دیا اور تمام شکر یہ ہے کہ صدقہ کا عیب پوشیدہ رکھے اور اندک صدقہ کو اندک و حقیر
نہ جانے جسطرح کہ دینے والے کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ گو بہت کچھہ دے لکن حقیر جانے
اور چشم تعظیم سے نہ دیکھے تیسرا وظیفہ یہ ہے کہ جو صدقہ حلال نہو اوسکو نہ لے اور ظالم کا مال
اور سود خوار کا مال نہ لے چوتھا وظیفہ یہ ہے کہ اوسی قدر لے جسکی احتیاج رکھتا ہے اور اگر واسطے
سفر کے لیتا ہے تو اوتنا لے جو زاد و کرایہ کو بس ہو نہ زیادہ اور اگر قرضدار ہے تو مقدار قرض
سے زیادہ نہ لے اور اگر کفایت عیال مین دس درہم درکار ہین تو گیارہ درہم نہ لے کہ وہ
ایک درہم حرام ہوگا اور اگر گہر مین کچھہ قماش و چیز و لباس زائد موجود ہو تو پھر زکوۃ نہ لے
پانچوان وظیفہ یہ ہے کہ زکوۃ دینے والا اگر عالم نہو تو دریافت کر لے کہ تو یہ مال سہم مساکین
سے مجکو دیتا ہے یا سہم قرضدار سے اسلیئے کہ مذہب امام شافعی رح مین ساری زکوۃ ایک صنف
کو دینا نہ چاہیئے احیاء الاحیاء مین کہا ہے والمحتاج فی تقدیر حاجتہ مقامات فی
التضییق والیہ میل الورع وفی التوسع والیہ میل المتساہل واذا تحقق حاجتہ

ولا يلفذن مالا كثيرا بل قوت سنة لا نصللوا دخر لعيالہ قوت سنة ولان اسباب الدخل يتكرر بتكرر السنة ولو اقتصر علی قوت شهر او يوم کان اقرب الی التقوی والعدل لكفاية سنة فما اوراءها خطر وما دونه تضييق ولا يترخص القابض فلا لظاهر الفتوی بقية قيود وتحيينات واتمام تتمات انتہی

ف صدقہ دینے کا بڑا اجر ہے حضرت نے فرمایا ہے اتقوا النار ولو بشق تمرۃ اور فرمایا الصدقۃ تطفی غضب الرب اور اگر کچھ نہ دے سکے تو کوئی اچھی بات ہی سائل سے کہدے قیامت مین ہر شخص سایہ مین اپنے صدقہ کے ہوگا یہانتک کہ خلق کا فیصلہ ہو اور اللہ صدقہ کو لیکر اپنے ہاتھہ مین پالتا ہے جسطرح کہ کوئی شخص بچا اپنے اسپ کا پرورش کرتا ہے یہانتک کہ ایک خرما برابر کوہ احد کے ہوجاتا ہے فرمایا صدقہ ستر دروازے شر کے بند کرتا ہے کسی نے پوچھا کون صدقہ بہتر ہے فرمایا وہ صدقہ جو تو حالت تندرستی و بخل مین دے اور مفلسی سے نڈرے نہ وہ صدقہ کہ جب جان حلق مین آگئی اوسوقت کہا کہ یہ فلان فلان کا ہے کہ وہ تو خود ہی اوسکا ہوچکا خواہ تو کہے یا نہ کہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سائل کو اپنے در سے محروم پھیر دیتا ہے سات دن تک اوسکے گھر مین فرشتے نہین جاتے حضرت صلعم دو کام کسی کو سپرد نکرتے خود کرتے ایک تو صدقہ اپنے ہاتھہ سے درویش کو دیتے دوسرے پانی طہارت کا رات کو خود رکھتے اور فرماتے جو کوئی کسی مسلمان کو کپڑا پہناتا ہے جب تک کوئی لتہ اوس کپڑے کا اوس مسلمان کے تن پر باقی رہتا ہے وہ شخص اللہ کے حفظ مین ہوتا ہے عائشہ صدیقہ نے پچاس ہزار درہم صدقہ مین دئے اور خود پیونددار کپڑا پہنے ہوئے تھین اپنا پیراہن تک دوختہ نکیا **حکایت** ابن مسعود نے لکھا ہے ایک شخص نے ستر برس تک عبادت کی تھی اتفاقاً اوس سے ایک بڑا گناہ ہوگیا اوسکی ساری عبادت حبط ہوگئی ایک درویش پر اوسکا گزر ہوا اسنے اوس فقیر کو ایک روٹی دی اللہ نے وہ گناہ اوسکا بخشدیا اور وہ عمل ستر برس کا واپس فرمایا والحمد للہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا تھا کہ

جب تجسے کوئی گناہ ہوجائے تو تو صدقہ دے ابن عمر رضی اللہ عنہ صدقہ مین شکر بہت دیتے
اور کہتے اللہ نے فرمایا ہے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون اللہ جانتا ہے کہ مین
شکر کو بہت دوست رکہتا ہون شعبی نے کہا جو شخص آپ کو ثواب صدقہ کا محتاج زیادہ تر
درویش سے جو کہ محتاج اوس صدقہ کا ہے نجانے اوسکا صدقہ قبول نہین ہوتا ہے حسن
بصری نے پاس ایک نخاس کے ایک کنیز دیکہی وہ اچہی صورت کی تہی اوس سے کہا
تو اسکو دو درہم پر فروخت کریگا اوسنے کہا نہین فرمایا جا اللہ تعالی احور عین کو دو دانہ پر فروخت
کرتا ہے جو کہ اس کنیز سے کہین زیادہ تر خوب ہے یعنی صدقہ دینے پر وللہ الحمد والمنۃ

باب چوتھا بیچ بیان حج کے

ارکان مسلمانی مین حج ایک رکن ہے اور یہ عبادت تمام عمر مین ایک بار فرض ہے اور بعد ہر
پنج سال کے مستحب اسکی فرضیت ویسی ہی ہے جیسی کہ فرضیت نماز و روزہ و زکوۃ
کی ہے بلا تفاوت یہی چارون چیزین مع کلمہ شہادت کے بنیاد ہین اسلام کی بنص
حدیث خیر الانام صلعم اس باب مین کئی فصلین ہین ؛؛

فصل ترغیب و ترہیب بیچ حج مین

قال تعالی واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلی کل ضامر یاتین من
کل فج عمیق لیشہدوا منافع لہم قبل ہی التجارۃ فی الموسم والاجر فی الآخرۃ
بعض سلف نے جب اس آیت کو سنا تو کہا غفر لہم و رب الکعبۃ حدیث ابو ہریرہ مین
آیا ہے کہ حضرت سے پوچہا کون عمل افضل ہے فرمایا ایمان لانا اللہ و رسول پر کہا پہر کون فرمایا
جہاد راہ خدا مین کہا پہر کون فرمایا حج مبرور رواہ الشیخان مبرور سے مراد وہ حج ہے
جسمین کوئی معصیت واقع نہو اور جابر نے رفعاً کہا ہے بر حج کا کہانا کہلانا اور اچہی

بات کرنا ارسلہ رحم کا پہنچانا ہے دوسرا لفظ ابو ہریرہ کا سمعو مرفوعاً یہ ہے من حج فلم
یرفث ولم یفسق رجع من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ رواہ الشیخان یعنی جس
حج میں بیحیائی و فسق کا کام نہین ہوتا ہے تو حاجی اپنے گناہون سے ایسا پاک ہو جاتا ہے کہ
جیسے کہ آج اوسکو اوسکی مان نے جنا ہو اس حدیث سے مغفرت جملہ گناہون کی نکلتی ہے
لکن علما نے حقوق عباد کو اس سے مستثنےٰ کیا ہے بدلیل دیگر احادیث معہذا الست کا
فضل وسیع اور اوسکا کرم بے پایان ہے ابن عباس کا لفظ یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا
العمرۃ الی العمرۃ کفارۃ لما بینھما والحج المبرور لیس لہ جزاء الا الجنۃ رواہ الشیخان
عمرو بن عاص سے فرمایا تھا اما علمت ان الحج یھدم ما کان قبلہ رواہ ابن خزیمۃ
ومسلم بطولہ حدیث حسین بن علی مین حج کو واسطے ضعیف کے بمنزلہ جہاد کے رکھا ہے
ایک شخص نے کہا تھا انی جبان وانی ضعیف فقال ھلم الی جھاد لا شوکۃ
فیہ الحج رواہ الطبرانی جابر کا لفظ مرفوع یہ ہے الحجاج والعمار وفد اللہ دعاھم
فاجابوہ وسألوہ فاعطاھم رواہ البزار ورواتہ ثقات اور حدیث ابو ہریرہ مین
مین کہا ہے اللھم اغفر للحاج ولمن استغفر لہ رواہ ابن خزیمۃ دوسرا لفظ ابو ہریرہ
کا مرفوعاً یہ ہے من خرج حاجا فمات کتب اللہ لہ اجر الحاج الی یوم القیامۃ و
من خرج معتمرا کتب اللہ لہ اجر المعتمر الی یوم القیامۃ رواہ ابو یعلی وفی
حدیث مسند من طرق اھل البیت اعظم الناس ذنبا من وقف بعرفۃ فظن
ان اللہ لم یغفر لہ **ف** علی رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً کہا ہے من ملک زاداً وراحلۃ
تبلغہ الی بیت اللہ الحرام ولم یحج فلا علیہ ان یموت ان شاء یھودیا وان شاء
نصرانیا وذلک ان اللہ تعالی یقول وللہ علی الناس حج البیت من استطاع
الیہ سبیلا رواہ الترمذی یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ تارک حج کا باوجود ملکیت
زاد وراحلہ کے کافر ہو جاتا ہے اور کیسا کافر جیسے یہودی یا نصرانی عیاذاً باللہ تارک نماز کی

تشبیہ مشرک سے آئی ہے اور تارک حج کی اہل کتاب سے دی ہے یہ اسلئے کہ اہل کتاب نماز پڑھتے
مین حج نہین کرتے اور مشرکین حج کرتے تھے نماز نہین پڑھتے تھے غرضکہ ترک کرنا کسی رکن کا
ارکان اسلام سے مشابہ خروج کے ہے ملت سے ابو سعید خدری کا لفظ مرفوعاً یہ ہے یقول اللہ
عز وجل ان عبداً صححت له جسمه ووسعت عليه في المعيشة تمضي عليه خمسة اعوام لا
يفد الي لمحروم رواه ابن حبان والبيهقي یہ حدیث قدسی ہے اسمین دلیل ہے اسبات
پر کہ بندۂ تندرست و آسودہ حال اگر پانچ برس تک مکہ مین نہین جاتا ہے تو سمجھو کہ وہ
خیر سے محروم ہے علی ابن المنذر کہتے ہین ہمسے بعض اصحاب ہمارے نے کہا حسن بن حی
کو یہ حدیث بہت پسند آتی تھی اور وہ اس حدیث کو اخذ کرتے تھے اور واسطے مرد
آسودہ و تندرست کے یہ بات دوست رکھتے تھے کہ پانچ برس تک وہ حج ترک نکرے
یعنی بعد تین چار برس کے ضرور حج کے واسطے جایا کرے اگرچہ یہ حج تطوع ہوتا ہی ۵

	دو بارہ می طلبم طوف کعبہ ای نوفیس بتان ہندستلی نمی دہند آزاد	۵	خداد ہد بہ پر و بال من ہوای دگر دو بارہ رو بسوی آہوان بطحا کن	

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتا ہے کہ حضرت نے حجۃ الوداع مین ہمسے کہا تہا هذه الحجة
ثم الجلوس على الحصر في البيوت رواه ابو يعلى یعنی یہ تمہارا حج ہو گیا فرض ساقط ہوا
اب تم گہرون کے اندر بوریون پر بیٹہو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ جو حدیث سابق مین
حکم بار بار حج کرنے کا دیا ہے وہ حق مین مردون کے ہے رہین عورتین سو انکے لئے
یہی بہتر ہے کہ وہ ایکبار حج فرض ادا کر کے خانہ نشین گوشہ گزین رہین مکرر نکرین واسطے
حج کے گہر سے باہر نہ نکلین انکے لئے یہی عزلت بہتر ہے یہ بہی معلوم ہوا کہ اوس عہد
مین نشست مستورات کی اندر گہرون کے بوریئے پر ہوتی تہی زمین پر بیٹہتی تہین سو زنان
اہل صلاح کو اب بہی اسیطرح کرنا چاہیئے تکلف خانہ داری و فرش و بساط کا واسطے اہل
دنیا کے ہے نہ واسطے ایمان والون کے ولہذا حضرت نے فرمایا ہے ان البذاذة من الايمان

یعنی خاکساری کی چال اور وضع غریبانہ ایمان کی نشانی ہے **حکایت** علی بن موفق
ایک بزرگ تھے وہ کہتے ہین ایک سال مین حج کو گیا شب عرفہ مین مینے دو فرشتونکو خواب
مین دیکہا کہ جامئہ سبز پہنے ہوئے آسمان سے اترے ایک نے دوسرے سے کہا تو جانتا ہے
کہ امسال حاجی کتنے تھے کہا نہین کہا چہ لاکہ تھے تجہے معلوم ہے کہ کتنے لوگون کا حج
قبول ہوا کہا نہین کہا امسال چہ شخصون کا حج قبول ہوا پس مین اسبات کے ہول
سے جاگ پڑا اور سخت اندوہ ناک ہوا اور مینے اپنے جی مین کہا کہ مین تو کسیطرح بہی ان چہ
شخصون مین سے نہین ہون اسی اندیشہ واندوہ مین مشعر الحرام مین پہنچا وہان سو گیا خواب
مین اونہین دو فرشتون کو پہر دیکہا کہ وہی ذکر کرتے تھے اونمین سے ایک نے کہا تو جانتا ہے
کہ آجکی رات اللہ تعالی نے کیا حکم دیا کہا نہین کہا ہر ایک کو ان چہ شخصون سے ایک ایک
لاکہ بخشے اور آونکی طرح اونکو کر دیا مین خواب سے جاگا اور نہایت خوش تہا اللہ کا شکر ادا کیا
ف فتنہ اعظم و مصیبت اجل جو کثیر الوجود ہے وہ حج مین یہ ہے کہ اکثر لوگ اس سفر
مبارک مین نماز نہین پڑہتے اور اگر پڑہتے ہین تو وقت پر ادا نہین کرتے اور یہ کفر ہے
دلیل اور حرام ہے اجماعاً جسکو یہ بات ثابت ہوگئی کہ اوسکا حصہ حج مین یہی ہے مرد ہو یا عورت
تو پہر اوسپر حج کرنا حرام ہے ابن الحاج نے مدخل مین کہا ہے ہمارے علما کہتے ہین جس
مکلف کو یہ بات معلوم ہو کہ اوس سے ایک نماز بہی سفر حج مین فوت ہو جائیگی تو حج کرنا
اوس سے ساقط ہے کسی نے امام مالک سے پوچہا تہا ایک شخص دریا پر سوار ہوتا ہے
وہ جگہہ سجدہ کی نہین پاتا مگر پشت برادر پر اوسکو حج کرنا جائز ہے کہا رحمہ اللہ علیہ کیسے
حیث لا یصلی ویل لمن ترک الصلوٰۃ ویل لہ انتہی اکثر عورتین سواد ن مین
ایسی کم ہین جو وقت پر نماز پڑہتی ہین بلکہ اکثر تو نماز ہی نہین پڑہتین بانا للہ **ف** بعض علما نے
مکہ مین رہنے کو مکروہ کہا ہے کئی وجہ سے ایک یہ کہ دل سے کہین حرمت مکہ کی جاتی نہ رہے
ولہذا عمر رضی اللہ عنہ بعد حج لوگون کی طرف اوسکے پادکے مارکر نکال دیتے تھے دوسرے یہ کہ

۹ دن ذیحجہ کے ہین صبح روز عید تک احرام باندہنا حج کا اس مدت مین درست ہے اوس سے
پہلے اگر احرام حج کا کیا ہے تو وہ عمرہ ہوگا نہ حج کو دیکہ منیر کا حج درست ہے غرضکہ شرط درستی
حج کی وقت حج ہے اور شرط ادای فریضہ حج کی یہی ہے کہ مسلمان عاقل بالغ ہو اور شرط
نیابت حج کی یہ ہے کہ نہ بیماری سے قریب کے حج کرے نہ غریب طرف غریب کے اور شرط وجوب حج کی
استطاعت ہے یہ دو طرح پر ہوتی ہے ایک یہ کہ توانا ہو اپنے تن سے حج کرے اسکے ملئے
تین چیزین درکار ہین ایک تندرستی دوسرے امن راہ اگر راہ مین دریای خطرناک یا ایسا
دشمن ہو جو مال یا جان برباد کرے تو پہر وجوب نہین ہے تیسرے اتنا مال ہو کہ آمد و شد
کو بس ہو اور عیال کو واپس آنے تک کا نفقہ دیجائے اور کسی کا قرض نرکہے اور کرایہ
کی سواری کرسکے پیادہ جانا لازم نہین ہے جب استطاعت حاصل ہو تو اب جلدی کرے
دیر نہ لگائے گو جائز ہے پہر اگر اتنی تاخیر کی کہ مر گیا اور حج نہ کیا تو سخت عاصی ہوا اوسکے
ترکہ سے کوئی رشتہ دار نیابۃ حج بجالائے گو اوسنے وصیت نہ کی ہو کیونکہ یہ قرض اوسکی
گردن پر قرض ہے **ف** نوع حج کا معین کرنا واجب ہے نیت ایک نوع خاص کی
کرلے تمتع یا قران یا افراد تمتع یہ ہے کہ آفاقی حج کے مہینون مین عمرہ کا احرام کرکے
مکہ مین داخل ہو کر عمرہ بجالا کر احرام سے باہر آئے پہر حج کرنے تک حلال رہے اور جو
ہدی میسر ہو وہ ذبح کرے قران یہ ہے کہ آفاقی حج و عمرہ کا معاً احرام باندہ کر مکہ مین
آکر حج سے فارغ ہونے تک محرم بنا رہے اوسکو ایک طواف ایک سعی کافی ہے جو ہدی
میسر آئے اوسکو ذبح کرے وقت واپسی کے طواف وداع بجالائے افراد یہ ہے کہ پہلے
حج یا نرے عمرہ کا احرام کرے حاضر مکہ خود مکہ سے احرام باندہے ان اقسام ثلاثہ مین
تمتع افضل ہے اگرچہ مسئلہ مین نزاع طویل ہے حضرت کا حج قران تہا مگر امر تمتع کا فرمایا ہے
قول کو فعل پر ترجیح ہوتی ہے احرام میقات معروف سے کرے اہل ہند کا میقات یلملم ہے اور
جو اندر میقات کے ہو وہ اپنے گہر سے اہلال کرے مکہ والے مکہ سے احرام باندہین **ف** محرم

پہنا قمیص و عمامہ و کلاہ و سراویل و جامۂ رنگین ورس و زعفران کا منع ہے اگر پاپوش نہو تو موزہ کو ٹخنے سے نیچے قطع کر لے عورت نقاب منہہ پر نڈالے نہ دستانہ پہنے نہ جامہ ورس و زعفران اور ابتدا احرام مین خوشبو نہ ملے اگر احرام سے پہلے عطر ملا تہا اور ہنوز خوشبو باقی ہے تو کچہہ مضائقہ نہین ہے نظر بادلہ یہی راجح ہے اور بدن کے بال نہ لے مگر عذر سے اور فدیہ دے یعنی تین روزے رکہے یا چہہ مسکینون کو نصف نصف صاع طعام کہلائے حج مین رفث و فسق و جدال کرنا بنص قرآن ممنوع ہے یہ کام اگرچہ حلال کو بہی حلال نہین ہین لکن ہمراہ احرام کے اغلظ و اشنع ہین منذری نے کہا مراد رفث سے جماع و فحشا اور گفتگوی متعلق جماع ہے ساتہہ بی بی کے فسق سے مراد ہر معصیت ہے جدال سے مراد لڑنا جہگڑنا غصہ کرنا ہے محرم نہ اپنا نکاح کرے نہ دوسرے کا نکاح کرائے نہ منگنی کرے اور نہ کسی طرح کا شکار کہیلے اور اگر قتل صید کریگا تو اوسپر جزا برابر مقتول کے بموجب تشخیص دو مرد عادل کے لازم آئیگی اور جسکو غیر محرم نے صید کیا ہے اوسکو محرم نہ کہائے مگر اوس صورت مین کہ حلال نے اسکے لئے صید نکیا ہو اور نہ کوئی درخت حرم کا اوکہیڑے مگر اذخر کہ یہ گہاس کہرون اور لوہارون کے کام مین آتی ہے ہان محرم کو قتل کرنا پانچ فاسقون کا جائز ہے کوا چیل بچہو چوہا کتا کٹکہنا مسلم مین ابن عمر سے ذکر سانپ کا بہی آیا ہے انکے مار ڈالنے مین کوئی فدیہ وغیرہ لازم نہین آتا ہے مدینہ منورہ کے صید و شجر کا وہی حکم ہے جو حرم مکہ کا ہے اتنی بات ہے کہ جو حرم مدینہ کا درخت کاٹے یا اوسکے پتے جہاڑے اوسکا سلب واسطے واجد کے حلال ہے یعنی جو کچہہ اوسوقت اوسکے پاس ہو وہ چہین لے وج ایک وادی ہی طائف مین اوسکا درخت اور وہ خود بہی حرم ہے بدلیل حدیث مرفوع ابن زبیر ان صید وج وعضاهه حرم محرم لله عز وجل رواه احمد وابوداؤد والبخاری فی تاریخه وحسنه المنذری وصححه الشافعی یہی حق ہے اور جسنے اس حدیث مین قدح کی ہے

وہ کوئی دلیل صالح قدح نہین لایا **ف** حاجی جب مکہ مین پہنچے طواف کرے سات چکر لگائے
تین شوطمین تیز چلے باقی مین حسب معمول حجر اسود کو بوسہ دے اور ہاتھہ لگائے یا چوب سرکج
سے چہوکر اوس لکڑی کو چومے اور رکن یمانی کا استلام کرے قارن کو ایک طواف ایک سعی
کافی ہے وقت طواف کے باوضو ساتر عورت ہو حیض والی سوای طواف کے سب کام مثل
حاجی کے وقت طواف کے ذکر ماثور کرنا مندوب ہے حضرت ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ
الخ پڑہتے رواہ احمد وابو داؤد والنسائی وصححہ ابن حبان والحاکم عن عبد اللہ
بن السائب رضی اللہ عنہ کیونکہ یہ دعا قرآن مین اتری ہے اور قصیر اللفظ ہے اس
فرصت کم کے مناسب حال بھی ہے یا تسبیح کرے رواہ ابن ماجۃ یعنی سبحان اللہ
والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہے جب طواف کر چکے دو رکعت نماز مقام ابراہیم
مین پڑہکر رکن کے پاس آکر استلام کرے ان دو رکعت مین سورۂ کافرون وسورۂ اخلاص
پڑہے رکن سے مراد حجر اسود ہے **ف** درمیان صفا ومروہ کے سات پھیرے کرے دعا
ماثور پڑہے یہ تیسرا نسک ہے حضرت نے صفا پہ چڑہکر خانہ کعبہ کی طرف منہہ کر کے کہا تہا
لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر
یہ سعی سوار و پیادہ دونون طرح درست ہے افضل یہ ہے کہ پیادہ ہو پہر اگر حاجی متمتع
تہا تو اب بعد اس سعی کے حلال ہو گیا جب دن ترویہ کا آئے یعنی نہم ذیحجہ تب اہلال حج
کا کرے اور صبح عرفہ کو عرفہ مین تلبیہ و تکبیر کہتا ہوا پہنچے ظہر وعصر کو جمع کرے اور خطبہ سنے
پہر بعد مغرب کے عرفہ سے چلکر مزدلفہ مین پہنچکر مغرب وعشا کو جمع کرے اور رات بسر کر کے
اول وقت نماز صبح پڑہ کر مشعر الحرام مین آ لے وہان اللہ کا ذکر کرے اور ذرا ٹہیرے
کہ سورج نکل آئے یہ چوتہا نسک ہے پہر وہان سے چلکر بطن محسر مین آملے اصحاب فیل
اسی جگہہ ہلاک ہوئے تہے یہ جگہہ برزخ ہے درمیان مزدلفہ ومنی کے نہ اسمین ہے نہ
اوسمین یہان اللہ کے غضب سے ہراسان ہو پہر طریق وسطے سے چلکر جمرۂ عقبہ کو جو نزدیک

درخت کے ہے سات کنکریان مارے ہر کنکری کے ساتھہ تکبیر کہے یہ کنکری برابر دانہ نخود
یا باقلا کے ہو اور یہ رمی نکرے مگر بعد سورج نکلنے کے ہان عورتین اور بچے اگر پہلے اس سے
رمی کرین تو اونکو جائز ہے پہر حلق یا قصر موی سر کرے یہ پانچوان نسک ہو اب اسکو ہر
چیز حلال ہوگئی مگر عورت اور جیسنے حلق یا ذبح یا افاضہ طرف خانہ کعبہ کے رمی سے پہلے
کیا تو کچہہ حرج نہین ہے پہر منی مین آکر شبہای تشریق بسر کرے یہ چہٹا نسک ہے
اور ہر دن ایام تشریق مین تینون جمرات کو رمی کیا کرے سات سات حصاۃ سے پہلے جمرۂ
دنیا کو پہر وسطی کو پہر عقبہ کو اور جو شخص لوگون کو لیکر حج کرے اوسکو مستحب ہے کہ اونکو خطبہ
سنائے دن نحر کے وسط ایام تشریق مین اور حاجی دن نحر کے طواف افاضہ کرے اسکو
طواف الزیارۃ بہی کہتے ہین اور جب جملہ اعمال حج سے فارغ ہو تو طواف وداع بجالائے
ف افضل ہدی شتر ہے پہر گوسفند شتر و گاو سات شخصون کی طرف سے کفایت کرتا ہے
اور ہدی والے کو ہدی کا گوشت کہانا درست ہے اور اشعار و تقلید کرنا ہدی کا مستحب
ہے اشعار یہ ہے کہ کوہان شتر مین زخم لگائے جس سے کچہہ خون نکلے تقلید یہ ہے کہ
اوسکے گلے مین کچہہ ڈال دے جس سے یہ بات ثابت ہو کہ یہ جانور ہدی کا ہے اور
جس شخص نے ہدی روانہ مکہ معظمہ کی اوسپر کوئی شے جو محرم پر حرام ہوتی ہے حرام نہین
ہوتی ہے جو قربانی مکہ مین بتقریب حج و عمرہ کیجاتی ہے اوسکو ہدی کہتے ہین اور جو جانور
دوسرے شہرون مین دن عید الاضحی کے ذبح کرتے ہین اوسکو اضحیہ کہتے ہین اضحیہ
ہر گہر والے کے لئے مشروع ہے اور اقل اضاحی ایک گوسفند ہے اور یہی بڑا افضل
اضحیہ ہے وقت اضحیہ کا بعد نماز عید النحر کے ہوتا ہے آخر ایام تشریق تک پہر جو جانور
فربہ اندام تر ہو اوسکا قربانی کرنا افضل تر ہے اسکے احکام باب الاضحیہ مین لکہے جاتے
ہین اسجگہ ضرورت زیادہ تفصیل کی نہین ہے ف نزدیک عمرہ کے لئے میقات سے
احرام باندہے اور جو شخص مکہ مین ہو وہ حرم سے طرف حل کے نکلے اور نزدیک بعض

علما کے حق مین جانا ضرور نہین ہے کہ مکہ کے اندر ہی محرم ہوکر اعمال عمرہ کے بجالانے یعنی
طواف وسعی کر کے حلق یا قصر کرے عمرہ سال تمام مین مشروع ہے اسکے لئے کوئی مہینا
خاص مقرر نہین ہے ہمنے تفصیل ان احکام کی رسالہ رحلۃ الصدیق و رسالہ ایضاح الحجہ
اور رسالہ الطراز المعلم مین لکھی ہے ف بعد حج کے بہ نیت مسجد نبوی قصد مدینہ منورہ کا کرے
راہ مین درود کثرت سے پڑھے جب آنکھ در و دیوار مدینہ پر پڑے کہے اللهم هذا حرم رسولك
فاجعله وقاية لي من النار وامانا من العذاب وسوء الحساب پھر غسل کر کے مدینہ مین آئے اور عطر
ملے اور سفید پاک کپڑے پہنے اور بہت خاکساری و توقیر سے داخل مدینہ ہو اور کہے رب ادخلنی
مدخل صدق واخرجني مخرج صدق واجعل لي من لدنك سلطانا
نصيرا اور منبر کے نیچے دو رکعت نماز پڑھے حدیث مین آیا ہے ما بين منبري وقبري
روضة من رياض الجنة اوكما قال صلعم پھر برابر دوش کے جو کہ موقف حضرت
یہی تھا پھر قصد زیارت کا کرے ؎

ز بعد کعبہ نظیری زیارت ما کن	کہ دلبری نمکین است در مدینہ ما

پشت بقبلہ کرنا اور ہاتھ سے دیوار کو روضۂ مطہرہ کی چھونا اور بوسہ دینا سنت نہین ہے
بلکہ منع ہے دور کھڑا ہونا نزدیک تر بجہت ادب ہے اور کہے السلام علیك یا
رسول الله یا سید المرسلین یا خاتم النبیین وغیرہ الفاظ مدح وثنا اور اگر کسی نے
وصیت سلام کے پہنچانے کی ہو تو اون کہے السلام علیك یا رسول الله
من فلان پھر شیخین رضی اللہ عنہما پر سلام کرے پھر گورستان بقیع مین جائے اور بزرگان
صحابہ کی زیارت کرے جب مدینہ سے پھرے زیارت وداع کرے رحلۃ الصدیق الی
البیت العتیق مین آداب زیارت کے مرقوم ہین ف ابو سعید خدری نے کہا ہے
کہ حضرت نے فرمایا ہے لا تشد الرحال الا الی ثلثة مساجد مسجد الحرام والمسجد
الاقصی ومسجدی هذا متفق علیہ اس حدیث مین نفی ہے فضیلت شد رحل

کی طرف ان تین مسجدونکے برلفی بمعنی نہی ہے یعنی سوا ان مسجدون کے سفر کرنا واسطے
حصول ثواب عبادت کے بیجا ہے مگر وہ سفر جو شرع مین آیا ہے جیسے طلب علم یا تجارت
ونحو ہما نہ سفر زیارت قبور انبیاء وصلحاء واولیاء شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے نیچے اس
حدیث کے لکہا ہے کان اهل الجاهلیة یقصدون مواضع معظمة بزعمهم
یزورونها ویتبرکون بها وفیه من التحریف والفساد ما لایخفی فسد النبی
صلعم لئلا یلتحق غیر الشعائر بالشعائر ولئلا یصیر ذریعة لعبادة غیر اللہ
والحق عندی ان القبر ومحل عبادة ولی من اولیاء اللہ والطور کل ذلک
سواء فی النهی واللہ اعلم انتهی کلام الحجة البالغة بہرحال نماز پڑہنے کا اجر
مسجد نبوی مین بہت ہے حدیث جابر مین فرمایا ہے صلوٰة فی مسجدی افضل
من الف صلوٰة فیما سواه الا المسجد الحرام وصلوٰة فی المسجد الحرام افضل
من مأیة الف صلوٰة فیما سواه رواه احمد وابن ماجة باسناد صحیح
یعنی مسجد مکہ مین ایک نماز برابر لاکہہ نماز کے ہے اور مسجد مدینہ مین برابر ایک ہزار نماز
کے ابوہریرہ کا لفظ رفعا یہ ہے صلوٰة فی مسجدی خیر من الف صلوٰة فیما
سواه الا المسجد الحرام رواه البخاری واللفظ له ومسلم انس مرفوعا کہتے ہین
من صلّی فی مسجدی اربعین صلوٰة لاتفوته صلوٰة کتب له براءة من النار
وبراءة من العذاب وبرئ من النفاق رواه احمد یعنی چالیس نمازین بلا فوت
حضرت کی مسجد مین پڑہنا موجب برات کا ہے نار وعذاب ونفاق سے دوسرا لفظ انس
کا یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا نماز آدمی کی اوسکے گہر مین ایک نماز ہے اور نماز مسجد قبائل
مین پچیس نمازین ہین اور مسجد جامع مین پانسو نمازین اور مسجد اقصی مین پچاس ہزار
نمازین اور میری مسجد مین پچاس ہزار نمازین اور نماز مسجد الحرام مین لاکہہ نمازین رواه
ابن ماجة حدیث سہل بن حنیف مین فرمایا ہے من تطہر فی بیته ثم اتی مسجد قبا

نصلی فیہ کان کاجر عمرۃ رواہ النسائی وابن ماجۃ واللفظ لہ اسید بن انصاری
کالفظ مرفوع یہ ہے صلوۃ فی مسجد قبا کعمرۃ رواہ الترمذی سعد کہتے تھے
لان اصلی فی مسجد قبا احب الی من ان اصلی فی بیت المقدس رواہ الحاکم
ابن عمر نے سموعًا مرفوعًا کہا ہے من صلی فیہ کان کعدل عمرۃ رواہ ابن حبان
یعنی مسجد قبا مین گھر سے وضو کر کے جانا اور وہان نماز پڑھنا اجر مین برابر عمرہ کے ہے صحیحین
مین ابن عمر سے آیا ہے کہ حضرت قبا کی زیارت کرتے وہان سوار و پیادہ جاتے اور دو
رکعت نماز پڑھتے انتہے پس جو شخص مدینہ منورہ مین ہو اوسکو چاہیئے کہ اس فضیلت
سے غفلت نکرے **ف** حدیث سعد مین فرمایا ہے المدینۃ خیر لھم لو کانوا
یعلمون لا یدعہا احد رغبۃ عنہا الا ابدل اللہ تعالی فیہا من ہو خیر
منہ ولا یثبت احد علی لاوائہا وجہدہا الا کنت لہ شفیعا وشہیدا
یوم القیامۃ رواہ مسلم اسمین فضیلت ہے اوس شخص کی جو مدینہ کی تکلیف وفاقہ
کشی ومشقت ومحنت پر صبر کرے حضرت ایسے شخص کے لئے دن قیامت کو شفیع و
شہید ہونگے ابن عمر نے مرفوعًا کہا ہے من استطاع ان یموت بالمدینۃ فلیمت
بہا فانی اشفع لمن یموت بہا رواہ الترمذی وابن حبان یعنی جو کوئی مدینہ
مین جاکر مرسکے وہ وہان جاکر مرے کہ حضرت اوسکے شفیع ہونگے زہے نصیب حاطب
کا لفظ یہ ہے من زارنی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن مات باحد
الحرمین بعث من الآمنین یوم القیامۃ رواہ البیہقی یہ حدیث اوس شخص
کو شامل ہے جسنے منجملہ اہل مدینہ کے حضرت کی زیارت کی اور اوس شخص کو بھی جو بہ نیت
مسجد نبوی مسافر ہوکر مدینہ مین پہنچا اور مشرف بزیارت ہوا یہ بھی معلوم ہوا کہ مرنا مکہ
و مدینہ مین موجب امن وامان کا ہے عذاب سے دن قیامت کے اللہم ارزقنا شہادۃ
فی سبیلک واجعل موتنا فی بلد رسولک حضرت نے حق مین شہر وصاع ومد

مدینہ کے دعامی برکت کی ہے رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ اور مدینہ کو قبۃ الاسلام و دارالایمان وارض ہجرت ومثوی حلال وحرام فرمایا ہے رواہ الطبرانی عن ابی ھریرۃ اور حدیث سعدین فرمایا ہے والذی نفسی بیدہ ان غبارھا شفاء من کل داء راوی نے کہا مین خیال کرتا ہون کہ ذکر جذام وبرص کا بھی فرمایا رواہ رزین *

فصل

جماہیر علما اسپر ہین کہ حضرت نے بعد ہجرت کے فقط ایک حج کیا تھا جسکو حجۃ الوداع کہتے ہین یہ حج بلاخلاف سال دہم مین تھا اور پہلے ہجرت سے دو حج کئے تھے یہ بات جامع ترمذی مین مذکور ہے مگر صاحب محلی نے کہا ہے کہ ہجرت سے پہلے زیادہ تین چار حج سے کئے تھے لکن گنتی اونکی محفوظ نہین ہے فرضیت حج کی سال نہم ہجرت مین ہوئی تھی اوسی سال سے طیاری اسباب سفر حج کی کرنا شروع کردی تھی جب عزم حج کیا تو صحابہ کو خبردار کردیا سب نے طیاری حج کی کی اور یہ خبر دیہات وقصبات اطراف مدینہ مین پہنچی سارے مسلمان دہات کے مدینہ مین آئے اور راہ مین ہر طرف سے طوائف مردم آکر لاحق ہوئے حاجی حصر وحساب سے باہر تھے حضرت نے دن پنجشنبہ یا شنبہ کو چوتھی ذیقعدہ نماز ظہر جماعت سے مدینہ مین پڑہی اور سفر کیا اس سے پہلے خطبہ مین لوگون کو شرائط وارکان وآداب حج کے تعلیم فرمادئے تھے یہ خطبہ دن جمعہ کے پڑہا تھا اس سے یہی نکلتا ہے کہ دن شنبہ کے سفر کیا لکن احادیث صحیحہ مین آیا ہے کہ سفر کرنا دن پنجشنبہ کے دوست رکھتے تھے صحیح بخاری مین ہے ماکان رسول اللہ صلعم یخرج فی سفر اذا خرج الا یوم الخمیس بعد نماز ظہر کے سر مبارک مین شانہ کیا اور روغن ملا اور ازار پہنی اور درمیان ظہر وعصر کے باہر نکلے اور ذوالحلیفہ مین آکر ٹہیرے نماز عصر کو قصر کیا اور رات کو وہان رہے نماز مغرب وعشا وصبح وظہر اوسی جگہہ پڑہی یہ سب پانچ نمازین ہوئین اس سفر

مین سب امہات المومنین ہمراہ تہین اوس رات سب پر گشت کیا اور واسطے نماز صبح کے نہائے پہر وقت ظہر کے دوسرا غسل احرام کے لئے کیا اور خطمی واشنان خیرہ مین لائے عائشہ خوشبو لیکر آئین وہ ایک طیب مرکب تہی چند بوی خوش سے جیسے عطر مجموعہ اور مین مشک بہی تہا تن وسر مبارک مین اوسکو ملا چنانچہ اثر مشک کا فرق ومحاسن مبارک پر نظر آتا تہا پہر اتار وچادر احرام کو پہنا اور نماز ظہر قصر سے پڑہی اور اوسی جگہہ احرام باندہا یہ بات منقول نہین ہے کہ احرام سے پہلے گردن مین بدنہ کے دونعل لٹکائی ہون اور جانب راست کوہان کو پہاڑا ہوا اور اوسکا خون صاف کیا ہو احرام مین اختلاف ہے کہ تلبیہ کس طرح پر کہا اکثر احادیث مین اسیکی تصریح ہے کہ احرام حج وعمرہ دونون کا باندہا اسی کو قران کہتے ہین اور فرمایا اتانی آت من ربی عز وجل فقال صل فی ھذا الوادی المبارک وقل عمرۃ فی حجۃ اس بارہ مین بیس حدیث صحیح صریح سے زیادہ آئی ہین اسی طرح بہت سی حدیثین صحیح یون ہین کہ احرام افراد کا تہا چنانچہ مسلم مین ہے اہل بالحج مفردا ابن عمر سے آیا ہے اھللنا مع رسول اللہ صلعم بالحج مفردا رواہ مسلم اسی طرح احادیث صحیحہ تمتع مین بہی آئی ہین طریق توفیق کا ان احادیث مین یون ہے کہ پہلے احرام نرے حج کا کیا پہر عمرہ کو حج مین داخل کیا قارن ہوئے اور فرمایا دخلت العمرۃ فی الحج الی یوم القیامۃ اور مراد قائل تمتع کی تمتع لغوی ہے بمعنی انتفاع والتذاذ اسمین شک نہین ہے کہ قران مین انتفاع والتذاذ حاصل ہے کیونکہ دو نسک سے ایک نسک پر اکتفا کیا جاتا ہے اور افراد مین حج وعمرہ الگ الگ ہوتا ہے صحابہ تین طرح پر تہے بعض نے احرام حج وعمرہ کا باندہا تہا یا نرے حج کا انکے ساتہہ ہدی تہے اور احرام حج مفرد کا تہا یہ اوس احرام پہ باقی رہے دن نحر کے احرام کہولا بعض کے ساتہہ ہدی نہ تہے اونہون نے احرام حج کا باندہا تہا حضرت نے انسے فرمایا تہا کہ تم حج کو عمرہ کر ڈالو یعنی حج کے احرام کو عمرہ کے احرام سے بدل ڈالو اور اعمال

عمرہ کو روز عرفہ سے پہلے پورا کرلو پہر مکہ سے احرام حج کا باندہ کر عرفات کو جاؤ بعض ایسے تہے کہ اونکے
ساتہہ ہدی نہ تہے اور اونہون سنے احرام حج کا باندہا تہا حضرت سنے اونسے فرمایا تہا کہ احرام
کو عمرہ سے بدل لو یہی معنی ہین فسخ حج کے ساتہہ عمرہ کے بہرحال جب حضرت نے نماز ظہر
پڑہ کر احرام باندہا تو لبیک کہکر ناقہ پر سوار ہوئے جب ناقہ اوٹہا تو پہر تلبیہ کیا پہر جب پشت
سواری پر برابر بیٹہے تب پہر تلبیہ کہا کبہی یون کہتے لبیک بحج وعمرۃ اور کبہی یون
فرماتے لبیک بحج الفاظ لبیک کے یہ تہے لبیک اللھم لبیک لبیک لاشریک لک
لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک آواز اتنی بلند کرتے کہ صحابہ
سنتے اور فرماتے پکار کر کہو حضرت کی سواری ایک شتر تہا جسپر نہ پالان تہا نہ شغدف نہ
محارہ نہ محمل نہ ہودج نہ محفہ ہمیشہ اسی قاعدہ پر تلبیہ کہتے اور صحابہ کی عادت تلبیہ مین کم
وبیش تہی حضرت کسی پر انکار نہ فرماتے مدت احرام مین موے سر کو خطمی و غسل سے جمع
کرلیا تہا بکسر غین معجمہ یہ ایک دوا ہے جس سے بال یکجا کئے جاتے ہین بعض نے اسکو
عسل بمعنی شہد روایت کیا ہے تاکہ موے سر گرد سے محفوظ رہین جب رَوحا مین جو ۳۶
میل مدینہ منورہ سے ہے پہنچے ایک حمار وحشی کو زخمی دیکہکر فرمایا اسکو چہوڑدو اس کا
زخمی کرنیوالا آتا ہوگا چنانچہ وہ اوسی وقت آگیا اوسنے کہا اے رسول خدا آپ اسکو لین
جو چاہین سو کرین مینے اسکو شکار کیا ہے ابو بکر سے فرمایا اسکو رفقا پر تقسیم کردو جب
منزل اُثایہ مین پہنچے یہ ایک جگہہ ہے درمیان رُوَیثہ وعَرج کے تو ایک ہرن کو نیچے سایہ
درخت کے سوتا پایا ایک شخص کو مقرر کیا کہ اوسکے پاس جا کہڑا ہو کوئی محرم اوسکو نہ چہیڑے
جب عَرج مین پہنچے غلام ابو بکر رضی اللہ عنہ کا پیچہے رہگیا تہا اور جو اونٹ پر تل کا تہا جسپر
سامان ابو بکر وحضرت کا بار تہا وہ کہو گیا یہ زاملہ اوسی غلام کے سپرد تہا ابو بکر نے کہا اونٹ
کدہر ہے اوسنے کہا گم ہوگیا یہ اوٹہکر بطور تادیب اوسکو مارنے لگے اور کہا کہ ایک شتر تیری
خبرگیری مین دیا تہا تو نے اوسکو بہی گم کردیا حضرت تبسم فرماتے اور کہتے انظروا الی

صدا الحرام ما یصنعم اس سے زیادہ کچھہ نہ فرمایا مقام ابوا مین پہنچے صعب بن جثامہ
نے ایک حمار وحشی ہدیہ مین بھیجا وہ زندہ تہا قبول نکیا جب دیکہا کہ اونکو برا لگا تو فرمایا
کہ ہمنے تمہارا ہدیہ رد نہین کیا مگر ہم محرم ہین جب وادی عسفان مین آئے فرمایا ای ابوبکر
تو جانتا ہے کہ یہ کون وادی ہے یہ وادی عسفان ہے ہود و صالح علیہ السلام کا گذر
اسی وادی پر سے ہوا تہا دو شتر سرخ پر سوار اونکی مہار تہی خرمے کی اور تہبند اونکے
صوف کے تھے اور چادرین اونکی کمل تہین وہ حج کا تلبیہ کہتے تھے پہر جب سرف مین
پہنچے عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض آیا وہ رونے لگین فرمایا کیون روتی ہو مگر حیض ہوا
کہا ہان فرمایا کچھہ رنج کی بات نہین ہے اللہ نے یہ امر دختران آدم علیہ السلام پر لکہا
ہے تیرے حج مین کچھہ نقصان نہین ہے جو کام سارے حاجی کرین وہ تو بہی کر مگر
طواف کعبہ نہ کر عائشہ نے نرے عمرہ کا احرام باندہا تہا فرمایا تہا کہ حج کا احرام باندہ لے
چنانچہ ایسا ہی کیا جب وہ پاک ہوئین تب طواف و سعی کی فرمایا اب تو حج و عمرہ سے فارغ
ہو گئی عائشہ نے کہا مین اپنے جی مین دغدغہ باقی ہون کہ مینے طواف عمرہ کا نہین کیا
مگر بعد وقوف کے عبد الرحمن برادر عائشہ کو حکم دیا کہ انکو تنعیم پر لیجا کہ وہان سے احرام
باندہ کرائین اور عمرہ ادا کرین علما کے اسجگہ اقوال ہین کہ یہ کیسا عمرہ تہا بعض نے
کہا عمرۂ زیارت تہا واسطے خوشی خاطر عائشہ کے ورنہ طواف و سعی اونکی حج و عمرہ
دونون سے کافی تھے اسلئے کہ وہ متمتع تہین ابتدا احرام مین لکن حج کو عمرہ مین
داخل کر کے قارن ہو گئی تہین یہ قول اصح اقوال ہے دلالت احادیث کی اسی پر ہے
بعض نے کہا کہ جب وہ حائض ہوئین تو حضرت نے اونکو حکم دیا کہ عمرہ چہوڑ کر حج کرو
یہ افراد ہوا جب وہ حج کر چکین تو فرمایا کہ عمرہ کر لو عوض عمرۂ اول کے جسکا احرام باندہا
تہا یہ قول امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے حنفیہ بہی یہی کہتے ہین حضرت نے مقام
سرف مین صحابہ کو حکم دیا تہا کہ جسکے ساتہہ ہدی نہین ہے اور وہ اپنے نسک کو عمرہ

کرنا چاہتا ہے تو یہ بات اوسکو درست ہے مگر جسکے ساتھہ ہدی ہے وہ ایسا نکرے لیکن
جب مکہ مین پہنچے تو بطریق جزم و وجوب یون فرمایا کہ جسکے ساتھہ ہدی نہین ہے وہ اپنی
نسک کو عمرہ کر ڈالے اور احرام سے باہر آئے اور جسکے پاس ہدی ہے وہ بدستور اپنے
احرام پر رہے اور فرمایا اگر میرے ساتھہ بھی ہدی نہوتے تو مین بھی حلال ہوجاتا یعنی احرام
کھول ڈالتا دخول مکہ سے پہلے ذی طوی مین پہنچے وہان اترے وہ شب یکشنبہ پنجم ذی حجہ
تھی نماز صبح اوسی جگہہ پڑھی اور غسل کیا اور شہر مکہ مین بعد ذرا سی دیر کے طلوع آفتاب
سے راہ حجون سے داخل ہوئے جب باب بنی شیبہ پر پہنچے یہ دعا پڑھی اللھم زد بیتک
ھذا تشریفا وتعظیما وتکریما ومھابۃ بعض روایات مین آیا ہے کہ جب نظر کعبہ پر
پڑے ہاتھہ اوٹھا کر تکبیر کہے اور یہ دعا پڑہے اللھم انت السلام ومنک السلام حینا ربنا بالسلام اللھم
زد ھذا البیت تشریفا وتعظیما وتکریما ومھابۃ وزد من حجہ واعتمرہ
تکریما وتشریفا وتعظیما وبرا جب مسجد مین آئے تو سیدھی طرف کعبہ کے چلے اور
تحیۃ المسجد نہین پڑہے جب برابر حجر اسود کے پہنچے استلام کیا ہاتھہ نہین اوٹھائے
اور شروع تکبیر سے نہین کیا جسطرح کہ جہال کرتے ہین بلکہ طواف کرنے لگے اور کعبہ کو
دست چپ پر چھوڑا اور کسی جگہہ مین کوئی دعا مروی نہین ہے جو باسناد صحیح ثابت ہوئی
ہو مگر درمیان ہر دو رکن یمانی و حجر اسود کے کہ وہان یہ دعا پڑہے ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ
الخ اور تین طوف اول مین جلدی چلے اور قدم نزدیک نزدیک رکھے جسطرح کہ کشتی کرنیوالے
چلتے ہین اور چادر مبارک کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر دوش چپ پر ڈالا اور چار طواف
باقی مین آہستہ چلے ۵

ٹھہر گئے وہ جہان سرو باغ تھا گویا	اگر چلے تو نسیم بہار ہوکے چلے

ہر بار جب برابر حجر اسود کے پہنچے تو ایک چوب سے جو دست مبارک مین تھی اوس سے
اشارہ طرف حجر کے کرکے اوس چوب کو بوسہ دیتے وہ لکڑی ایک سر کج ذرا سا عصا تھا

اور باہر مین رکن یمانی کے طرف رکن کے اشارہ فرماتے رکن ہاتھ لگانا یا چوب دستی کا

کا بوسہ دینا ثابت نہین ہے ہان حجر اسود کو آپنے بوسہ دیا تھا اور روی مبارک کو اوسپر

رکھا اور کبھی دست مبارک اوسپر رکھکر ہاتھ کو بوسہ دیتے ہ

	بائین ہاتھون نے پہیر جو لین تہاری ت		بائین ہاتہونکی لیتا رہا مین ساری ت

اور حالت استلام مین بسم اللہ واللہ اکبر کہتے اور برابر حجر کے پہنچکر تکبیر کہتے اور کبھی حجر اسود

پر پیشانی مبارک رکھدیتے اور سجدہ کرتے پہر اوسکو بوسہ دیتے یہ ساری کیفیات صحیح مین ثابت

ہوئی ہین جب طواف کر چکے مقام ابراہیم مین آکر یہ آیت پڑہی واتخذوا من مقام

ابراہیم مصلی پہر دو رکعت نماز اوس جگہ پر ادا کی مقام اوس زمانے مین نزدیک کعبہ کے

رکھا تھا اون دو رکعتون مین کافرون و قل ہو اللہ پڑہی نماز پڑہکر طرف حجر اسود کے آئے

اور استلام کیا اور دروازہ درمیانی سے باہر نکلے صفا کی طرف جانے کو پانچ درہین اونمین

سے وسط کو اختیار کیا اور بالائی صفا پر آئے جب پاس صفا کے پہنچے یہ آیت پڑہی ان الصفا

والمروة من شعائر اللہ پہر کہا ابدء بما بدأ اللہ بہ اور روایت نسائی مین ابدؤا بصیغہ امر

آیا ہے صفا پر اتنا چڑہے کہ وہان سے کعبہ نظر آیا رو بقبلہ کہڑے ہوکر تکبیر کہی اور فرمایا لا الہ الا

اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر لا الہ

الا اللہ وحدہ صدق وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ اور دعا کی

اور کہا اللہم انا نسئلک موجبات رحمتک وعزائم مغفرتک والغنیمۃ من کل

بر والسلامۃ من کل اثم لا تدع لی ذنبا الا غفرتہ ولا ھما الا فرجتہ ولا کربا الا

کشفتہ ولا حاجۃ الا قضیتہا تین بار تہلیل کے درمیان تہلیل کے دعا کرتے پہر صفا

سے نیچے اترے صفیہ بنت شیبہ سے لئے کہا حضرت سے نے درمیان صفا و مروہ کے یہ دعا کی تہی

رب اغفر وارحم انت الاعز الاکرم اور پیادہ سعی کی صفا سے طرف مروہ کے اور مروہ

سے طرف صفا کے آتے جاتے اثنا سعی مین جب ازدحام بہت ہوا تو ناقہ پر سوار ہوگئے

اور باقی سعی کو سوار ہوکر تمام کیا اور طواف قدوم پا پیادہ کیا تہا جسطرح کہ جابر نے کہا کہ صلعم
طوف اول مین رمل کیا کیونکہ رمل حالت رکوب مین متصور نہین ہے ہان طواف رکن کا بسبب
عذر کے سوار ہوکر کیا اور سعی کو مروہ پر ختم کیا جب پاس مروہ کے پہنچتے وہی اذکار و دعوات
جو صفا پر کیئے تہے پڑہتے جب سعی کر چکے صحابہ کو فرمایا کہ جسکے ساتہہ ہدی نہو وہ حلال
ہوجائے اس تحلل کو اونپر فرض کیا یہ تحلل پورا تہا وطی وخوشبو وجامہ دوختہ وغیرہ سب کو
حلال کردیا چنانچہ روز ترویہ تک کہ ہشتم ذیحجہ ہے سب حلال رہے اور فرمایا کہ اگر مین ہدی
نہ لاتا تو خود بہی حلال ہوجاتا یہ روایت کہ حضرت بہی حلال ہوگئے غلط ہے اس جگہ آپنے
یہ دعا کی اللھم ارحم المحلقین تین بار انکے لئے اور ایک بار مقصرین کے لئے دعا فرمائی
سراقہ بن مالک نے پوچہا کہ یہ فسخ واحلال اسی سال کے لئے ہے یا یہ حکم ہمیشہ کے لئے فرمایا
یہ حکم دائم ہے ابد تک ابوبکر وعمر وعلی وطلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم بسبب اسکے کہ ہدی رکہتے تہے
حلال نہو سکے امہات المومنین البتہ حلال ہوئین اسلئے کہ انکے ہمراہ ہدی نہ تہے فاطمہ
علیہا السلام نے بہی احرام کہول ڈالا اسلئے کہ بے ہدی تہین حضرت اِس مدت اقامت
مین نماز قصر پڑہتے اور اپنی منزل مین مکہ سے باہر ٹہیرے رہے جب چار دن گذرے یکشنبہ
دوشنبہ سہ شنبہ چہارشنبہ اور آفتاب اونچا ہوا تو وقت چاشت کے دن پنجشنبہ کو طرف منی
کے چلے مجموع خلائق ہمراہ آپکے تہی ٥

سو ہی منی ران و کرامت ببین	گرمی بازار قیامت ببین

پہر جو شخص حلال ہوچکا تہا اوسنے اسدن احرام حج کا باندہا اور ہر شخص نے اپنی منزل سے
احرام باندہا منی مین پہنچکر اوترے نماز ظہر وعصر کی پڑہی اور رات وہین بسر کی شب جمعہ
تہی جب صبح کو سورج نکلا منی سے روانہ ہوئے ضب کے رستہ پر سے طرف عرفہ کے چلے
بعض صحابہ تکبیر کہتے تہے اور بعض تلبیہ آپ کسی پر انکار نکرتے جب نمرہ پر پہنچے جو کہ عرفات
سے قریب ہے حضرت کا دیرہ اوسی جگہہ لگایا تہا وہان اوترے جب سورج ڈہل گیا فرمایا

سواری پر زین کسو سوار ہوکر خطبہ پڑہا خطبہ مین سارے قواعد مسلمانی ذکر کیئے اور جڑ شرک و جاہلیت کی بالکل اوکھیڑ ڈالی اور وہ محرمات جو ساری ملتون مین ثابت التحریم ہین ذکر فرمائے اور سارے اوضاع جاہلیت کو برطرف کیا اور ربا ہی جاہلیت کو چہڑوایا اور امت کو وصیت کی کہ عورتون کے ساتہہ رعایت ولطف واحسان کرین اور جو حقوق عورتون کے شوہرون پر ہین اونکو بیان کیا اور امت کو وصیت فرمائی کہ اللہ کی کتاب کو پکڑے رہین جب تک ایسا کرینگے گمراہ نہونگے پہر پوچہا کہ تم لوگ میرے حق مین کیا گواہی دیتے ہو سب نے کہا ہم گواہی دیتے ہین کہ آپنے اللہ کے احکام ہمکو پہنچا دئے اور امت کو پوری نصیحت کی اور جو حق رسالت کا آپ پر تہا وہ آپنے ادا کر دیا تب حضرت نے انگشت مبارک طرف آسمان کے اوٹہا کر فرمایا اللھم اشھد اللھم اشھد اللھم اشھد اور ارشاد کیا کہ حاضرین اس مجمع کے اس مجموع مواعظ کو غائبین تک پہنچا دین پہر اوترے اور بلال کو حکم دیا کہ اذان کہہ اور اقامت نماز ہوکر ظہر و عصر کو ساتہہ جمع وقصر کے پڑہا اہل مکہ بہی ہمراہ آپکے تہے اونہون نے بہی نماز اسی طریق سے پڑہی جب نماز پڑہ چکے سوار ہوکر عرفات مین آگئے اور دامن کوہ عرفات مین جہان جہان بڑی بڑی تولین پتہر کی ہین رو بقبلہ ہوکر کہڑے ہوگئے اور پشت شتر پر دعا و تضرع وابتہال مین لگے یہانتک کہ سارا سورج ڈوب گیا تب وہان سے چلے اور فرمایا کہ کہڑا ہونا عرفات مین کچہہ اسی جگہہ جہان کہ مین کہڑا ہوا ہون مخصوص نہین ہے بلکہ ساری زمین عرفات کی موقف ہے اور جسوقت کہ حضرت دعا کرتے تہے ہاتہہ برابر سینہ کے مثل سائل مسکین کے اوٹہائے ہوئے تہے منجملہ اون دعاؤن کے جنکا پڑہنا موقف مین ثابت ہوا ہے ایک یہ دعا ہے اللھم لک الحمد کالذی نقول وخیرا مما نقول اللھم لک صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی والیک مآبی ولک ربی تراثی اللھم انی اعوذبک من عذاب القبر ووسوسۃ الصدر وشتات الامر اللھم انی اعوذبک من شر ما تجیئ بہ الریح اللھم انک تسمع کلامی

وترى مكانى وتعلم سرى وعلانيتى ولا يخفى عليك شئ من امرى انا البائس الفقير المستغيث المستجير الوجل المشفق المقر المعترف بذنوبه اسالك مسئلة المسكين وابتهل اليك ابتهال المذنب الذليل وادعوك دعاء الخائف الضرير من خضعت لك رقبته وفاضت لك عيناه وذل جسده ورغم انفه اللهم لا تجعلنى بدعائك شقيا وكن لى رؤفا رحيما يا خير المسئولين ويا خير المعطين

یہ دعا معجم طبرانی مین ثابت ہے اور امام احمد نے روایت کیا ہے کہ اکثر دعا حضرت کی دن عرفہ کے یہ ہوتی تہی لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير اور سنن بیہقی مین آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا اکثر دعا میری اور سارے پیغمبرون کی عرفات مین یہ تہی یعنی لا الہ الخ اللهم اجعل فى قلبى نورا وفى سمعى نورا وفى بصرى نورا اللهم اشرح لى صدرى ويسر لى امرى اعوذ بك من وسواس الصدر وشتات الامر وفتنة القبر اللهم انى اعوذ بك من شر ما يلج فى الليل وشر ما يلج فى النهار وشر ما تهب به الرياح ومن شر بوائق الدهر عرفات مین یہ آیت اوتری اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتى ورضيت لكم الاسلام دينا اوسدن ایک شخص حاضرین عرفات سے اونٹ پر سے گر پڑا اور مرگیا حضرت نے فرمایا کہ اوسکو پانی اور بیر کے پتون سے نہلا کر اوسی چادر وازار احرام مین دفن کرین اور خوشبو نہ ملین اور اوسکے سر و پا کو نہ چہپائین یہ میت دن قیامت کے لبیک کہتا ہوا حاضر محشر ہوگا جب بعد تمام غروب کے عرفات سے چلے اسامہ بن زید کو اپنا ردیف کیا اور مہار شتر کو ہاتہہ سے کہینچے رہے یہانتک کہ سر شتر کا برابر زین کے تہا اور فرمایا اے لوگو آرام سے چلو اور ساکن رہو کہ نیکی و خوبی کچہہ جلد چلنے مین نہین ہے اور نہ پرہیزگاری شتابی کرنے مین ہے اور راہ مین کے رستہ سے پہر سے اوسی طریق و عادت پر جو عید گاہ کے جاتے وقت رکہتے تہے وہی کام اس راہ عرفات مین بہی مرعی

رکھا تھا اسی راہ مین شتر کو تھوڑا سا فرو کیا درمیان شتابی و دیر کے جہان کشادہ جگہہ ملتی وہان
قدرے تیز کر دیتے اور جب بلندی پر پہنچتے باگ ناقہ کی چھوڑ دیتے تاکہ آسانی سے چڑھ جاوے
اور مجمع راہ مین تلبیہ کہتے ایک جگہہ راہ مین ایک درہ کوہ کی طرف مائل ہوکر اوترے
اور بقصد وضو کرکے ہلکا وضو کیا اسامہ نے کہا کیا آپ نماز پڑہینگے فرمایا نماز آگے ہے
سوار ہوکر مزدلفہ مین آئے یہان کامل وضو کیا اور حکم دیا اذان ہوئی اقامت کہی گئی نماز
شام پڑہی پہلے اس سے کہ اونٹون کو بٹھا کر بار اوتارین جب اونکا بار اوتارا تو پھر اقامت
ہوئی اور نماز عشا پڑہی اس نماز کے لئے اذان نہین کہی گئی اور درمیان فرض مغرب
و فرض عشا کے کوئی نماز نہین پڑہی پھر سو رہے اور شب زندہ داری نہ کی یعنے نماز تہجد
نہین پڑہی شب مزدلفہ کے زندہ رکھنے مین کوئی حدیث صحیح وارد نہین ہوئی ہے
ضعفاء اہلبیت کو رخصت کر دیا کہ آگے جا رہین اور منی مین صبح سے پہلے پہنچ رہین لیکن
یہ فرما دیا تھا کہ جب تک سورج نہ نکلے رمی جمار نکرین ہان ایک جماعت نساء کو وقت شب
بہیجدیا تھا اونہون نے بعذر خوف مزاحمت رات ہی کو کنکریان ماری تہین علماء کے
قول اس مسئلہ مین تین ہین شافعی و احمد کہتے ہین کہ بعد نصف شب کے سب کو رمی جمرہ
عقبہ جائز ہے ابو حنیفہ کہتے ہین کسی کو طلوع فجر سے پہلے جائز نہین ایک جماعت نے
کہا قادر کو جائز نہین مگر بعد سورج نکلنے کے اور معذور کو جائز ہے غرضکہ جب صبح ہوئی
نماز صبح اول وقت مین پڑہی نہ وقت سے پہلے جسطرح کہ بعض نے گمان کیا ہے پھر
سوار ہوکر مشعر حرام مین آئے یہ ایک ٹیلہ ہے درمیان مزدلفہ کے اوسپر عمارت نو بنا دی ہے
اور بعض مشائخ حدیث و فقہاء نے کہا ہے کہ مشعر ایک کوہچہ ہے جانب چپ پر حجاج
کے سو یہ سہو ہے اس جماعت کا صحیح یہ ہے کہ مشعر حرام یہی مقام معروف مشہور ہے
اس جگہہ رو بہ قبلہ کھڑے ہوکر دعا و تضرع و ابتہال مین مشغول ہوئے اور طلوع آفتاب کے
قریب تک ذکر و تکبیر و تہلیل کرتے رہے پھر طرف منی کے روانہ ہوئے اس مرتبہ فضل ابن عباس

ردیف تھے اور اسامہ بن زید درمیان قریش کے پیادہ چلتے تھے راہ مین فضل بن عباس سے فرمایا کہ رمی کے لئے کچھہ کنکریان اوٹھالو اونھون نے زمین پر سے سات کنکریان چنکر لے لین اور حضرت کو دین حضرت اپنے کف مبارک مین اونکو غبار سے پاک کرتے تھے اور فرماتے تھے امثال ھولاء فارموا وایاکم والغلو فی الدین فانما ھلک من کان قبلکم بالغلو فی الدین اس راہ مین ایک عورت قبیلہ خثعم کی نہایت خوبصورت سامنے آئی اور پوچھا کہ میرا باپ بوڑھا ہے پشت شتر پر اچھی طرح نہین بیٹھہ سکتا مین اوسکی طرفسے حج کرون فرمایا ہان تو اوسکی طرفسے حج کر فضل بن عباس حضرت کے ردیف تھے اوسکی طرف دیکھنے لگے حضرت نے اپنے ہاتھہ سے سامنے فضل کے اوٹ کرلی تاکہ ایک دوسرے کو نہ دیکھے اسی راہ مین ایک بڑھیا سامنے آئی اور اپنی بوڑھیا ان کا حال کہا کہ وہ سخت عاجز و ناتوان ہے اگر مین اوسکو شتر پر لادون بیم ہلاک ہے کیا مین اوسکی طرفسے حج کرون فرمایا تیری مان پر اگر قرض ہوتا تو تو اوسکا قرض ادا کرتی یا نہین کہا ہان فرمایا ماں کے لئے حج کر کہ اللہ کا قرض ادا کرنا اولی تر ہے جب بطن وادی محسر پر پہنچے جو ایک بیابان ہے اوّل منی پر شتر کو خوب تیز ہانکا اور جلد اوس وادی سے باہر نکل گئے عادت شریف نبوی ایسے جمیع مواضع مین جہان کہ اعداء حق پر کچھہ بلا و عذاب آیا تھا یہی تھی کہ جلد اوس جگہہ سے گزر جاتے اس بطن محسر مین اصحاب فیل پر جو کچھہ گزرا تھا وہ قرآن پاک مین مذکور ہے اسکو وادی محسر اسی لئے کہتے ہین کہ ہاتی اسجگہ تھک کر درماندہ ہوگئی تھی اور طرف مکہ کے کسیطرح جنبش نکرتی تھی یہ بطن محسر ایک برزخ ہے درمیان منی و مزدلفہ کے نہ منی مین ہے نہ مزدلفہ مین جسطرح عرنہ و نمرہ ایک برزخ ہے درمیان عرفہ و مشعر حرام کے غرضکہ اسی طرح طریق وسطی پر طرف منی کے چلے اسفل وادی مین آگئے اور برابر جمرہ عقبہ کے کعبہ کو دست چپ پر اور منی کو دست راست پر چھوڑکر سوار رہکر ہفت سنگریزہ ان کو یک یک محل جمرات پر مارا اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہا اور بعد رمی جمار کے تلبیہ کہنا قطع کیا بلال

واسامہ بن زید پہر کاب ستے ایک کے ہاتھہ مین باگ اونٹ کی تہی اور ایک
چہوٹی سی چتری لگائے ہوئے تہا کہ زحمت دہوپ کی نہ پہنچے بعد رمی کے فرودگاہ
پر تشریف لائے نزدیک مسجد خیف کے اور وہان ایک خطبہ بلیغ پڑہا چنانچہ جمیع خلایق کو آواز
پہنچی اونکو بہی جو اندر خیمون کے تہے اور یہ ایک آپکا معجزہ تہا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اس خطبہ مین خلایق کو اعلام کیا حرمت روز نحر و فضل نحر کا نزدیک حق سبحانہ وتعالی کے
اور لوگون سے فرمایا کہ مناسک حج کے سیکہہ لو شاید مین دوسری بار حج نکرون اور حکم
فرمایا کہ ہر امیر کی بات سنو اطاعت کرو جب تک کہ وہ طرف کتاب اللہ کے بلائے اور
مہاجرین وانصار کو اپنے منازل مین اوتار کر کہا کہ بعد میرے اب تم کافر ہو نا کہ بعض
بعض کو قتل کرین اور جان لو کہ جو شخص کوئی قصور کرتا ہے وہ اپنی جان پر کرتا ہے
واعبدوا ربکم وصلوا خمسکم وصوموا شہرکم واطیعوا اذا امرکم تدخلوا
جنۃ ربکم پہر لوگون کو رخصت فرمایا اور کہا جو لوگ اس مجلس مین حاضر ہین اونہون نے
جو کچہہ احکام اسلام کے سنے ہین وہ غائبین کو پہنچا دین پہر منحر مین آئے یہ ایک جگہہ
مشہور ہے درمیان بازار منی کے وہان تریسٹہہ ۶۳ اونٹ اپنے دست مبارک سے نحر
کئے اونٹون کو ہاتہہ باندہکر کہڑا کیا یہ تعداد مطابق شمار عمر مبارک تہی اور علی مرتضی کو حکم
دیا کہ نحر صد شتر کو پورا کرو ۳۷ شتر اونہون نے نحر کئے فرمایا ارگ گوشت پوست بہول سب
مساکین کو بانٹ دو اور جزار کو جو انکی کہال کہینچے کچہہ نہ دو بلکہ اجرت اپنے پاس سے دو
اور انس نے جو یہ کہا ہے کہ حضرت نے فقط سات اونٹ اپنے ہاتہہ سے نحر کئے یہ کچہہ
معارض حدیث سابق کے نہین ہے اسلئے کہ انس نے اتنے ہی شتر نحر کرتے دیکہے یہ
وہ چلے گئے جابر نے ۶۳ کا نحر ہونا دیکہا جب نحر سے فارغ ہوئے آگاہ فرمایا کہ تمام
زمین منی جای نحر ہے اور سب راہین مکہ کی راہ ہین اور کچہہ خصوصیت نحر کی بعض جگہہ
سے نہین ہے پہر حلاق کو بلا کر سر مبارک کو منڈایا معمر بن عبد اللہ بن نافع بن نضلہ

استرہ لیکر کہڑے ہوئے فرمایا یا معمر امکنک رسول اللہ من شحمۃ اذنیہ وفی یدک الموسی فقال معمر واللہ یا رسول اللہ ان ذلک لمن نعمۃ اللہ علی ومنہ قال اجل پہر اشارہ کیا کہ جانب راست سے حلق کرو جب وہ جانب راست سے حلق کر چکے اون بالونکو تقسیم فرمایا اون لوگونپر جو حاضر تہے پہر اشارہ طرف جانب چپ کے کیا جب اوس طرف کا حلق ہو چکا سارے بال ابوطلحہ کو دیے حالانکہ وہ جانب راست سے بہی حصہ لیچکے تہے سب لوگون سے زیادہ جب حلق ہو چکا اور لوگون مین ہر کسیکو ایک یا دو تار موی نصیب ہوئے تب ناخن انگشتان مبارک کے کترائے اور وہ بہی لوگون مین تقسیم فرمائے اسی طرح بہت سے صحابہ نے حلق کیا اور تہوڑون نے تقصیر کی پہر زوال سے پہلے روانہ طرف مکہ کے ہوئے اور طواف افاضہ کیا اسکو طواف زیارت وطواف صدر بہی کہتے ہین بعض احادیث مین آیا ہے کہ طواف زیارت مین شب تک تاخیر کی مشائخ حدیث نے کہا یہ غلط ہے پہر طواف سے فارغ ہوکر چاہ زمزم پر آئے عباس اور اونکی اولاد پانی بہرتی تہی فرمایا پانی بہرو اگر یہ بات نہوتی کہ لوگ تمپر غلبہ کرینگے تو مین خود پانی کہینچتا اور تمکو سقایت آب پر مدد دیتا اونہون نے ایک ڈول پانی کا حضرت کے سامنے کیا کہڑے کہڑے پیا اور یہ کہڑا ہونا واسطے بیان جواز کے تہا یا واسطے ضرورت وحاجت کے حضرت اس طواف مین راحلہ پر سوار تہے سبب اس سواری کا بعض کے نزدیک کثرت ازدحام کی تہی یا واسطے اشراف واطلاع کے لوگون پر تاکہ سب حضار آپکو دیکہین اور طواف کا طریقہ سیکہہ لین اور آداب طواف معلوم کرلین اور بعض نے کہا کہ پای مبارک مین زخم تہا اس ضرورت سے سوار ہوکر طواف کیا اور فی الفور منا مین واپس آئے اور نماز ظہر کی منی مین پڑہی صحیحین مین اسی طرح مروی ہے اور صحیح مسلم مین آیا ہے کہ نماز ظہر کی مکہ مین پڑہی اکثر علما نے اسی روایت مسلم کو ترجیح دی ہے کیونکہ اس حدیث کو دو صحابی نے روایت کیا ہے جابر وعائشہ نے اور پہلی روایت کو فقط ابن عمر نے روایت کیا ہے اور عائشہ

شخص مین ساتہ حضرت کے اور دنانا تر مین آپکے احوال سے اور بعض نے حدیث ابن عمر کو
راجح کہا ہے اسلئے کہ متفق علیہ ہے اور اسمین کچہہ اضطراب نہین ہے اور نیز رجال اسناد اعظم
واجل ہین جب منا مین آئے رات یہین گذاری دوسرے دن انتظار کیا جب سورج ڈہل گیا
پیادہ پا پہلے نماز ظہر سے طرف جمرۂ اولی کے گئے یہ جمرہ پاس مسجد خیف کے ہے سات کنکریان
پہینک کر مارین اور ہر سنگریزہ کے ساتہہ تکبیر کہی جب رمی سے فارغ ہوئے چند قدم
جای رمی سے آگے بڑہکر جای سہل مین پہنچکر برابر قبلہ کے کہڑے ہوکر دعا کی اتنی دیر تک
کہ کوئی شخص سورۂ بقرہ پڑہے غرضکہ دعا کرتے رہے جب دعا کر چکے جمرۂ وسطی پر آئے
اوسی طرح رمی کی وہان سے راہ دست چپ پر چلے چند قدم درمیان وادی کے جاکر کہڑے ہوئے
اور لمبی دعا کی برابر دعای اول کے پہر چلکر سامنے جمرہ عقبہ کے آئے اور برابر جمرہ کے
کہڑے ہوکر کعبہ کو دست چپ پر اور منا کو دست راست پر کرکے سات کنکریان مارین
ہر رمی پر تکبیر کہی اور اوسی دم پہرے توقف نہ کیا اور وہان کچہہ دعا نہ کی اسکی دو وجہ ہین
ایک یہ کہ ازدحام عظیم تہا اور جگہہ کہڑے ہونے کی نہ تہی دوسرے یہ کہ دعای رمی صلب
عبادت مین کرلی تہی اور اندر عبادت کے دعا کرنا بہتر ہے اس سے کہ پیچہے عبادت کے
کرے اسی طرح نماز مین غالب دعوات حضرت کی بعد تشہد کے سلام سے پہلے ہوتی
تہی پہر کوچ کرنے مین جلدی نہین فرمائی بلکہ تین دن تمام ٹہیرے رہے و یکچہ چوتہے
دن ٹہیرے وہ دن شنبہ و یکشنبہ و دوشنبہ تہا چوتہے دن سہ شنبہ کو بعد ظہر کے رمی کر
روانہ ہوئے اور محصب مین کہ ایک جگہ ہے باہر مکہ سے اور اوسکو ابطح بہی کہتے ہین
اوترے اسلئے کہ ابو رافع جو حضرت کے گماشتہ کارخانہ تہے وہ اس جگہہ اوترے تہے
اور حضرت کا خیمہ اوس جگہہ لگا دیا گیا تہا بحسب اتفاق نہ بمقتضای امر شریف لہٰذا
وہان منزل کی اور نماز ظہر و عصر و مغرب و عشا پڑہی اور ذرا سا رات کو سوئے جب بیدار
ہوئے سوار ہوگئے اور مکہ مین جاکر طواف وداع کیا اس طواف مین رمل نہین کیا

عائشہ نے عمرہ نکیا تہا اوس رات چاہا کہ عمرہ کرین اونکو اجازت دی اور اونکے بہائی عبدالرحمن
کو ساتہہ کردیا کہ تنعیم تک جو حرم سے باہر ہے لیجاؤ وہان جاکر اونہون نے احرام باندہا مکہ مین
آکر عمرہ تمام کیا ابہی رات تمام نہوئی تہی کہ عمرہ سے فارغ ہوکر محصب مین آگئین حضرت نے
پوچہا تم فارغ ہو آئین کہا ہان حکم کوچ کا دیا سب نے کوچ کیا حضرت طواف وداع کو چلے گئے
اور وہان سے اسنل مکہ مقام کُدا کی طرف سے روانہ ہوئے تحصیب مین اختلاف ہے بعض علما
نے کہا امر اتفاقی تہا کچہہ آداب وسنن حج سے نہین ہے بعض نے کہا نہین بلکہ سنن حج
وتمام مناسک سے ہے اسلئے کہ حضرت نے منا مین فرمایا تہا کہ انا نازلون غدا ان شاء
اللہ تعالی بخیف منی حیث تقاسموا علی الکفر مراد خیف بنی کنانہ سے یہی محصب
ہے اسی جگہہ قریش وبنی کنانہ نے باہم عہد وحلف کیا تہا کہ بنی ہاشم وبنی مطلب سے
آمیزش نکرینگے اور مناکحت ومواصلت ومبایعت بجا نلائینگے جبتک کہ وہ حضرت کو
اونکے سپرد نکردین اور حضرت نے وہان پر اوترنے سے یہ قصد کیا تہا کہ شعائر اسلام
کو ظاہر کرین جہان کہ پہلے شعائر کفر ظاہر ہوئے تہے

فصل

ایک جماعت اہل علم وفقہ نے کہا ہے کہ جب حضرت نے حج کیا تو اندر کعبہ کے گئے اسلئے اندر
کعبہ کے جانا منجملہ سنن حج کے ہے لکن احادیث وآثار دلیل ہین اسپر کہ جس سال حضرت
نے یہ حجۃ الوداع کیا اندر کعبہ کے نہین گئے بلکہ سال فتح مکہ ہشتم سال ہجرت مین گئے تہے
صحیحین مین ابن عمر سے اسی طرح آیا ہے معہذا فرمایا تہا انی دخلت البیت و وددت
ان لم اکن فعلت انی اخاف ان اکون اتعبت امتی من بعدی عائشہ نے درخواست
کی کہ مین اندر کعبہ کے جاؤن فرمایا دو رکعت حجر مین پڑہ لے کہ یہ ویسا ہی ہے جیسے کہ
کعبہ کے اندر پڑہی ہین رہا وقوف کرنا ملتزم مین سو حدیث ابن عمر سے سنن ابوداؤد مین

ثابت ہے کہ حضرت نے درمیان رکن و کعبہ کے کھڑے ہو کر روے و سینہ کو دیوار کعبہ پر رکھا اور دونوں ذراع اور دونوں دست مبارک کھول کر دیوار سے ملائے محتمل ہے کہ یہ بات بھی سال فتح میں ہو یا سال حج میں یا دونوں سالوں میں بہرحال مجاہد و شافعی اور ایک جماعت اعلام نے کہا ہے کہ بعد طواف وداع کے ملتزم میں کھڑے ہو کے دعا کرنا مستحب ہے کوئی مخلوق اوس جگہ کوئی سی بھی حاجت رب العزت سے نہیں مانگتی مگر وہ حاجت اوسکی روا ہوتی ہے غرضکہ حضرت نے آخر شب کے نماز صبح پڑھکر طرف مدینہ طیبہ کے روانہ ہوئے اس نماز میں سورہ والطور پڑھی تھی راہ مدینہ میں جب منزل روحا میں پہنچے رات کو ایک گروہ دیکھا اونپر سلام کیا اور پوچھا تم کون ہو اونہوں نے کہا ہم مسلمان ہیں تم کون ہو کہا میں رسول خدا ہوں ایک عورت نے سامنے آکے کہا کہ اس کودک کا بھی حج درست ہے فرمایا ہاں اور تجکو بھی ثواب ملیگا جب ذی الحلیفہ میں پہنچے رات کو وہاں رہے صبحکو مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تب مدینہ کو دیکھا تین بار تکبیر کہی پھر کہا لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير آئبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق الله وعده ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده پھر مدینہ میں داخل ہوئے **ف** جس ذبیحہ سے اللہ کا تقرب حاصل کیا جاتا ہے وہ تین طرح پر ہے ایک ہدی دوسرے اضحیہ تیسرے عقیقہ حضرت نے ہدی میں گوسفند بھی بھیجی ہے اور شتر بھی اور ازواج امہات مومنین کے لئے گاو ہدی کی تھی جب حج کو گئے ہدی کو اپنے ہمراہ لے گئے اور جب عمرہ کو جاتے تب بھی ہدی ہمراہ لیجاتے اور جس سال نجاتے ہدی کو اوروں کے ہمراہ بھیجدیتے لیکن اوس وقت کوئی چیز آپ پر حرام نہوتی عادت یہ تھی کہ جب بکری کو ہدی کرتے تو اوسکی گردن میں کچھ لٹکا دیتے تاکہ علامت ہدی کی ہو اسی طرح اگر شتر کو ہدی کرتے تو تقلید کر دیتے اور اشعار بھی فرماتے اور جب

ہدی بہیجتے تو کہدیتے کہ اگر راہ مین مرنے لگے تو ذبح کردینا اور اوسکی نعل کو خون آلودہ کرکے اوسکے صفحہ پر رکہدینا اور کوئی اوسکا گوشت نہ کہائے بلکہ جمیع اجنبی پر اوسکا گوشت قسمت کردینا اور شتر و گاؤ ہفت کس کی طرفسے ہدی کرتے اور سوار ہونا ہدی پر مباح فرماتے لیکن وقت حاجت کے جب تک کہ دوسری سواری میسر آئے اور اونٹ کو کہڑا کرکے اور دست چپ باندہ کر نحر کرتے اور وقت نحر کے التسمیہ و تکبیر کہتے اور جب گوسفند ذبح کرتے پای مبارک صفحہ پر رکہتے اور امت کے لئے مباح فرمایا ہے کہ وہ گوشت اپنے ہدی و اضاحی کا کہائین پہر کبہی گوشت ہدی کا تقسیم فرماتے اور کبہی حکم دیتے کہ جسکو حاجت ہو وہ کاٹ کر لیجائے اس سے بعض علمانے استدلال کیا ہے جواز نہب و نثار پر اور جو ہدی کہ عمرہ مین لیجاتے اوسکو مروہ مین نحر کرتے اور جو حج مین لیجاتے اوسکو منا مین اور ہرگز نحر نکرتے مگر بعد نماز عید کے اور عید سے پہلے بہی ہدی کو نحر نکرتے ترتیب امور کی یون تہی کہ دن عید کے اول رمی جمرۂ عقبہ پہر نحر پہر حلق پہر طواف کرتے اور ہرگز اضحیہ کرنا ترک نفرماتے گوسفند دنبہ دار ذبح کرتے اور فرماتے کہ مجموع روز عید و سہ روز ایام تشریق ایام ذبح ہین مسائل ان ابواب کے رسائل مناسک مین لکہے ہین اس جگہہ مقصود اس ذکر سے فقط اتنا ہے کہ طالب آخرت و تاجر عقبی کو چاہئے کہ عبادت حج و عمرہ کی مطابق سنت صحیحہ و سیرت نبویہ کی بجالائے سو صورت حج کی یہ تہی جو اسجگہ لکہی گئی

فصل

یہان تک جو کچہہ لکہا ہے وہ سب صورت ظاہری تہی اعمال حج کی ہر عمل کا ایک بہید ہے اور مقصود اوس سے عبرت و تذکیر اور یاد کرنا ہے ایک کام کو آخرت کے کامون مین سے سو اصل حقیقت اوسکی یہ ہے کہ آدمی کو اسطرح پیدا کیا ہے کہ اپنے کمال سعادت کو

نہ پہنچے جب تک کہ باقی کو فانی پر اختیار نکرے اور اُسی کا حکم کا منورت ہے تابعداری ہوا
کی سبب اوسکی بربادی کا ہے اور جب تک وہ اختیار رکہتا ہے اور جو کچہہ کرتا ہے وہ
دستور شرع پر نہیں کرتا ہے تب تک وہ پیرو ہوا کا ہے اور معاملا اوسکا بندہ وار نہین ہے
حالانکہ سعادت اوسکی بندگی مین ہے یہی سبب ہے کہ اگلے ملتون مین رہبانیت و
سیاحت کرتے تہے تاکہ عبادت کرنیوالے اون لوگون کے بیچ مین سے نکلجائین جو عابد و
طالب آخرت نہین ہین چنانچہ وہ لوگ شہرون سے نکل کر پہاڑون پر جا رہتے اور
ساری عمر ریاضت و مجاہدہ کرتے حضرت سے پوچہا کہ ہمارے دین مین سیاحت و
رہبانیت نہین ہے فرمایا حکم اوسکے بدل مین جہاد و حج دیا گیا ہے غرضکہ اللہ نے اس
امت کو عوض سیاحت و رہبانیت کے حج دیا کیونکہ جو مجاہدہ سے مقصود ہے وہ اسمین
حاصل ہے اور سوا اوسکے اور عبرتین بہی ظاہر ہین کہ اللہ نے کعبہ کو شرف بخشا اوسکو
اپنی طرف منسوب کیا اور ایک بادشاہون کا سا دربار مقرر فرمایا اوسکے جوانب کو حرم ٹہیرایا
اور وہان کے شکار اور درخت کو حرام کردیا واسطے تعظیم و حرمت کے اور عرفات کو سامنے
حرم کے اسطرح پر رکہا جسطرح کہ سامنے درگاہ ملوک کے میدان ہوتا ہے تاکہ سب طرف سے
لوگ اس گہر کا قصد کرین باآنکہ یہ بات بہی جانلین کہ اللہ منزہ ہے اس سے کہ کسی گہر
مین یا مکان مین نزول و حلول کرے لیکن جب شوق بڑہا ہوا ہوتا ہے تو جو چیز کہ دوست
کی طرف منسوب ہوتی ہے وہ محبوب و مطلوب ٹہیر جاتی ہے ع اے گل بتو خرسندم
تو بوئی کسے داری بنا بر اس بنیاد پر اہل اسلام نے اس شوق مین اہل و مال و وطن کو چہوڑ
اور جنگل و بیابان کا خطرہ اوٹہایا اور بشدت درگاہ الٰہی کا قصد کیا ہے

جمال کعبہ مگر عذر رہروان خواہد		کہ جان خستہ دلان سوخت بیابانش	

پہر اللہ نے اس عبادت مین ایسے کام بتا لئے جنکو عقل نہین پا سکتی ہے جیسے کنکریان
مارنا اور درمیان صفا و مروہ کے دوڑنا یہ اسلئے کہ جو بات عقل دریافت کرسکتی ہے

نفس کو بہی اوس سے انس ہوتا ہے جانتا ہے کہ مین کیا کرتا ہون اور کسلیئے کرتا ہون
کیونکہ جب یہ بات جان لیگا کہ زکوٰۃ دینے مین سلوک کرتا ہے ساتہہ درویشون کے اور
نماز مین خاکساری کرتا ہے سامنے خدای جہان کے اور روزہ مین شکست دیتا ہے
لشکر شیطان کو تو طبیعت اوسکی موافقت عقل پر حرکت کریگی اور کمال بندگی یہ ہے کہ
محض فرمانبرداری کرے کوئی متقاضی باطن سے پیدا نہو سو رمی وسعی اسی طرح کی شئی ہے
کہ سوای محض بندگی کے نہین ہو سکتی اسی جگہہ سے حضرت نے دربارۂ حج بالخصوص یہ
فرمایا ہے لبیك بحجۃ حقا تعبدا ورقا اسکا تعبد ورق نام رکہا ایک گروہ کو جو یہ
تعجب ہے کہ مقصود و مراد ان اعمال سے کیا ہے سو یہ اونکی غفلت ہے حقیقت کار سے
کہ مقصود اس سے یہی مقصود ہی اور غرض اس سے بیغرضی ہے تا کہ بندگی پیدا ہو
اور نظر بندہ کی محض فرمانبرداری پر ہو اور عقل وطبع کو کوئی راہ طرف اوسکے اور کچہہ
نصیب اوس سے حاصل نہو تا کہ وہ یہ سب کام واسطے آخرت کے کرے کیونکہ سعادت
آدمی کی اسی نیستی ویے نصیبی مین ہے تا کہ بندہ سے سوای حق اور فرمان بری کے
اور کچہہ صادر نہو رہین عبرتین حج کی سو اس سفر کو ایک طرحسے مثل سفر آخرت کے
رکہا ہے کہ اس سفر مین مقصد خانہ ہے اور اوس سفر مین مقصد صاحب خانہ اب
چاہیے کہ اس سفر کے مقدمات واحوال سے اوس سفر کا احوال یاد کرے جب گہر والون او
دوستون کو رخصت کرے جانے کہ یہ ولیسا رخصت کرنا ہے جو کہ سکرات موت مین
ہوگا چنانچہ یہ چاہیے کہ اس سفر سے پہلے ساری علائق سے فارغ البال ہو جائے پہر
باہر نکلے آخر عمر مین یہ چاہیے کہ دل ساری دنیا سے خالی کرلے ورنہ سفر کرنا اوسیر تلخ
ہو جائیگا اور جب سارا زاد سفر جملہ انواع سے طیار کرلے اور سب طرحکی احتیاط بجالائے
اور جان لے کہ وہ بیابان مین بے برگ نرہیگا تو اب یہ جانے کہ میدان قیامت اس
میدان سے کہین دراز تر وہولناک تر ہے اور وہان یہان سے بہی زیادہ حاجت

زاد و برگ کی پڑیگی اور جب ایسی چیز کہ جلد ہی تباہ ہو جاتی ہے اپنے ساتھ لے اسلئے
کہ وہ اوسکے پاس نہ رہیگی اور زاد سفر کے لائق نہین ہے تو یہ جانے کہ اسی طرح
ہر طاعت جو ریا و تقصیر کے ساتھہ آمیختہ ہوتی ہے وہ لائق زاد آخرت کے نہین ہے جب
جمازہ پر بیٹھے جنازہ کو یاد کرے کہ بالیقین یہی جنازہ اوسکا سفر عقبی مین مرکب
ہوگا اور ہو سکتا ہے کہ پہلے اس سے کہ وہ جمازہ سے اوترے وقت جنازہ کا آجائے
اسلئے یہ چاہیئے کہ یہ سفر ایسا ہو کہ اوس سفر کے لئے زاد ہو سکے اور جب احرام کا کپڑا
پہنے اور جامہ عادت بدن سے اوتارے اور یہ احرام دو ازار سفید کا ہوتا ہے تو کفن
کو یاد کرے کہ اوس سفر کا جامہ بھی مخالف اس جہان کی عادت کے ہوگا اور
جب عقبات و خطرات صحرا و بیابان دیکھے تو چاہئے کہ منکر و نکیر و حیات و عقارب
گور کو یاد کرے اور جان لے کہ لحد سے محشر تک ایک بیابان عظیم ہے جسمین بہت
سی گھاٹیان دشوار گذار ہین اور جسطرح بے بدرقہ کے آفت صحرا سے سلامتی میسر
نہین ہو سکتی ہے اسی طرح گور کے ہولون سے بے بدرقہ طاعت کے سلامت
رہنا سخت مشکل ہے اور جسطرح کہ جنگل میں اہل و فرزند و دوستون سے تنہا ہو جاتا ہے
اسیطرح گور مین سب سے اکیلا ہوگا اور جب لبیک کہے تو جانے کہ یہ جواب ہے اللہ
کی پکار کا روز قیامت مین بھی اسی طرح کی پکار ہوگی اوسدن کی ہول کا اندیشہ
کرے اور خطر مین اس ندا کے ڈوب جائے علی بن حسین علیہما السلام وقت احرام
کے زرد ہو جاتے بدن پہ لرزہ پڑتا لبیک نہ کہہ سکتے پوچھا تو کہا مجھے ڈر ہے کہ
اگر مین لبیک کہون تو کہین یہ جواب نہ ملے لا لبیك ولا سعدیك یہ کہکر اونٹ
کے اوپر سے بیہوش ہو کر گر پڑے ابو سلیمان دارانی وقت احرام کے لبیک نکہا ایک
میل تک چلکر بیہوش ہو گئے جب افاقہ ہوا کہا اللہ نے موسی علیہ السلام کو وحی
بھیجی تھی کہ تو اپنی امت کے ظالمون سے کہدے کہ مجکو یاد نکیا کرین اور میرا نام نہ لین

کیونکہ جو کوئی مجکو یاد کرتا ہے مین اوسکو یاد کرتا ہون اور جبکہ وہ ظالم ہین تو مین اونکو لعنت کے
ساتھہ یاد کرونگا اور مینے سنا ہے کہ جو کوئی مال شبہ کا خرچ کریگا اور لبیک کہیگا تو اوسکو یہ جواب
ملیگا لا لبیک ولا سعدیک حتیٰ ترد ما فی یدیک طواف وسعی کی یہ صورت ہے کہ جیسے
غریب اور بیچارے لوگ درگاہ مین بادشاہونکی جاتے ہین تو آس پاس کو شک ملک کے
پہرتے ہین کہ موقع پاکر فرصت دیکہکر اپنی حاجت عرض کرین اور میدان مجلسرای مین آتے جاتے
ہین اور ایسے شخص کو ڈہونڈتے ہین جو اونکی سفارش کرے اور امیدوار ہوتے ہین کہ ناگاہ
بادشاہ کی نظر اونپر پڑے اور وہ متوجہ ہو سو صفا و مروہ کے درمیان جو مسافت ہے وہ مثل
اوس میدان کے ہے وقوف عرفات کا اور مجتمع ہونا انواع خلق کا اطراف جہان سے اور دعا
کرنا اونکا زبانہای مختلف ولغتہای گوناگون سے مانند عرصات قیامت کے ہے کہ وہان
ساری خلایق جمع ہوگی اور اولین وآخرین فراہم آئینگے اور ہر شخص اپنے حال مین مشغول
ہوگا اور درمیان ردّ وقبول کے متردد رہیگا۔ ہا پتہر مارنا سو مقصود اوس سے اظہار بندگی
کا ہے بطریق تعبد ورقیت کے اور نیز مشابہت پیدا کرنا ہے ساتہہ ابراہیم علیہ السلام کے
کہ وہان سامنے اونکے ابلیس لعین آیا تہا تاکہ اونکو شک وشبہ مین ڈالے سو اگر تیرے جی
مین یہ خیال بندہی کہ اونپر تو شیطان ظاہر ہوا تہا اور مجہپر ظاہر نہین ہوا مین کسلیے پتہر مارون تو یہ
خطرہ خود تجکو طرف سے شیطان کے ہوا ہے اب تو پتہر مارکے اوسکی پشت کو توڑ دے کیونکہ
اوسکی پشت اسی بات سے شکستہ ہوتی ہے کہ تو بندہ فرمانبردار ہو اور جو کچہہ تجکو حکم ہوا ہے
وہ تو بیدریغ بجالائے اور تصرف دار باقی مین کرے اور حقیقت مین جانلکہ اس پتہر مارنے
سے تونے شیطان کو مقہور کیا ہے یہ ذرا سا بیان ہے عبرتہای حج کا جو شخص اس مقدار کو
پہچان لیگا اوسپر بقدر صفای فہم وشدت شوق وتمام جد وجہد کے اسطرحکے اور بہت سے
معنی نمودار ہونے لگینگے اور ہر ایک معنی سے نصیب لیگا وہی معنی اوسکے عبادت کی
زندگی وجان ہوگی اور حد صورت سے کام اوسکا آگے بڑہ جائیگا ف حج کے بعد سفر مسجد

نبوی ہے جب مدینہ منورہ مین پہنچکر مراتب نماز و زیارت ادا کرے تو اس نعمت کی قدر سمجھے
احیاء الاحیاء مین کہا ہے فاذا استقر فی منزلہ فلا ینسی نعم اللہ علیہ من زیارۃ
البیت والنبی صلعم فیکفر النعمۃ ویعود الی الغفلۃ واللھو فما ذلک علامۃ حج
المبرور بل علامتہ ان یزھد فی الدنیا ویرغب فی الآخرۃ ولقاء رب البیت بعد
البیت انتہی ایک روایت مین طریق اہل البیت سے آیا ہے اذا کان آخر الزمان خرج الناس
للحج اربعۃ اصناف سلاطینہم للنزھۃ واغنیاءھم للتجارۃ وفقراؤھم للمسئلۃ
وقراءھم للسمعۃ انتہی اسکے بعد کہا ہے کہ فاذا فرغ من ھذہ کلھا فلیلزم
قلبہ الخوف والحزن فانہ لا یدری اقبل حجہ ام لا ثم لینظر فی قلبہ فان وجدہ
متجافیا عن دار الغرور مستانسا باللہ فلیثق بالقبول وان کان بخلاف
ذلک فیوشک ان یکون حظہ من سفرہ العناء والتعب واللہ اعلم

خاتمہ بیان مین ذکر حق تعالی کے

لباب و مقصود ساری عبادات کا یہ ہے کہ اللہ کا ذکر کرے نماز ایک ستون ہے دین کا مقصود
اور اس سے یہی یاد کرنا خدا کا ہے جسطرح کہ فرمایا ان الصلوۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر
ولذکر اللہ اکبر قرآن پڑھنا افضل ترین عبادات ہے اسلئے کہ اللہ کا کلام پاک ہے اللہ
کو یاد دلاتا ہے جو کچھ قرآن کے اندر ہے سبب ہے تازگی ذکر الٰہی کا مقصود روزہ سے
بھی یہی ہے کہ شہوت ٹوٹے سو جب دل زحمت شہوات سے خلاص ہوگا تو صاف
ہوکر قرارگاہ ذکر خدا ٹھیریگا کیونکہ جب تک دل آگندہ شہوت ہوتا ہے ذکر کرنا اوسکو
ممکن نہین ہوتا اور اگر ذکر کرتا ہے تو وہ اوسکے اندر تاثیر نہین بخشتا مقصود حج سے
کہ زیارت خانہ خدا ہے ذکر خداوند خانہ ہے تا کہ شوق اوسکے دیدار کا جوش مارے ۹

حاجی بر در کعبہ و من طالب دیدار	او خانہ ہمی جوید و من صاحب خانہ

پس سر ولباب ساری عبادات کا ذکر خدا ہے بلکہ اصل مسلمانی کہ کلمہ لا الہ الا اللہ ہے یہی عین ذکر ہے باقی ساری عبادتین اسکی تاکید ہین اور اللہ جو اپنے بندہ کو یاد کرتا ہے یہ ثمرہ اسی ذکر کا ہے اور اس سے بڑہکر اور کیا ثمرہ ہوگا ؎

لك البشارة فاخلع ما عليك فقد		ذكرت ثم على ما فيك من عوج

ولہذا فرمایا ہے فاذکرونی اذکرکم تم مجھے یاد کرو مین تمہین یاد کرونگا سو یہ یاد مدام چاہیئے اگر مدام نہو سکے تو اکثر احوال مین تو ضروری درکار ہے کہ فلاح اسیکے ساتھ وابستہ ہے واذکروا الله کثیرا لعلکم تفلحون غرضکہ کنجی فلاح کی یہی ذکر بسیار ہے نہ ذکر اندک جو بیشتر احوال مین ہو نہ کمتر احوال مین اسی جگہہ سے یہ فرمایا ہے الذین یذکرون الله قیاما وقعودا وعلی جنوبہم اُن لوگون پر ثنا کی کہ یہ کہڑے بیٹھے لیٹے ذکر خدا کیا کرتے ہین کسی حال مین بہی غافل نہین ہوتے ؎

ورد زبان وسوسن جانست نام یار		یکدم نمی رود کہ مکرر نمی شود		

اور فرمایا واذکر ربك فی نفسك تضرعا وخیفة ودون الجهر من القول بالغدو والآصال ولا تکن من الغافلین حضرت سے پوچہا تہا کہ کون کام بہت فاضل ہے فرمایا تو مرے اور تیری زبان ذکر حق سے تر ہو حدیث ابو الدردا مین فرمایا ہے کیا مین تمکو آگاہ نکرون کہ تمہارے اعمال مین بہتر اور مقبول تر نزدیک خداوند کے اور بزرگتر درجات مین اور بہتر صدقہ کرنیسے سونے چاندی کے اور جہاد کرنیسے ساتہہ دشمنان خدا کے کو وہ تمہاری گردن مارین اور تم اونکی گردن مارو کیا ہے کہا ہان فرمائیے کہا اللہ کا ذکر کرنا رواہ احمد والترمذی والحاکم اسمین دلیل ہے اس بات پر کہ ذکر علی العموم خیر اعمال ہے معاذ بن جبل نے رفعًا کہا ہے کہ جنت والے کسی چیز پر حسرت نکرینگے مگر اوس ساعت پر جو کہ اونپر دنیا مین بے یاد حق کے گزری ہے رواہ الطبرانی ہیثمی نے کہا رجالہ ثقات تحفۃ الذاکرین مین کہا ہے وفی کونھم

لا یحضرون الا علی هذه الخصلة اعظم دلیل علی انها عند الله تعالی
بمکان عظیم وان اجرها فوق کل اجر انتهی ٥

بی غم عشق تو صد حیف بسری که گذشت	پیش ازین کاش گرفتار غمت می بودم

یہ بھی فرمایا ہے کہ جب کچھ لوگ جمع ہوکر اللہ کا ذکر کرتے ہین تو فرشتے اونکو گھیر لیتے ہین اور رحمت اونکو ڈھانپ لیتی ہے اور اونپر سکینہ اوترتا ہے اور اللہ اونکا ذکر اپنے پاس والون مین کرتا ہے رواه مسلم عن ابی هریرة ٥

آسمان سجده کند بهر زمینے که درو	یکدو کس یکدو نفس بهر خدا بنشینند

حدیث معاذ مین فرمایا ہے ماعمل ابن آدم عملا انجی له من عذاب الله من ذکر الله قالوا ولا الجهاد فی سبیل الله قال ولا الجهاد فی سبیل الله الا ان یضرب بسیفه حتی ینقطع ثلاث مرات اخرجه الطبرانی وابن ابی شیبة یہ حدیث دلیل ہے اسپر کہ ذکر افضل ہے جہاد سے حدیث ابو موسی مین فرمایا ہے لو ان رجلا فی حجره دراهم یقسمها وآخر یذکر الله لکان الذاکر لله افضل رواه الطبرانی یہ حدیث دلیل ہے اسپر کہ ذکر افضل ہے صدقہ سے حدیث انس مین رفعاً آیا ہے اذا مررتم بریاض الجنة فارتعوا قالوا یا رسول الله وما ریاض الجنة قال حلق الذکر رواه الترمذی حدیث قدسی مین بروایت ابو ہریرہ فرمایا ہے قال الله تعالی انا عند ظن عبدی بی وانا معه اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسه ذکرته فی نفسی وان ذکرنی فی ملاء ذکرته فی ملاء خیر منه رواه الشیخان اسمین صراحت ہے اس امر کی کہ اللہ وقت ذکر کے ہمراہ اپنے بندہ کے ہوتا ہے مقتضی اس معیت کا یہ ہے کہ اوسکی طرف نظر رحمت فرماتا ہے اور توفیق وتسدید سے اوسکی مدد کرتا ہے یہ ایک معیت خاصہ ہے اور هو معکم اینما کنتم مین معیت عامہ ہے پھر ذکر مخفی کا ثواب بھی مخفی مقرر فرمایا اور ذکر جہر کا ثواب جہر

غرضکہ ذکر خدا لُبّ لباب و اصل مقصود اولوالالباب اور غایت مطلوب رب الارباب ہے اللھم وفقنا ف ذکر کے چار درجے ہین ایک یہ کہ زبان پر ہو اور دل غافل رہے ایسے ذکر کا اثر ضعیف ہوتا ہے گو کسی قدر اثر سے خالی نہو اسلئے کہ جو زبان خدمت مین مشغول ہوتی ہے وہ اوس زبان سے بہر حال بہتر ہے جو بیہودہ کام مین مصروف رہے یا معطل وبیکار رہے دوسرے یہ کہ ذکر دل مین ہو لکن متمکن نہو اور قرار نہ پکڑے بلکہ یہ حال ہو کہ دل کو تکلف سے اوسپر لگایا جاتا ہے یہانتک کہ اگر یہ مشقت و کلفت نہو تو دل خود بالطبع اوسکی طرف نہ آئے بلکہ غفلت و حدیث نفس مین مصروف رہے تیسرے یہ کہ دل مین جگہہ پکڑ لے اور مستولی و غالب و متمکن ہو جائے یہانتک کہ بتکلف اوسکو اور کام پر لگائین تو لگے والا فلا یہ بہت عظیم درجہ ہے چوتھے یہ کہ دل پر مذکور مستولی ہو نہ ذکر مذکور سے مراد حقتعالی ہے کیونکہ فرق ہے درمیان اوسکے کہ سارا دل اوسکا مذکور کو دوست رکھے اور درمیان اوسکے کہ اوسکا دل ذکر کو دوست رکھے ه

فرق ست میان آنکہ یارش دربر	با آنکہ دو چشم انتظارش بر در

کمال تو یہی ہے کہ ذکر و آگاہی ذکر کی دل سے چلی جائے اور فقط مذکور رہجائے خواہ ذکر تازی ہو یا فارسی کہ یہ دونون حدیث نفس سے خالی نہین ہوتے ہین بلکہ عین حدیث نفس ہین اور اصل یہ ہے کہ دل حدیث تازی و فارسی و ہر چیز سے خالی ہو اور بالکل محو مذکور ہو جائے کوئی اور چیز اوسمین گنجایش نکرے یہ نتیجہ ہے محبت مفرط کا محب صادق کی توجہ بالکل طرف محبوب کے ہوتی ہے بلکہ کمال شغل دل سے وہ اپنا نام تک بھی بھول جاتا ہے جب کسیکو ایسا استغراق ہوگا اور وہ آپ کو اور ہر چیز کو جو سوا حقتعالی کے ہے فراموش کریگا تو اب اول قدم تصوف پر پہنچے گا اس حالت کو صوفیہ فنا و نیستی کہتے ہین کہ جو کچھ ہے اوسکے ذکر سے نیست ہو گیا ہے اور خود بھی نیست ہو اکہ آپ کو بھی بھول گیا اللہ تعالی کے بہت سے عوالم ہین جنکی

ہمکو خبر نہین ہے وما یعلم جنود ربک الا ھو اور وہ جہان ہمارے حق مین نیست ہین اور ہست ہمارا وہ ہے جس سے ہمکو آگاہی ہے اور ہم اوسکی خبر رکھتے ہین سو یہ عوالم کہ ہست ہین خلق ہین جب کسیکو یہ فراموش ہوگئے تو پہر اوسکے سامنے نیست ہین اور جب اوسنے اپنی خودی کو بہی فراموش کردیا تو وہ اپنے حق مین بہی نیست ہوگیا پہر جب کوئی چیز پاس اوسکے نرہی سوا حق تعالی کے تو ہست اوسکا وہی حق تعالی ہوا جسطرح مثلاً کوئی آسمان و زمین کو دیکھتا ہے تو یہ سمجھتا ہے کہ جہان اس سے زیادہ نہین ہے جو کچھ ہے سو یہی ارض و سماء و ما بینہما ہے اسی طرح یہ شخص اگر کچھ نہین دیکھتا مگر حق تعالی کو اور کہتا ہے جو کچھ ہے سو اللہ ہے اوسکے سوا کچھ نہین ہے اب جدائی درمیان سے اسکے اور اللہ کے اوٹھ گئی اور یگانگی حاصل ہوئی یہ پہلا عالم ہے توحید و وحدانیت کا یعنی خبر جدائی کی نرہی کیونکہ اوسکو جدائی اور دوری سے آگاہی نہین ہوتی ہے جدائی تو وہ جانے جو کہ دو چیز جانتا ہو آپ کو اور حق کو اور اسکا تو یہ حال ہے کہ وہ اپنے آپ سے بیخبر ہے اور سوا ایک وحدہ لا شریک لہ کے کسی کو بہی پہچانتا نہین ہے وہ جدائی کو کیا جانے اور دوری کو کیا سمجھے ؎

عجب داری از سالکان طریق	کہ باشند در بحر معنی غریق
بسودای جانان زجان مشتغل	بذکر حبیب از جہان مشتغل
بیاد حق از خلق بگریختہ	چنان مست ساقی کہ می ریختہ
الست از ازل ہمچنان شان بگوش	بفریاد قالوا بلی در خروش
می صرف وحدت کسی نوش کرد	کہ دنیا و عقبی فراموش کرد

جب ذاکر اس درجہ کو پہنچ جاتا ہے تو صورت ملکوت کی اوسپر ظاہر ہونے لگتی ہے ارواح ملائک و انبیاء کی اچہی شکلون مین نمودار ہوتی ہین اور جو درگاہ رب العزت کے خواص ہین وہ ظاہر ہونے لگتے ہین اور ایک حال عظیم پیدا ہوجاتا ہے کہ وہ عبارت

وہان مین نہین آسکتا پھر اگر وہ آپ مین بہی کسی وقت آتا ہے اور کار ہاے دیگر سے آگہی پاتا ہے تو بہی اثر اوس حالت کا ساتہہ اوسکے رہتا ہے اور شوق اوس حالت کا اوسیکے دل پر غالب رہا کرتا ہے اور دنیا اور ما فیہا اور جس کام مین خلق ہے یہ سب چیزین اوسکے دل کو بُری لگتی ہین وہ آپنے تن سے اونکے اندر اور اپنے دل سے غائب ہوتا ہے اور لوگون کو اسور دنیا مین مشغول دیکہہ کر تعجب کرتا ہے کہ یہ کس کام سے محروم ہین اور لوگ اوسپر ہنستے ہین کہ وہ بہی ہماری طرح کیون نہین مشغول دنیا ہوتا ہے اور گمان کرتے ہین کہ مگر دیوانہ وسودائی ہوگیا ہے حدیث مین فرمایا ہے اکثروا ذکر اللہ حتی یقولوا مجنون رواہ ابن حبان عن ابی سعید الخدری واحمد وابو یعلی وقال الحاکم صحیح الاسناد یعنی جو لوگ ذکر خدا سے غافل ہین اوسکو پاگل سڑی کہنے لگتے ہین کیونکہ ہر دم اوسکو ذکر مین دیکتے ہین اور حرکت لب کو اور اضطراب بدن کو خوف خدا سے معلوم کرتے ہین تحفۃ الذاکرین مین کہا ہے وکثیرا ما تری من لا شغل لہ بالطاعات او من ہو مشتغل بمعاصی اللہ یظہر السخریۃ باہل الطاعۃ والاستہزاء بہم لانہ قد طبع علی قلبہ وصار فی عداد المخذولین انتہی غرضکہ پہلی منزل ذکر کی تو یہ ہے کہ سوا خدا کے کچہہ آگاہی کسی شی کی نہو نہ اپنی اور نہ دوسرے کی ۔

رہ عقل جز پیچ بر پیچ نیست	بر عارفان جز خدا ہیچ نیست
توان گفتن این با حقائق شناس	ولی خردہ گیرند اہل قیاس
کہ بس آسمان و زمین چیستند	بنی آدم و دام و دد کیستند
پسندیدہ پرسیدی ای ہوشمند	بگویم گر آید جوابت پسند
کہ ہامون و دریا و کوہ و فلک	پری آدمی زاد و دیو و ملک
ہمہ ہر چہ ہستند ازان کمتر اند	کہ با ہستیش نام ہستی برند

کوئی اس سے یہ نہ سمجھے کہ واجب الوجود اور ممکن اس ذکر و استغراق سے ایک ہو جاتے ہیں کہ یہ فہم مخالف شرع حق ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ کمال استغراق سے سب کی نیستی اور حق کی ہستی ایسی دل پر طاری و ساری و جاری ہو جاتی ہے کہ سب فانی فی الحال اور حق باقی علی کل حال نظر آتا ہے اور یہ بات موافق شرع ہے حضرت نے یہ مصرع تمثیلاً پڑھا تھا ع الا کل شئ ما خلا اللہ باطل دوسرا مصراع اسکا یہ ہے ع وکل نعیم لا محالۃ زائل ۔ جسطرح نظامی گنجوی قدس سرہ نے فرمایا ہے ؎

پناہ بلندی و پستی توئی		ہمہ نیستند انچہ ہستی توئی	

ایسا ذاکر ساری مہلکات سے بیخبر اور ساری منجیات کے ساتھ متصف ہوتا ہے اسی کا نام ولایت حق ہے ایسے ہی شخص کو اللہ کا ولی فرمایا ہے اور اوسکو یہ مژدہ سنایا ہے الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون اور اونکی پہچان دنیا مین یہ بتائی ہے ان اولیاؤہ الا المتقون ۔ **ف** اگر کوئی شخص اس درجۂ فنا و نیستی کو نہ پہنچے اور یہ احوال و مکاشفات اوسکو پیدا نہون لیکن ذکر اوسپر مستولی ہو تو یہ بھی ایک کیمیاء سعادت ہے کیونکہ جب ذکر غالب ہوگا تو انس و محبت بھی مستولی ہوگی پھر وہ ایسا ہو جائیگا کہ اللہ پاک اوسکو سارے جہان و ما فیہا سے زیادہ تر محبوب ہوگا والذین آمنوا اشد حبا للہ اصل سعادت یہ ہے کہ جب بازگشت طرف حق کے ٹھیری والی ربك المنتھی اور یہ رجوع مرگ سے ہوتا ہے تو اب اوسکو کمال لذت مشاہدۂ حق کی بقدر محبت کے حاصل ہوگی جسطرح کہ دنیا کسی شخص کو محبوب ہوتی ہے تو اوسکا درد و رنج بھی فراق دنیا مین بقدر عشق دنیا کے ہوتا ہے سو جو شخص ذکر بہت کرتا ہو اور اوسکو احوال صوفیہ کے پیدا نہون تو اوسکو یہ نچاہیئے کہ نفور ہو جاوے کیونکہ سعادت کچھ اوسی حالت پر موقوف نہین ہے دل جب نور ذکر سے آراستہ ہوگیا اور واسطے کمال سعادت کے مہیا و طیار ہوا تو اب جو کچھ اس جہان مین

پیدا نہوگا وہ بعد مرگ کے اوس جہان مین ظاہر و پیدا ہوجائیگا اسلیئے یہ چاہیئے کہ ہمیشہ ملازم
ذکر اور مراقبہ دل کا رہے غفلت کو پاس آنے نہ دے کہ ذکر دائم کلید عجائب ملکوت و باب حضرت
لاہوت ہے و لہذا حضرت نے فرمایا ہے کہ تم ریاض جنت مین چرو مراد ان ریاض سے حلقہ ہائے
ذکر ہین رواہ الترمذی عن انس حاصل مقام یہ ہے کہ خلاصہ جملہ عبادات اور نخبہ جمیع
ریاضات کا ذکر ہے اور ذکر حقیقی یہ ہے کہ وقت پیش آنے امر و نہی کے اللہ کو یاد رکھے اور
معصیت سے دست بردار ہوکر فرمان برداری مین چست و چالاک رہے اور اگر ذکر سے یہ بات
حاصل نہین ہے تو پہر وہ ذکر حدیث نفس ہے اوسکی کچھ اصل و حقیقت نہین ہے **ف**
فضائل ذکر کے احادیث صحیحہ مین بہت آئے ہین اور جیتنے ذکر کے کتب اذکار مین لکھے ہین
بہتر ذکر کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ ہے سارے اذکار کا مرجع اسی مدعا کی طرف ہے اسکو تہلیل
کہتے ہین پہر تسبیح ہے یعنی سبحان اللہ پہر تحمید یعنی الحمد للہ پہر درود شریف پہر
استغفار الفاظ ان اذکار کے کئی طرح پر آئے ہین جیسے سبحان اللہ وبحمدہ
سبحان اللہ العظیم ان دو کلمون کے حق مین فرمایا ہے کہ زبان پر ہلکے رحمن کو پیارے
ترازو مین بھاری ہین رواہ البخاری اور جیسے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ
لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیٔ قدیر کہ اگر برابر کف دریا کے گناہ ہون تو
بخشدئے جائین اور جیسے استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب
الیہ یا جیسے سید الاستغفار ابن مسعود نے کہا ہے قرآن شریف مین دو آیتین ہین کہ
جو کوئی اونکو پڑہکر توبہ و استغفار کریگا اوسکے گناہ معاف ہوجاینگے ایک یہ آیت والذین
اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسہم ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبہم ومن
یغفر الذنوب الا اللہ دوسری یہ آیت ومن یعمل سوء او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ
یجد اللہ غفورا رحیما اللہ نے اپنے رسول مقبول صلعم کو فرمایا ہے فسبح بحمد
ربک واستغفرہ انہ کان توابا چنانچہ بعد اسکے نزول کے حضرت یون کہا کرتے تھے

سبحانک اللھم وبحمدک اللھم اغفرلی انک انت التواب الرحیم کتاب
نزل الابرار مین اذکار وادعیۂ ماثورہ مع دلائل وتخریج وتفقہ معانی نہایت بسط سے مذکور
ہین اور ہر وقت وموقع کے لئے دعوات واذکار مقرر ہین مسلمان سے زیادہ نہو سکے تو
اتنا تو بہت ہی ضرور ہے کہ ہر کام کے لئے ایک دعا مختصر اور ہر وقت کے لئے ایک
ذکر مقتصر منجملہ ماثورات کے خصوصًا جو کہ اصح الصحیح ہین یاد کرلے اور خیال کرکے اوس
موقع ووقت پر اونکو زبان ودل سے کہہ لیا کرے تاکہ الذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات
مین داخل رہے گو ابرار واخیار کے مرتبۂ عظیم کو نہ پہنچے بارے نفس مغفرت سے تو محروم
نرہیگا کیونکہ طبقات عباد چار ہین ایک فائزین دوسرے ناجین تیسرے معذبین چوتھے
ہالکین انکا بیان رسالہ توزیع العباد مین لکھا گیا ہے ہ

علی انی راض بان احمل الھوی		داخلص منہ لا علیّ ولا لیا	

فصل بیان مین اوراد کے

اللہ تعالی نے آدمی کو اس عالم غربت مین کہ ایک عالم خاک وآب ہے واسطے تجارت کے
بہیجا ہے ورنہ حقیقت اوسکی روح کی علوی ہے اور وہ وہان سے اس خاکدان فانی مین
آیا ہے اور پہر وہین کا رستہ لیگا ہ

عدم سے جانب ہستی تلاش یار مین آئے		کہان سے ہم کہان بگڑے ہوئے لگا رہین آئے

سرمایہ اوسکا اس تجارت مین یہی اوسکی عمر ناپائدار وحیات مستعار ہے یہ سرمایہ ہمیشہ
نقصان مین ہے اگر فائدہ ونفع اوس سے نہ لیں تو ساری پونجی زیان مین جاتی رہے اور
انجام اوسکا ہلاک ہو ولہذا ارشاد فرمایا ہے والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین
آمنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر مثال اسکی اوس شخص کی
سی ہے کہ پونجی اوسکی یخ ہو اور وہ موسم گرما مین اوسکو فروخت کرے اور کہے اے مسلمانو

مہربانی کرو ایسے شخص پر جسکی پونجی گلی جاتی ہے اسی طرح پونجی عمر کی گذر رہی ہے کہ جملہ تمام
عمر کا انفاس چند ہین علم مین اللہ کے سو جن لوگون نے خطر اس امر کا دیکھا وہ اپنے انفاس
کے مراقب ہو سلئے اور جان لیا کہ ہر نفس ایک گوہر بے بہا ہے اوس سے ہم شکار سعادت
ابدی کا کر سکتے ہین اور وہ اس سرمایہ پر مشفق تر تھے بہ نسبت اسکے کہ کوئی شخص سرمایۂ
زر و سیم پر خائف ہو یہ شفقت اونکی یون تھی کہ اونھون نے اوقات شب و روز کو
خیرات و حسنات پر تقسیم کر رکھا تھا ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر کیا تھا اور اوراد
مختلف مقرر رکھے تھے تاکہ کوئی وقت ضایع نجائے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ سعادت
آخرت اوسی شخص کے لئے ہے جو کہ اس جہان سے گیا اور انس و محبت خدا کی اوسکے
دل پر غالب تھی سو یہ انس بدون دوام ذکر کے میسر نہین آتا ہے اور محبت بجز معرفت کے
نہین ملتی اور معرفت بغیر تفکر کے حاصل نہین ہوتی سو مداومت ذکر و فکر کی تخم ہے
ہر سعادت کا اور ترک کرنا دنیا و ترک شہوات و معاصی اسی لئے ہوتا ہے کہ فرصت
ذکر کی اور فراغت واسطے فکر کے ہاتھ آسلئے اور چونکہ دل کا ہمیشہ ایک صفت و حال
پر رہنا سخت مشکل ہے اسلئے اوراد مختلف رکھے گئے ہین کوئی کالبد سے جیسے نماز اور
کوئی زبان سے جیسے قرآن و تسبیح اور کوئی دل سے جیسے تفکر تاکہ ملال نہو اور ہر وقت
مین ایک نیا شغل سامنے آئے اور حالت بدلتی رہے سو اصل بات یہ ہے کہ اگر ساری
اوقات کار آخرت مین صرف نہو تو بیشتر اوقات تو صرف ہی کرے تاکہ پلہ حسنات کا جھکتا رہے
اگر نیمہ اوقات دنیا و تمتع مباحات مین برباد جائے تو نیمہ اوقات تو کار دین مین صرف ہو
حالانکہ اس حالت مین یہ بیم لگا ہوا ہے کہ کہین پلہ سیئات کا راجح نہو جائے کیونکہ صرف
دل کا دین کے کام مین خلاف طبع ہوتا ہے اور مشکل ہے اوسمین اخلاص آتا ہے
اور جو کار بے اخلاص ہے وہ بیفائدہ ٹھیرتا ہے بہت سے اعمال مین کبھی ایک عمل
اخلاص سے اتفاق ہو جاتا ہے اسلئے اکثر اوقات کا کار دین مین صرف ہونا مناسب ہے

دنیا کا کام تابع دین کے ہو ولہذا اللہ نے فرمایا ہے ومن آناء اللیل فسبح واطراف النہار لعلک ترضی اور فرمایا فاذکر اسم ربک بکرۃ واصیلا ومن اللیل فاسجد لہ وسبحہ لیلا طویلا اور فرمایا وکانوا قلیلا من اللیل ما یھجعون یہ سب اشارہ ہے طرف اسکے کہ بیشتر اوقات کا طاعت وعبادت خدا مین مشغول ہونا چاہیے سو یہ بات بتقسیم اوقات کے نہین بن پڑتی ہے **ف** دن کے وظیفے پانچ ہین ایک صبح سے سورج نکلنے تک یہ بڑا مبارک وقت ہے اِس دم مراقب انفاس کا رہے خواب سے بیدار ہونے کی دعا پڑہے الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور پہر طہارت ومسواک کر کے سنت فجر کی گہر مین پڑہکر مسجد مین آکر فرض صبح ادا کرے اور طلوع مہر تک تسبیح واستغفار وقرآن وتفکر مین مشغول ہو دوسرے یہ کہ طلوع سے اشراق تک مسجد مین صبر کرے تسبیح مین رہکر مشغول ذکر وفکر ہو پہر دو رکعت نماز یا چار رکعت پڑہے اور جب ایک پہر دن چڑہے تو نماز چاشت پڑہے عیادت بیمار مشایعت جنازہ یا حاجت بر آری مین کسی مسلمان کے رہے یا مجلس علم مین حاضر ہو تیسرے یہ کہ چاشت سے لیکر نماز ظہر تک چار کام مین سے ایک کام کرے اگر تحصیل علم پر قادر ہے تو یہ عبادت سب سے فاضل تر ہے ایسا علم حاصل کرے جو آخرت مین نافع ہو اور دنیا کی رغبت کو ضعیف کرے اور اعمال کے عیوب وآفات کو کہولے اور اخلاص کی طرف بلائے نہ علم جدل وخلاف وقصص وکلام وفلسفہ وغیرہا کہ ان علوم سے حرص دنیا کی بڑہتی ہے اور تخم حسد وفخر کا جمتا ہے **س**

جز یاد دوست ہر چہ کنی عمر ضایع است	جز سر عشق ہر چہ بخوانی بطالت است
سعدی بشوی لوح دل از نقش غیر حق	علمی کہ رہ بحق ننماید جہالت است

اور اگر قدرت علم پر نہین رکہتا ہے تو مشغول عبادت رہے یہ کام عابدون کا ہے اور ایک مقام بزرگ ہے خصوصًا ایسے ذکر مین مشغول ہونا جو دل پر غالب آجائے

یہ بھی نہو سکے تو علما و صوفیہ کی خدمت کرے کہ یہ خدمت عبادت نفل سے فاضلتر ہے
خلق کو راحت پہنچانا مسلمانونکی مدد کرنا اجر عظیم رکھتا ہے اگر یہ بھی نہو تو کسب مین مشغول
ہو امانت و دیانت سے اپنے لئے اور اہل و عیال کے لئے کمائی کرے کسی کو ہاتھہ و
زبان سے نہ ستائے اور زیادہ طلبی سے باز رہکر قدر کفایت پر قناعت کرے یہ بھی
منجملہ عابدین کے ہوگا اور درجہ مین اصحاب الیمین کے گو سابقین اور مقربین سے کم ہو
کیونکہ اقل درجات یہ ہے کہ ملازم درجۂ سلامت رہے اور بہتر یہ ہے کہ نفع مال کا عشر
سے زیادہ نہ لے سلف اسیطرح کیا کرتے تھے چوتھا وظیفہ وقت زوال سے عصر تک کا
ہے زوال سے پہلے قیلولہ کرے تاکہ رات کو تہجد پڑہ سکے پھر جاگ کر اذان سے پہلے
مسجد مین پہنچکر تحیۃ المسجد پڑہکر نماز ظہر ادا کرے پھر ظہر سے تا عصر تعلیم علم و درس تفسیر
وحدیث و سلوک و معاونت مسلمین مین مشغول رہے یا قرارت قرآن یا کسی کسب
حلال مین بقدر احتیاج پس بس پانچوان وظیفہ عصر سے غروب تک کا ہے مسجد مین
آکر نماز عصر سے پہلے چار رکعت سنت پڑہے یعنی علاوہ تحیۃ المسجد کے اس نفل کا اجر
عظیم ہے پھر جو شغل اوپر لکہا ہے اونمین سے کسی کے ساتھہ مشغول ہو اور نماز شام سے
پہلے مسجد مین آکر مشغول تسبیح و استغفار رہے کہ فضیلت اسوقت کی مثل بامداد کی فضیلت
کے ہے اور جس شخص کی اوقات بے ضبط و ربط ہوتی ہین کہ کس وقت کیا اتفاق
پڑتا ہے تو اکثر عمر اوسکی برباد جاتی ہے رہے وظائف شب کے سو وہ تین وظیفے ہین
ایک مغرب سے عشا تک اسکے بیچ کا وقت زندہ رکھنا بڑی فضیلت رکھتا ہے کہا ہے
کہ تتجافی جنوبھم عن المضاجع سے یہی مابین عشائین مراد ہے پھر نماز عشا پڑہکر
لہو وغیرہ مین مشغول نہو کہ خاتمہ شغل کا یہی ہے اور آخر ہر کار کا خیر ہونا چاہئے
والعاقبۃ للمتقین دوسرا وظیفہ سونا ہے سو اگرچہ خواب عبادت نہین ہے لیکن جبکہ
آراستہ آداب و سنن سے ہوگی تو بمنزلہ عبادت کے ٹھیریگی اب چاہئے کہ رو بقبلہ ہو کر

داہنے ہاتھ کی کروٹ پر سوئے جسطرح مردہ گور مین رکھا جاتا ہے خواب برادر
مرگ ہے اور بیداری مانند حشر کے کیا لگتا ہے کہ جو روح خواب مین قبض کرلی ہے وہ پہر واپس
نہو اسلئے یہ چاہیے کہ کام آخرت کا سنوار لے یعنی طہارت پر سوئے توبہ کرلے وصیت نامہ
لکہا ہوا زیر بالین طیار رکھے اور زبردستی نیند نہ لائے اور نرم فرش پر نہ سوئے کہ نیند غالب آجائے
کیونکہ خواب تعطیل عمر ہے بلکہ تمام رات دن مین آٹھ ساعت سے زیادہ نسوئے کہ یہ
ایک تہائی ہے چوبیس ساعت کی اگر اسطرح بسر کریگا تو اگر ساٹھہ سال کی عمر ہوئی توگویا
بیس برس اوسمین سے ضائع گئے اور سوتے گذرے اب اس سے زیادہ عمر برباد کرنا کیا
ضرور ہے آب وضو مسواک اپنے ہاتھ سے مہیا کر کے پاس رکھے تاکہ تہجد کو اوٹھے اگر نیت
تہجد سو رہیگا اور آنکھ نہ کھلے تو بھی نیت کا ثواب پائیگا پہر سوتے وقت یہ دعا پڑہے
باسمك ربی وضعت جنبی وباسمك ارفعه اور آیۃ الکرسی ومعوذتین وسورۂ تبارک
پڑہے اور باوضو سوجائے تیسرا وظیفہ تہجد ہے بعد نصف شب کے اسوقت دو رکعت نماز
کا پڑہنا بہت سی نمازہای دیگر سے فاضلتر ہوتا ہے کیونکہ اسوقت دل صاف ہوتا ہے
اور کچھ مشغلہ دنیا کا نہین ہوتا اور دروازے رحمت کے کشادہ ہوتے ہین غرضکہ
باوقات شب وروز ہر وقت مین ایک کام کا ہونا چاہیے کوئی وقت بے شغل خیر
کے برباد نہ جائے جب ایک رات دن اس طرح پر گذرا تو ہر دن رات اسی طرح پر
بسر کرے آخر عمر تک یون ہی کرتا رہے اور اگر یہ نہ بن سکے تو ہر ایک دراز کو کوتاہ
کرے اور اپنے جی سے یہ کہے کہ آج تو تو اسی طرح کاٹ شاید آج کی رات یا کل تو
مرجائے اسی طرح ہر روز جی کو سمجھا لے اور جب مواظبت سے رنجور ہو تو جانے کہ
مین سفر مین ہون وطن میرا آخرت ہے اور سفر مین رنج غربت اوٹھانا پڑتا ہے لیکن
تسلی اس بات پر ہے کہ یہ سفر جلد ختم ہوجائیگا اور وطن مین جاکر آرام ملے گا اور مقدار
عمر کا خود ظاہر ہے کہ کتنا ہے خصوصاً جبکہ اوسکو عمر جاودان سے جو آخرت مین ہوگی

موازنہ کیا جائے سو اگر ایک شخص مقدار ایک سال واسطے دس سال کی راحت کے رنج اوٹھائے تو کیا عجب ہے کہ سو برس کا رنج واسطے سو ہزار سال کے بلکہ واسطے راحت جاودان کے گوارا کرے وباللہ التوفیق آج یہ رسالہ روز یکشنبہ تاریخ ۲۹ ذیحجہ سنہ ۱۳۰۴ ہجری کو سات دن کی مدت مین تمام ہوا ختم اللہ لنا بالحسنی والحمد للہ اولاً و آخراً

تمت بحمد اللہ بالخیر

صحت نامہ بذل المنفعہ

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۳	۱۳	سراد	مراد	۴۲	۱۱	پہر پہر	پہر بہر
۵	۱۷	فریضۃ	فریفتہ	؍؍	۱۷	خیر	خبر
؍؍	۱۶	انخجر	انجح	۴۷	۱	چاہے	چاہیے
۹	۲۱	تزبینۃ	تزیینہ	۵۰	۴	نتکون	فنکون
۱۷	۴	مُدای	مدی	۵۴	۲۱	سجدتہ	سجدتہ
۱۹	۱۸	تسنموا	تسموا	۵۷	۱۹	جہرہے	جہری
۲۲	۱۵	صلوتکم	صلوتکم	۶۳	۱۱	سے بہتر	کے بہتر
۲۳	۷	ین	بن	۸۹	۱۴	نخچیر	نخچیر وخروترہ و
۲۷	۱۱	بہتر	بہتر یہ	۹۲	۳	خشیتہ	خشیۃ
۲۸	۴	پڑہے	پڑہتے	۹۶	۹	با	یا
۲۹	۲۰	علانیت	علانیتہ	۹۷	۱	غازین	غارئین

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۹۸	۲	عاہم	غاسم	۱۱۹	۱۷	وامد	واجد
"	۱۴	حبان	حبان و	۱۲۰	۵	حاجی کے	حاجی کو کرے
۱۰۰	۳	نزاکلت	نزاکوات	"	۱۵	نہم	ہشتم
۱۰۱	۲۱	قطرہ	قطرے کا	"	۱۸	اور ڈرا ہمیں ہے کہ سورج نکل آئے	اور اتنا ہی ہے کہ سورج نہ نکلے
۱۰۲	۱۳	السفر	سفر				
۱۰۸	۳	اسفلی	السفلی	۱۲۹	۲۰	پہونچے	پہونچتے
۱۱۳	۱۲	نزڈرے	ڈرے	۱۳۱	۴	پڑھے	پڑھتے
۱۱۴	۱۷	او	و	۱۳۲	۱۹	الذی نقول	الذی تقول
۱۱۵	۴	العیستۃ	المعیشۃ	"	۲۰	لرب	رب
۱۱۶	۱۷	براکب	ایرکب	۱۴۷	۷	وانکرد	وانکروا



سنہ ۱۳۰۵